حُجَّةُ الْاِسلام حضرت سَیِّدُنا امام غزالی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی 505ھ)
کی تصوف پر مشہور و معروف اور معرکۃ الآراء تصنیف ''اِحْیَاءُ عُلُوْمِ الدِّیْن'' سے ماخوذ
300 سے زیادہ حکایات و واقعات کا مجموعہ بنام

حکایاتِ اِحیاءُ العُلوم



کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ و ما مضی

نام کتاب:	**حکایاتِ احیاء العلوم**
کاوش:	سیّد کامران عطّاری مدنی
پیشکش:	افکارِ رضا ریسرچ سینٹر
اشاعت پہلی بار:	صفر المظفر 1446ھ / اگست 2024ء
ناشر:	مکتبہ افکارِ رضا۔ فون نمبر:03155322470

ضروری گزارش

دورانِ مطالعہ کسی قسم کی کوئی غلطی سامنے آئے تو ہمیں ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جاسکے۔ شکریہ

فہرست

پیشِ لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین

اللہ جل شانہ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے ہمیں دینِ اسلام کی نعمت عطا فرمائی اور قرآنِ مجید و احادیثِ نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعے ہمیں علم و حکمت کی اہمیت سے روشناس کیا۔ یہ علم و حکمت ہی ہے جو انسان کو فطرت کی پیچیدگیاں سمجھاتا، زندگی گزارنے کے آداب سکھاتا اور روحانی ترقی کی منازل طے کرنے میں مدد دیتا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے ہر دور میں علم و حکمت کے حصول اوراس کی نشر واشاعت پر خاص توجہ دی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم نے علم کے میدان میں عظیم خدمات سرانجام دی ہیں اور علم وحکمت سے بھرپور کئی بیش قیمت ذخائر امتِ مسلمہ کے لیے وراثت میں چھوڑ گئے ہیں۔ انہیں علمی خزانوں میں سے ایک بے مثال خزانہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "احیاء علوم الدین" ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (450ھ-505ھ) اسلامی تاریخ کی ان اہم ترین شخصیات میں شامل ہیں جنہوں نے علم و عرفان کے میدان میں بے مثال خدمات سرانجام دیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں کا اسلوب اس قدر دلنشین اور مؤثر ہوتا ہے کہ قاری بے اختیار ان کی فکری دنیا میں کھو جاتا ہے۔ ان کی حکایات اور قصص میں اسلامی تعلیمات کی جھلکیاں اور سیرتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے روشن پہلو شامل ہیں جو ہمارے لیے نہ صرف نصیحت ہیں بلکہ عملی زندگی کے لیے مشعل راہ بھی ہیں۔ اس کی ایک روشن مثال ان کی تصنیف "احیاء علوم الدین" ہے جس نے اخلاقیات کو کئی نئی جہات سے متعارف کروایا اور انسان کے کردار کو بہتر سے بہترین بنانے کے رہنما اصول بیان کیے۔ اس کتاب میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے دینِ اسلام کی جامع تعلیمات، عقائد، عبادات، اخلاقیات اور روحانیت کے مختلف پہلوؤں پر مفصل بحث کی ہے۔

"احیاء علوم الدین" میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف حکایات، قصوں اور مثالوں کے ذریعے اسلامی تعلیمات کو نہایت آسان اور دلنشین انداز میں پیش کیا ہے۔ جو کہ دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت سبق آموز اور ہماری اخلاقی و روحانی تربیت کا ذریعہ بھی ہیں۔ اور ان کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ پڑھنے والوں کو فکر و تدبر پر ابھارتی ہیں اور انہیں اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کی ترغیب دیتی ہیں۔

ہم نے کوشش کی ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم تصنیف میں بیان کردہ حکایات کو ایک جگہ "حکایات احیاء العلوم" کے نام سے جمع کیا جائے تاکہ ہمارے قارئین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ دلچسپ اور سبق آموز حکایات سے مستفید ہو سکیں۔ یہ کتاب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی حکمت و دانش کا مظہر ہے۔ ان کی بیان کردہ حکایات ہمیں یہ درس دیتی ہیں کہ حقیقی ایمان صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ ہمارا اخلاق، معاملات، اور روزمرہ کی زندگی بھی اس کا حصہ ہیں۔ یہ حکایات ہمیں اسلامی تاریخ کی ان روشن مثالوں سے روشناس کراتی ہیں جنہوں نے اپنے کردار اور عمل سے دنیا کو بدل دیا۔ ان حکایات کے ذریعے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم نے کس طرح اپنی زندگی کو اسلامی اصولوں کے مطابق گزارا اور دوسروں کے لیے مثالی نمونہ (Role Model) بنے۔

امید ہے کہ "حکایات احیاء العلوم" کا مطالعہ ہر قاری کے لیے مفید ثابت ہو گا۔ "حکایاتِ احیاء العلوم" کو عام لوگوں کے لئے مفید تر بنانے کی غرض سے مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ احیاء العلوم (مترجم) سے ترجمہ شامل کیا گیا ہے کیونکہ اس کی زبان انتہائی سادہ اور آسان ہے۔ اہلِ علم طبقے کے لئے ان حکایات کا عربی متن بھی مع حوالہ شامل کیا گیا ہے۔ عربی متن کے لئے "دار المعرفہ" کے شائع کردہ نسخہ کو معیار بنایا گیا ہے۔

اللہ پاک ہم سب کو ان حکایات سے سبق حاصل کرنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم

حکایت نمبر:1

موٹاپے کا نقصان

منقول ہے کہ ایک شخص نے کسی حکیم کو شکایت کی کہ اس کی بیوی بانجھ ہے اولاد نہیں ہوتی۔ حکیم نے عورت کی نبض دیکھ کر کہا: "تجھے اب بچہ پیدا کرنے کے لئے دوا کی ضرورت نہیں کیونکہ نبض دیکھنے سے پتا چلا ہے کہ تو 40 دن کے اندر مر جائے گی۔" وہ عورت بہت خوفزدہ ہوئی، اس کی زندگی تلخ ہو گئی، اس نے اپنے اموال نکال کر تقسیم کر دیئے، وصیت کی اور کھانا پینا بھی چھوڑ دیا یہاں تک کہ 40 روز کی مدت گزر گئی لیکن اسے موت نہ آئی، اس کا شوہر حکیم کے پاس گیا اور کہا: "وہ مری نہیں۔" حکیم نے کہا: "مجھے پتا ہے، اب تم اس سے جماع کرو وہ بچہ جنے گی۔" اس نے پوچھا: "وہ کیسے؟" حکیم نے کہا: "میں نے دیکھا کہ وہ موٹی تھی اور اس کے رحم (بچہ دانی) کے منہ پر چربی چڑھ گئی تھی (جو ولادت سے مانع تھی) تو میں نے جانا کہ یہ صرف موت کے خوف سے کمزور ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں نے اسے موت سے ڈرایا یہاں تک کہ اب وہ کمزور ہو چکی ہے اور ولادت کی رکاوٹ ختم ہو گئی ہے۔"

حكي أن بعض الناس شكا إلى طبيب عقم امرأته وأنها لا تلد فجس الطبيب نبضها وقال لا حاجة لك إلى دواء الولادة فإنك ستموتين إلى أربعين يوما وقد دل النبض عليه فاستشعرت المرأة الخوف العظيم وتنغص عليها عيشها وأخرجت أموالها وفرقتها وأوصت وبقيت لا تأكل ولا تشرب حتى انقضت المدة فلم تمت فجاء زوجها إلى الطبيب وقال له لم تمت فقال الطبيب قد علمت ذلك فجامعها الآن فإنها تلد فقال كيف ذاك قال رأيتها سمينة وقد انعقد الشحم على فم رحمها فعلمت أنها لا تهزل إلا بخوف الموت فخوفتها بذلك حتى هزلت وزال المانع من الولادة[1]

حکایت نمبر:2

دھوکے باز

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شخص نے نکاح کیا وہ سیاہ

[1] ...احیاء علوم الدین، 1/30

خضاب لگاتا تھا۔ جب خضاب اُترا تو بڑھاپا ظاہر ہو گیا عورت کے گھر والوں نے معاملہ عدالتِ فاروقی میں پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا نکاح فسخ کر دیا اور اسے خوب مارا اور فرمایا: "تو نے ان لوگوں کو جوانی کے ساتھ دھوکا دیا اور بڑھاپے کو چھپایا۔"

وتزوج رجل على عهد عمر رضی الله عنه وكان يخضب بالسواد فنصل خضابه و ظهرت شيبته فرفعه أهل المرأة إلى عمر رضی الله عنه فرد نكاحه وأوجعه ضربا وقال غررت القوم بالشباب ولبست عليهم شيبتك[1]

حکایت نمبر:3

سیِّدُنا خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ کا خوفِ خدا

حضرت سیِّدُنا خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: "آپ مکھیوں کو دور نہیں کرتے کیا یہ نماز میں آپ کو تکلیف نہیں پہنچاتیں؟" فرمایا: "میں اپنے نفس کو ایسی چیز کا عادی نہیں بناتا جو میری نماز فاسد کر دے۔" پوچھا گیا: "آپ اس پر صبر کیسے کر لیتے ہیں؟" فرمایا: "مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ فاسق و فاجر لوگ بادشاہوں کے کوڑوں تلے صبر کرتے ہیں تاکہ کہا جائے کہ فلاں بہت صبر کرنے والا ہے اور وہ اس پر فخر کرتے ہیں۔ تو کیا میں اپنے ربّ کریم کے حضور کھڑا ہو کر مکھی کی وجہ سے حرکت کروں۔"

وقيل لخلف بن أيوب ألا يؤذيك الذباب فی صلاتك فتطردها قال لا أعود نفسی شيئا يفسد علی صلاتی قيل له وكيف تصبر علی ذلك قال بلغنی أن الفساق يصبرون تحت أسواط السلطان ليقال فلان صبور ويفتخرون بذلك فأنا قائم بين يدی ربی أفأتحرك لذبابة[2]

حکایت نمبر:4

کس حکمران سے دوری اختیار کی جائے

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیِّدُنا شعیب بن حرب رحمۃ اللہ علیہ کو منبر کے

---

1 ...احیاء علوم الدین، 1/143

2 ...احیاء علوم الدین، 1/151

قریب دیکھا جو ابو جعفر منصور کا خطبہ سن رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”تمہارے اس کے قریب بیٹھنے نے میرے دل کو مشغول کر دیا، کیا اس بات سے بے خوف ہو کہ تم ایسی بات سنو جس کا انکار کرنا تم پر لازم ہو لیکن تم انکار نہ کر سکو۔“ پھر حکمرانوں کے سیاہ کپڑے پہننے کی بدعت کا ذکر کیا۔ حضرت سیِّدُنا شعیب بن حرب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: ”اے ابو عبد اللہ! کیا حدیث میں نہیں ہے کہ قریب ہو کر غور سے سنو۔“[1] تو آپ نے فرمایا: ”تیرا برا ہو یہ تو ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے متعلق ہے، رہے یہ لوگ تو تم ان سے جس قدَر دور ہو گے اور جتنا ان کی طرف نظر کرنے سے بچو گے اتنا ہی اللہ پاک کا قرب پاؤ گے۔“

نظر سفيان الثوري إلى شعيب بن حرب عند المنبر يسمع إلى الخطبة من أبي جعفر المنصور فلما فرغ من الصلاة قال شغل قلبي قربك من هذا هل أمنت أن تسمع كلاما يجب عليك إنكاره فلا تقوم به ثم ذكر ما أحدثوا من لبس السواد فقال يا أبا عبد الله أليس في الخبر أدن واستمع فقال ويحك ذاك للخلفاء الراشدين المهديين فأما هؤلاء فكلما بعدت عنهم ولم تنظر إليهم كان أقرب إلى الله عزوجل[2]

حکایت نمبر:5

صدقہ ظاہر کرنے کی فضیلت

معرفتِ الٰہی رکھنے والے ایک بزرگ نے اپنے شاگرد سے فرمایا: ”اگر تم صدقہ لو تو ہر حال میں اسے ظاہر کرو کیونکہ تم دو میں سے ایک شخص سے خالی نہ ہو گے ایک شخص وہ ہے کہ جب تم ایسا کرو گے تو اس کے دل سے گر جاؤ گے اور یہی مقصود ہے کیونکہ اس میں تمہارے دین کی سلامتی زیادہ اور نفس کی آفات کم ہیں یا دوسرا وہ شخص کہ تمہارے سچ ظاہر کرنے کے سبب اس کے دل میں تمہارا مقام بلند ہو گا اور تمہارا بھائی بھی یہی چاہتا ہے کیونکہ وہ تم سے جس قدر زیادہ محبت کرے گا اور تمہاری تعظیم کرے گا اس کا

1 ...سنن ابی داود، 1/158، حدیث: 345

2 ...احیاء علوم الدین، 1/183

ثواب زیادہ ہو گا اور چونکہ تم اس کے لئے مزید ثواب کا باعث بنے لہٰذا تمہیں بھی اجر دیا جائے گا۔

قال بعض العارفين لتلميذه أظهر الأخذ على كل حال إن كنت آخذ فإنك لا تخلو عن أحد رجلين رجل تسقط من قلبه إذا فعلت ذلك فذلك هو المراد لأنه أسلم لدينك وأقل لآفات نفسك أو رجل تزداد في قلبه بإظهارك الصدق فذلك الذي يريده أخوك لأنه يزداد ثوابا بزيادة حبه لك وتعظيمه إياك فتؤجر أنت إذ كنت سبب مزيد ثوابه[1]

حکایت نمبر:6

اللہ دیکھ رہا ہے!

منقول ہے کہ ایک بزرگ کو اپنے ایک مرید سے بہت زیادہ محبت تھی دوسروں کو یہ بات بہت ناگوار تھی، بزرگ نے لوگوں کے سامنے اس مرید کی فضیلت ظاہر کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ، ہر ایک کو ایک ایک مرغی دی اور فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک اکیلا جائے اور اسے وہاں جا کر ذبح کرے جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔“ لہٰذا ہر شخص نے تنہائی میں جا کر مرغی ذبح کر دی لیکن وہ مرید زندہ مرغی واپس لے آیا۔ شیخ نے دیگر مریدوں سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا ہم نے شیخ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ پھر شیخ نے مرید خاص سے پوچھا کہ ”تم نے اپنے دوستوں کی طرح مرغی ذبح کیوں نہ کی؟“ اس نے جواب دیا: ”مجھے کوئی ایسی جگہ نہ ملی جہاں مجھے کوئی نہ دیکھ رہا ہو کیونکہ اللہ پاک تو (مجھے) ہر جگہ ملاحظہ فرما رہا ہے۔“ یہ سن کر شیخ نے فرمایا: ”اسی خوبی کی وجہ سے میں اس کی طرف زیادہ میلان رکھتا ہوں کیونکہ یہ غیر خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔“

حكي أن بعض الشيوخ كان كثير الميل إلى واحد من جملة المريدين فشق على الآخرين فأراد أن يظهر لهم فضيلة ذلك المريد فأعطى كل واحد منهم دجاجة وقال لينفرد كل واحد منكم بها وليذبحها حيث لا يراه

1 ...احیاء علوم الدین، 1/227

أحد فانفرد كل واحد وذبح إلا ذلك المريد فإنه رد الدجاجة فسألهم فقالوا فعلنا ما أمرنا به الشيخ فقال الشيخ للمريد ما لك لم تذبح كما ذبح أصحابك فقال ذلك المريد لم أقدر على مكان لا يراني فيه أحد فإن الله يراني في كل موضع فقال الشيخ لهذا أميل إليه لأنه لا يلتفت لغير الله عزوجل [1]

حکایت نمبر:7

جنت میں داخلے کی بشارت

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف سے کئی حج کئے۔ فرماتے ہیں: ”میں خواب میں زیارت رسول سے مشرف ہوا، آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ”اے ابن موفق! تو نے میری طرف سے حج کئے؟“ میں نے عرض کی: ”جی ہاں!“ ارشاد فرمایا: ”تو نے میری طرف سے تلبیہ کہا۔“ میں نے عرض کی: ”جی ہاں!“ ارشاد فرمایا: ”میں قیامت کے دن تجھے ان کا بدلہ دوں گا اور موقف (یعنی محشر) میں تیرا ہاتھ تھام کر تجھے جنت میں داخل کروں گا جبکہ لوگ ابھی حساب کی سختی میں ہوں گے۔“

يروى أن علي بن موفق حج عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حججا قال فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام فقال لي يا ابن موفق حججت عني قلت نعم قال ولبيت عني قلت نعم قال فإني أكافئك بها يوم القيامة آخذ بيدك في الموقف فأدخلك الجنة والخلائق في كرب الحساب [2]

حکایت نمبر:8

خواب میں دیدارِ الٰہی

انہی سے منقول ہے، فرماتے ہیں: ایک سال میں نے حج کیا جب مناسک حج ادا کر چکا تو ان لوگوں کے بارے میں غور و فکر کرنے لگا جن کا حج قبول نہ ہوا۔ میں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: ”اے اللہ پاک! میں

1 ...احیاء علوم الدین، 1/ 228

2 ...احیاء علوم الدین، 1/ 241

نے اپنا حج اور اس کا ثواب ان لوگوں کو دیا جن کا حج قبول نہیں ہوا۔" فرماتے ہیں: میں خواب میں دیدار الٰہی سے مشرف ہوا تو اللہ پاک نے مجھ سے ارشاد فرمایا: "اے علی! کیا مجھ پر سخاوت کرتا ہے حالانکہ سخاوت اور سخیوں کو میں نے ہی پیدا فرمایا، میں ہی سب سے بڑھ کر جود و کرم کرنے والا اور میں ہی تمام جہان والوں سے زیادہ جود و کرم کا حق رکھتا ہوں، میں نے ان تمام لوگوں کو جن کا حج قبول نہیں ہوا ان کے حوالے کر دیا ہے جن کا حج قبول ہوا (یعنی مقبولوں کے صدقے ان کا بھی قبول ہو گیا)۔"

وعنه أيضا رضى الله عنه قال حججت سنة فلما قضيت مناسكي تفكرت فيمن لا يقبل حجه فقلت اللهم إني قد وهبت حجتي وجعلت ثوابها لمن لم تقبل حجته قال فرأيت رب العزة في النوم جل جلاله فقال لي يا علي تتسخى علي وأنا خلقت السخاء والأسخياء وأنا أجود الأجودين وأكرم الأكرمين وأحق بالجود والكرم من العالمين قد وهبت كل من لم أقبل حجة لمن قبلته فضيلة البيت ومكة المشرفة[1]

حکایت نمبر:9

چھ آدمیوں کے صدقے چھ لاکھ لوگوں کا حج قبول

حضرت سیِّدُنا علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک سال حج کیا جب عرفہ کی رات آئی تو میں مسجد خیف میں مِنٰی کے مقام پر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ سبز حُلّوں میں ملبوس دو فرشتے آسمان سے اترے، ایک نے دوسرے کو پکارا: اے عبد اللہ! دوسرے نے کہا: "میں حاضر ہوں، اے عبد اللہ!" اس نے پوچھا: "کیا تم جانتے ہو کہ اس سال کتنے لوگوں نے حج کیا؟" کہا: "میں نہیں جانتا۔" اس نے کہا: "چھ لاکھ لوگوں نے حج کیا۔ کیا تم جانتے ہو کہ کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا؟" کہا: "نہیں۔" کہا: "صرف چھ آدمیوں کا۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر وہ دونوں ہوا میں بلند ہو گئے اور مجھ سے غائب ہو گئے۔ میں گھبرا کر بیدار ہو گیا اور بہت زیادہ غمگین ہوا اور مجھے میرے معاملے نے پریشان کر دیا۔ میں نے سوچا: جب فقط چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا تو میں چھ آدمیوں میں کہاں ہو سکتا ہوں؟ جب میں عرفات سے واپس آیا تو مشعر حرام

1 ...احیاء علوم الدین، 1 / 241

کے پاس کھڑا حاجیوں کی کثرت اور ان لوگوں کی قلت کے متعلق سوچنے لگا جن کا حج قبول ہوا، مجھے نیند نے آ لیا تو دیکھا کہ پہلے دو کی صورت پر دو شخص آسمان سے اترے، ایک نے دوسرے کو پکارا اور اسی طرح کا کلام کیا پھر پوچھا: "کیا تم جانتے ہو کہ آج رات ہمارے ربّ کریم نے کیا حکم فرمایا؟" اس نے کہا: "نہیں۔" کہا: "بے شک اللہ پاک نے چھ میں سے ہر ایک کو ایک لاکھ دے دیئے۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں بیدار ہوا تو مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔"

ویروی عن علی بن موفق قال حججت سنة فلما كان ليلة عرفة نمت بمنى فی مسجد الخيف فرأيت فی المنام كأن ملكين قد نزلا من السماء عليهما ثياب خضر فنادى أحدهما صاحبه يا عبد الله فقال الآخر لبيك يا عبد الله قال تدری كم حج بيت ربنا عزوجل فی هذه السنة قال لا أدری قال حج بيت ربنا ستمائة ألف أفتدری كم قبل منهم قال لا قال ستة أنفس قال ثم ارتفعا فی الهواء فغابا عنی فانتبهت فزعا واغتممت غما شديدا وأهمنی أمری فقلت إذا قبل حج ستة أنفس فأين أكون أنا فی ستة أنفس فلما أفضت من عرفة قمت عند المشعر الحرام فجعلت أفكر فی كثرة الخلق وفی قلة من قبل منهم فحملنی النوم فإذا الشخصان قد نزلا على هيئتهما فنادى أحدهما صاحبه وأعاد الكلام بعينه ثم قال أتدری ماذا حكم ربنا عزوجل فی هذه الليلة قال لا قال فإنه وهب لكل واحد من الستة مائة ألف قال فانتبهت وبی من السرور ما يجل عن الوصف [1]

حکایت نمبر:10

حفاظتِ دِین کی فکر (مہنگائی کے سبب سفر)

حضرت سیِّدُنا ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو توشہ دان کاندھے پر رکھے اور پانی کا کوزہ ہاتھ میں لئے دیکھا گویا کہیں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ، میں نے پوچھا: "اے ابو عبد اللہ! کہاں کا ارادہ ہے؟" فرمایا: "ایسے شہر کا جہاں تھیلی کو دراہم سے بھر لوں۔" ایک روایت

1 ...احیاء علوم الدین، 1/241

میں ہے، فرمایا: ''مجھے خبر پہنچی ہے کہ فلاں گاؤں میں اناج بہت سستا ہے لہٰذا میں وہاں رہائش اختیار کروں گا۔'' حضرت سیِّدُنا ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: ''اے ابو عبد اللہ! آپ بھی ایسا کریں گے؟'' فرمایا: ''ہاں! جب تم کسی شہر میں ارزانی دیکھو (یعنی وہاں مہنگائی نہ ہو) تو وہاں کا قصد کرو کیونکہ اس سے تمہارا دین محفوظ ہو گا اور فکریں کم ہوں گی۔'' حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''یہ برے لوگوں کا زمانہ ہے۔ اس میں گمنام رہنے والے بھی محفوظ نہیں تو مشہور لوگ کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ یہ ہجرت کا زمانہ ہے بندہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کی طرف منتقل ہوتا ہے۔''

وقال أبو نعيم رأيت سفيان الثوری وقد جعل جرابه علی كتفه وأخذ نعليه بيده فقلت إلی أين يا أبا عبد الله قال إلی بلد أملأ فيه جرابي بدرهم

وفي حكاية أخری بلغني عن قرية فيها رخص أقيم فيها قال فقلت وتفعل هذا يا أبا عبد الله فقال نعم إذا سمعت برخص في بلد فاقصده فإنه أسلم لدينك وأقل لهمك وكان يقول هذا زمان سوء لا يؤمن فيه علی الخاملين فكيف بالمشهورين هذا زمان تنقل يتنقل الرجل من قرية إلی قرية يفر بدينه من الفتن[1]

حکایت نمبر:11

میں کہاں رہائش اختیار کروں؟

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اللہ پاک کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میں کس شہر میں سکونت اختیار کروں؟'' عرض کی گئی: ''خراسان میں۔'' فرمایا: ''وہاں مختلف مذاہب اور فاسد خیالات (کے لوگ) ہیں۔'' عرض کی گئی: ''شام میں۔'' فرمایا: ''تمہاری طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے گا یعنی تمہاری شہرت ہو گی۔'' عرض کی گئی: ''عراق میں۔'' فرمایا: ''ظالموں کا ملک ہے۔'' عرض کی گئی: ''مکہ مکرمہ میں۔'' فرمایا: ''یہ عقل و جسم کو پگھلا دیتا ہے۔''

1...احیاء علوم الدین، 1/245

ویحکی عنہ أنہ قال واللہ ما أدری أی البلاد أسکن فقیل لہ خراسان فقال مذاہب مختلفة وآراء فاسدة قیل فالشام قال یشار إلیک بالأصابع أراد الشهرة قیل فالعراق قال بلد الجبابرة قیل مکة قال مکة تذیب الکیس والبدن[1]

حکایت نمبر:12

پسندیدہ حاجی

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت سیِّدُنا سعید بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں حج کے لئے "کوفہ" سے "قادسیہ" کی طرف گیا، وہاں شہر کے رفقاء مل گئے، میں نے دیکھا کہ تمام حاجی سوار ہیں ان کے پاس کجاوے اور عمدہ قسم کے کپڑے تھے سوائے دو کے کہ وہ صرف کجاوں پر سوار تھے۔ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حاجیوں کے لباس اور کجاوں کو دیکھا تو فرمایا: "حاجی کم اور سوار زیادہ ہیں۔" پھر ایک مسکین شخص کو دیکھا جس کی حالت کمزور تھی، اس کے نیچے اُونی کپڑا تھا تو فرمایا: "یہ کتنا اچھا حاجی ہے۔"

روی سفیان الثوری عن أبیہ أنہ قال برزت من الکوفة إلی القادسیة للحج ووافیت الرفاق من البلدان فرأیت الحاج کلهم علی زوامل وجوالقات ورواحل وما رأیت فی جمیعهم إلا محملین

وکان ابن عمر إذا نظر إلی ما أحدث الحجاج من الزی والمحامل یقول الحاج قلیل والرکب کثیر ثم نظر إلی رجل مسکین رث الهیئة تحتہ جوالق فقال هذا نعم من الحجاج[2]

حکایت نمبر:13

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی انفرادی کوشش

حضرتِ سیِّدُنا سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات مسجدِ نبوی میں امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر

1 ...احیاء علوم الدین، 1/ 245

2 ...احیاء علوم الدین، 1/ 264

بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو نماز میں بلند آواز سے قراءَت کرتے سنا، آپ کی آواز بھی اچھی تھی تو اپنے غلام سے فرمایا: ”اس نمازی سے کہو کہ آواز آہستہ کرے۔“ غلام نے عرض کی: ”مسجد ہماری نہیں اس میں دوسرے لوگوں کا بھی حق ہے۔“ تو حضرت سیّدُنا سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے بلند آواز سے فرمایا: ”اے نمازی! اگر نماز سے رضائے الٰہی مقصود ہے تو اپنی آواز پست کرلے اور اگر لوگوں کی رضا چاہتا ہے تو اللہ پاک کے ہاں یہ تیرے کچھ کام نہ آئے گی۔“ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آواز آہستہ کرلی، نماز مختصر کی، سلام پھیرا اور خاموشی سے تشریف لے گئے حالانکہ اس وقت آپ حاکم مدینہ تھے۔

وسمع سعيد بن المسيب ذات ليلة في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم عمر بن عبد العزيز يجهر بالقراءة في صلاته وكان حسن الصوت فقال لغلامه اذهب إلى هذا المصلي فمره أن يخفض صوته فقال الغلام إن المسجد ليس لنا وللرجل فيه نصيب فرفع سعيد صوته وقال يا أيها المصلي إن كنت تريد الله عزوجل بصلاتك فاخفض صوتك وإن كنت تريد الناس فإنهم لن يغنوا عنك من الله شيئا فسكت عمر بن عبد العزيز وخفف ركعته فلما سلم أخذ نعليه وانصرف وهو يومئذ أمير المدينة»[1]

حکایت نمبر:14

خوش نصیب قاریِ قرآن

حضرت سیّدُنا قاری ہیثم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں خواب میں پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ”تو ہی ہیثم ہے جو خوش الحانی سے قرآن کی تلاوت کرتا ہے؟“ میں نے عرض کی: ”جی ہاں!“ تو دعا سے نوازتے ہوئے فرمایا: ”اللہ پاک تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔“

ورأى هيثم القارئ رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام قال فقال لي أنت الهيثم الذي تزين

[1]...احیاء علوم الدین، 1/278

القرآن بصوتك قلت نعم قال جزاك الله خيرا[1]

حکایت نمبر:15

صحابہ کی مجلس کیسی تھی؟

مروی ہے کہ صحابۂ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان جب اکٹھے ہوتے تو کسی ایک سے کہتے کہ "قرآن کی کوئی سورت سناؤ۔"

وفي الخبر كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا اجتمعوا أمروا أحدهم أن يقرأ سورة من القرآن[2]

حکایت نمبر:16

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی قرآن سے محبت

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرتِ سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرماتے: "ہمیں ہمارے ربّ کی یاد دلاؤ۔" وہ ان کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت کرتے یہاں تک کہ جب نماز کا وقت ہو جاتا تو کہا جاتا: "نماز نماز۔" آپ رضی اللہ عنہ فرماتے: "کیا ہم نماز میں نہیں ہیں۔" آپ کے اس قول سے اس فرمانِ باری تعالیٰ کی طرف اشارہ ہے: "وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ[3] ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا۔"

وقد كان عمر يقول لأبي موسى رضي الله عنهما ذكرنا ربنا فيقرأ عنده حتى يكاد وقت الصلاة أن يتوسط فيقال يا أمير المؤمنين الصلاة الصلاة فيقول أولسنا في صلاة إشارة إلى قوله عز وجل ولذكر الله أكبر وقال صلى الله عليه وسلم من استمع إلى آية من كتاب الله عز وجل كانت له نورا يوم القيامة وفي الخبر كتب له عشر حسنات ومهما عظم اجر الاستماع وكان التالي هو السبب فيه كان شريكا في الأجر إلا أن

1. ...احیاء علوم الدین، 1/280
2. ...احیاء علوم الدین، 1/280
3. ...پ21، العنکبوت:45

یکون قصدہ الریاء والتصنع[1]

حکایت نمبر:17

اس بارگاہ سے کیسے پھروں!

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "مجھے نماز میں وسوسے آتے ہیں۔" عَرض کی گئی: "کیا دنیاوی معاملات کے وسوسے آتے ہیں؟" فرمایا: "مجھے دنیا کے وسوسوں سے زیادہ پسند یہ ہے کہ مجھ میں نیزے آرپار کر دیئے جائیں۔ میرا دل ربّ کریم کے حضور کھڑا ہونے میں لگ جاتا ہے اور سوچتا ہوں کہ اس بارگاہ سے کیسے پھروں۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے وسوسہ شمار کیا اور یہ وسوسہ ہی ہے کہ نمازی جو کچھ پڑھ رہا ہو اسے سمجھنے نہیں دیتا اور شیطان کامل الایمان لوگوں پر اسی طرح قابو پاتا ہے کہ انہیں کسی دینی کام میں مشغول کر دیتا بلکہ اس کے ذریعے افضل کام سے روکتا ہے۔ جب حضرت سیِّدُنا امام حسن بصری سے یہ بات کی گئی تو آپ نے فرمایا: "اگر تم ان کے متعلق یہ سچ کہتے ہو تو ہم پر اللہ پاک نے یہ احسان نہیں فرمایا۔"

قد روی عن عامر بن عبد قیس أنه قال الوسواس یعترینی فی الصلاۃ فقیل فی أمر الدنیا فقال لأن تختلف فی الأسنة أحب إلی من ذلك ولکن یشتغل قلبی بموقفی بین یدی ربی عزوجل وأنی کیف انصرف فعد ذلك وسواسا وھو کذلك فإنه یشغله عن فھم ما ھو فیه والشیطان لا یقدر علی مثله إلا بأن یشغله بمھم دینی ولکن یمنعه به عن الأفضل ولما ذکر ذلك للحسن قال إن کنتم صادقین عنه فما اصطنع اللہ ذلك عندنا[2]

حکایت نمبر:18

جنتی پھول

حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابن ثوبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے

1 ...احیاء علوم الدین، 1/280

2 ...احیاء علوم الدین، 1/282

ایک بھائی سے وعدہ کیا کہ رات کو کھانا ان کے پاس کھائیں گے لیکن کسی سبب سے تشریف نہ لاسکے حتی کہ صبح ہوگئی۔ اگلے دن جب ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: ”آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ رات کو کھانا میرے پاس کھائیں گے پھر وعدہ خلافی کیوں کی؟“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”اگر میرا تم سے وعدہ نہ ہوتا تو میں تمہیں کبھی بھی نہ بتاتا کہ مجھے تمہارے پاس آنے سے کس چیز نے روکا! جب میں نے عشا کی نماز پڑھی تو سوچا کہ تمہارے پاس آنے سے پہلے وتر پڑھ لوں کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے۔ چنانچہ، جب میں دعائے قنوت پڑھنے لگا تو میرے سامنے جنت کا ایک سبز باغیچہ لایا گیا جس میں طرح طرح کے جنتی پھول تھے، میں اسے دیکھتا رہا حتی کہ صبح ہوگئی۔“

قال أبو سليمان الداراني رضي الله عنه وعد ابن ثوبان أخا له أن يفطر عنده فأبطأ عليه حتى طلع الفجر فلقيه أخوه من الغد فقال له وعدتني أنك تفطر عندي فأخلفت فقال لولا ميعادي معك ما أخبرتك الذي حبسني عنك إني لما صليت العتمة قلت أوتر قبل أن أجيئك لأني لا آمن ما يحدث من الموت فلما كنت في الدعاء من الوتر رفعت إلى روضة خضراء فيها أنواع الزهر من الجنة فما زلت أنظر إليها حتى أصبحت(1)

حکایت نمبر:19

سعادت مندوں کا عمل

حضرت سیِّدُنا کرز بن وبرہ حارثی رحمۃ اللہ علیہ ابدال میں سے تھے، فرماتے ہیں: اہل شام میں سے میرا ایک بھائی میرے پاس آیا اور مجھے ایک تحفہ دے کر کہا: ”اے کرز! اسے قبول کر لو یہ بہت ہی اچھا تحفہ ہے۔“ میں نے کہا: ”اے بھائی! ”تجھے یہ تحفہ کس نے دیا؟“ کہا: ”حضرت سیِّدُنا ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے۔“ میں نے کہا: ”کیا تم نے ان سے پوچھا تھا کہ اُنہیں یہ تحفہ کس نے دیا؟“ انہوں نے کہا: (جی ہاں!)

(1) ...احیاء علوم الدین، 1/288

فرمایا: میں ایک دفعہ کَعْبَۃُاللہ الْمُشَرَّفَہ کے صحن میں بیٹھ کر ''لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہ، سُبْحٰنَ اللہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ'' پڑھنے اور اللہ پاک کی بزرگی بیان کرنے میں مصروف تھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور سلام کرکے میرے دائیں جانب بیٹھ گیا، میں نے ان سے زیادہ خوبصورت چہرہ، ان کے لباس سے زیادہ خوبصورت لباس، ان سے زیادہ نورانی اور خوشبودار شخص پوری زندگی میں کبھی نہ دیکھا تھا، میں نے ان سے کہا: اے اللہ کے بندے! آپ کون ہیں؟ اور کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں خضر ہوں۔ میں نے کہا: ''آپ میرے پاس کیسے تشریف لائے؟'' فرمایا: ''تمہیں سلام کرنے کے لئے آیا ہوں اور تم سے محض رضائے الٰہی کے لئے محبت کرتا ہوں۔ میرے پاس ایک تحفہ ہے میں چاہتا ہوں کہ میں وہ تمہیں دے دوں۔'' میں نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' فرمایا: سورج کے طلوع ہونے، اس کے زمین پر پھیلنے اور غروب ہونے سے پہلے سات سات مرتبہ سورۂ فاتحہ، سورۂ ناس، سورۂ فلق، سورۂ اخلاص، سورۂ کافرون اور آیۃ الکُرسی پڑھ کر، سات بار یہ پڑھو: سُبْحٰنَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآاِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَر۔ یعنی اللہ پاک ہے، سب خوبیاں اللہ پاک کو، اللہ پاک کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ پاک سب سے بڑا ہے۔ پھر سات بار بارگاہِ رسالت میں ہدیہ درود بھیجو، پھر سات بار اپنے لئے، اپنے والدین اور تمام مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت کی دعا کرو پھر سات بار یہ پڑھو:

اَللّٰھُمَّ افْعَلْ بِیْ وَبِھِمْ عَاجِلًا وَّآجِلًا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَا اَنْتَ لَہٗ اَھْلٌ وَّلَا تَفْعَلْ بِنَا یَامَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَہٗ اَھْلٌ اِنَّکَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ جَوَادٌ کَرِیْمٌ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ یعنی اے اللہ! میرے اور ان سب کے ساتھ ابھی اور بعد میں، دین، دنیا اور آخرت کے بارے میں وہ معاملہ فرمانا جو تیری شایانِ شان ہے وہ معاملہ نہ فرمانا جس کے ہم مستحق ہیں بے شک تو بخشنے والا، بردبار، جواد، کرم فرمانے والا، مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔ اس وظیفے کو صبح وشام پڑھنا مت چھوڑنا۔''

حضرت سیّدُنا ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: ''آپ کو یہ تحفہ کس نے دیا؟'' فرمایا: ''مجھے یہ تحفہ حضرت سیّدُنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دیا ہے۔'' میں نے کہا: ''اس کی

فضیلت کے بارے میں بتائیے۔ ” فرمایا: ”جب تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے ملے تو ان سے اس کی فضیلت کے بارے میں پوچھ لینا وہ اس کا ثواب بتا دیں گے۔ ” حضرت سیِّدُنا ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک دن میں نے خواب میں فرشتوں کو دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے اور مجھے اٹھا کر لے گئے حتی کہ جنت میں داخل کر دیا میں نے جنتی نعمتیں اور بڑے بڑے اُمور دیکھ کر فرشتوں سے پوچھا: ”یہ کس کے لئے ہے؟ ” جواب دیا: ”اس کے لئے جو آپ کے عمل کی مثل عمل کرے۔ ” فرماتے ہیں: میں نے جنتی پھل کھائے اور اس کے مشروبات پیئے، پھر حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم 70 انبیائے کرام اور فرشتوں کی 70 صفوں کے جھرمٹ میں میرے پاس تشریف لائے ہر صف مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلے جتنی تھی، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مجھے سلام سے نوازا اور میرا ہاتھ پکڑ لیا، میں نے عرض کی: ”یارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے مجھے خبر دی ہے کہ انہوں نے آپ سے یہ حدیث سنی ہے۔ ” تو پیارے مصطفٰی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا: ”حضرت خضر نے سچ کہا اور جو کچھ انہوں نے بتایا حق ہے، وہ اہلِ زمین کے عالم اور ابدال کے سردار اور زمین پر اللہ پاک کے لشکر میں سے ہیں۔ ” میں نے عرض کی: ”یارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! جو کوئی یہ عمل کرے اور جو میں نے خواب میں دیکھا وہ نہ دیکھے کیا اسے بھی اس میں سے کچھ دیا جائے گا؟ ” تو ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! جو بھی یہ عمل کرے گا اسے اسی کی مثل دیا جائے گا اگرچہ اس نے مجھے اور جنت کو نہ دیکھا ہو، اس کے تمام کبیرہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نے کئے ہیں اور اللہ پاک اس سے اپنا غضب اور عذاب دور فرما دے گا اور بائیں جانب والے فرشتے کو حکم فرمائے گا کہ ایک سال تک اس کا کوئی گناہ نہ لکھے۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اس عمل کو وہی کرے گا جسے اللہ پاک نے سعادت مندی سے سرفراز فرمایا اور وہی ترک کرے گا بدبختی جس کا مقدر ہو گی۔ ” حضرت سیِّدُنا ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے جو چار ماہ تک کچھ کھایا نہ پیا شاید یہ اس خواب کے بعد کا واقعہ ہے۔

فقد روی عن کرز بن وبرۃ رحمہ اللہ وکان من الأبدال قال أتانی أخ لی من أھل الشام فأھدی لی

هدية وقال يا كرز اقبل منى هذه الهدية فإنها نعمت الهدية فقلت يا أخى ومن أهدى لك هذه الهدية قال أعطانيها إبراهيم التيمى قلت أفلم تسأل إبراهيم من أعطاه إياها قال كنت جالسا فى فناء الكعبة وأنا فى التهليل والتسبيح والتحميد والتمجيد فجاءنى رجل فسلم على وجلس عن يمينى فلم أر فى زمانى أحسن منه وجها ولا أحسن منه ثيابا ولا أشد بياضا ولا أطيب ريحا منه فقلت يا عبد الله من أنت ومن أين جئت فقال أنا الخضر فقلت فى أى شىء جئتنى فقال جئتك للسلام عليك وحبا لك فى الله وعندى هدية أريد أن أهديها لك فقلت ما هى قال أن تقول قبل طلوع الشمس وقبل انبساطها على الأرض وقبل الغروب سورة الحمد وقل أعوذ برب الناس وقل أعوذ برب الفلق وقل هو الله أحد وقل يا أيها الكافرون وآية الكرسى كل واحدة سبع مرات وتقول سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر سبعا وتصلى على النبى صلى الله عليه وسلم سبعا وتستغفر لنفسك ولوالديك والمؤمنين وللمؤمنات سبعا وتقول اللهم افعل بى وبهم عاجلا وآجلا فى الدين والدنيا والآخرة ما أنت له أهل ولا تفعل بنا يا مولانا ما نحن له أهل إنك غفور حليم جواد كريم رءوف رحيم سبع مرات وانظر أن لا تدع ذلك غدوة وعشية فقلت أحب أن تخبرنى من أعطاك هذه العطية العظيمة فقال أعطانيها محمد صلى الله عليه وسلم فقلت أخبرنى بثواب ذلك فقال إذا لقيت محمدا صلى الله عليه وسلم فاسأله عن ثوابه فإنه يخبرك بذلك فذكر إبراهيم التيمى أنه رأى ذات يوم فى منامه كأن الملائكة جاءته فاحتملته حتى أدخلوه الجنة فرأى ما فيها ووصف أمورا عظيمة مما رآه فى الجنة قال فسألت الملائكة فقلت لمن هذا فقالوا للذى يعمل مثل عملك وذكر أنه أكل من ثمرها وسقوه من شرابها قال قال فأتانى النبى صلى الله عليه وسلم ومعه سبعون نبيا وسبعون صفا من الملائكة كل صف مثل ما بين المشرق والمغرب فسلم على وأخذ بيدى فقلت يا رسول الله الخضر أخبرنى أنه سمع منك هذا الحديث فقال صدق الخضر صدق الخضر وكل ما يحكيه فهو حق وهو عالم أهل الأرض وهو رئيس الأبدال وهو من جنود الله تعالى فى الأرض فقلت يا رسول الله فمن فعل هذا أو عمله ولم ير مثل الذى رأيت فى منامى هل يعطى شيئا مما أعطيته فقال

والذی بعثنی بالحق نبیا إنه لیعطی العامل بهذا وإن لم یرنی ولم یر الجنة إنه لیغفر له جمیع الکبائر التی عملها ویرفع الله تعالی عنه غضبه ومقته ویأمر صاحب الشمال أن لا یکتب علیه خطیئة من السیئات إلی سنة والذی بعثنی بالحق نبیا ما یعمل بهذا إلا من خلقه الله سعیدا ولا یترکه إلا من خلقه الله شقیا وکان إبراهیم التیمی یمکث أربعة أشهر لم یطعم ولم یشرب فلعله کان بعد هذه الرؤیا[1]

حکایت نمبر:20

مرنے سے پہلے جنت کا نظارہ

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ابدال کے بارے میں مروی ہے کہ وہ ایک رات دریا کے کنارے نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو بلند آواز سے تسبیح پڑھنے کی آواز سنی لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ پوچھا: ”آپ کون ہیں میں آپ کی آواز تو سنتا ہوں لیکن شکل وصورت نہیں دیکھتا؟“ کہا: ”میں ایک فرشتہ ہوں جو اس دریا پر مقرر ہوں، جب سے پیدا ہوا ہوں اسی طرح اللہ پاک کی تسبیح کر رہا ہوں۔“ پوچھا: ”تمہارا نام کیا ہے؟“ کہا: ”مہلہیائیل۔“ پوچھا: ”جو اس تسبیح کو پڑھے اس کا ثواب کیا ہے؟“ جواب دیا: جو 100 مرتبہ اس تسبیح کو پڑھے گا وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے یا اسے دکھا نہ دی جائے۔“ وہ تسبیح یہ ہے: سُبْحٰنَ اللهِ الْعَلِیِّ الدَّیَّانِ سُبْحٰنَ اللهِ الشَّدِیْدِ الْاَرْکَانِ سُبْحٰنَ مَنْ یَّذْهَبُ بِاللَّیْلِ وَیَاْتِیْ بِالنَّهَارِ سُبْحٰنَ مَنْ لَا یُشْغِلُهٗ شَاْنٌ عَنْ شَاْنٍ سُبْحٰنَ اللهِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ سُبْحٰنَ اللهِ الْمُسَبَّحِ فِیْ کُلِّ مَکَانٍ یعنی پاکی ہے اللہ پاک کو جو بلند، بدلہ دینے والا ہے، پاکی ہے اللہ پاک مضبوط ارکان والے کو، پاکی ہے اسے جو رات کو لے جاتا اور دن کو لاتا ہے، پاکی ہے اسے جسے کوئی کام دوسرے کام سے نہیں پھیر سکتا، پاکی ہے اللہ حَنَّان، مَنَّان کو، پاکی ہے اللہ پاک کو جس کی ہر جگہ تسبیح کی جاتی ہے۔

وقد روی عن إبراهیم بن أدهم عن بعض الأبدال أنه قام ذات لیلة یصلی علی شاطئ البحر فسمع

[1] ...احیاء علوم الدین 1/335

صوتا عاليا بالتسبيح ولم ير أحدا فقال من أنت أسمع صوتك ولا أرى شخصك فقال أنا ملك من الملائكة موكل بهذا البحر أسبح الله تعالى بهذا التسبيح منذ خلقت قلت فما اسمك قال مهلهيائيل قلت فما ثواب من قاله قال من قاله مائة مرة لم يمت حتى يرى مقعده من الجنة أو يرى له والتسبيح هو قوله سبحان الله العلي الديان سبحان الله الشديد الأركان سبحان من يذهب بالليل ويأتي بالنهار سبحان من لا يشغله شأن عن شأن سبحان الله الحنان المنان سبحان الله المسبح في كل مكان(1)

حکایت نمبر:21

محفلِ ذِکْر میں حاضر ہونے کی فضیلت

حضرت سیِّدَتُنا مسکینہ طفاویہ ان عورتوں میں سے تھیں جو ذکر کے حلقوں پر ہیشگی اختیار کرتی تھیں، عمار زاہدی نے انہیں خواب میں دیکھ کر کہا: "اے مسکینہ! خوش آمدید۔" انہوں نے کہا: "دور ہو! مسکینی چلی گئی، مالداری آگئی۔" عمار زاہدی نے کہا: "وہ کیسے؟" جواب دیا: "اس کے بارے میں کیا پوچھتے ہو جس کے لئے تمام کی تمام جنت مباح کر دی گئی۔" پوچھا: یہ کس سبب سے ہوا؟" جواب دیا: "اہلِ ذکر کی محفلوں میں بیٹھنے کی وجہ سے۔"

ورأى عمار الزاهدي مسكينة الطفاوية في المنام وكانت من المواظبات على حلق الذكر فقال مرحبا يا مسكينة فقالت هيهات هيهات ذهبت المسكنة وجاء الغنى فقال هيه فقالت ما تسأل عمن أبيح لها الجنة بحذافيرها قال وبم ذلك قالت بمجالسة أهل الذكر(2)

حکایت نمبر:22

30ہزار نفع واپس لوٹادیا

ایک تابعی بزرگ رحمۃ اللہ علیہ بصرہ میں رہتے تھے جبکہ ان کا ایک غلام "سُوس" میں رہا کرتا تھا،

1 ...احیاء علوم الدین، 1/348

2 ...احیاء علوم الدین، 1/350

آپ رحمۃ اللہ علیہ شکر خرید کر اس کی طرف بھیجا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اس غلام نے آپ کی طرف خط لکھا کہ ''اس سال گنے کی فصل کو آفت پہنچی ہے، لہٰذا آپ بہت سی شکر خرید لیں۔'' پھر وقت آنے پر ان بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کو 30 ہزار کا نفع ہوا۔ جب وہ اپنے گھر واپس ہوئے تو ساری رات سوچتے رہے اور فرمایا: میں نے 30 ہزار کا نفع تو حاصل کر لیا ہے لیکن ایک مسلمان کی خیر خواہی کو ترک کر دیا۔ چنانچہ، جب صبح ہوئی تو شکر بیچنے والے کے پاس گئے اور اسے نفع کے 30 ہزار دیتے ہوئے کہا: ''بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا یعنی اللہ پاک تمہیں اس میں برکت عطا فرمائے۔'' اس نے کہا: ''یہ میرے کہاں سے ہو گئے؟'' فرمایا: ''میں نے تم سے حقیقت حال چھپائی تھی اور اب اس وقت شکر مہنگی ہو گئی ہے۔'' اس نے عرض کی: ''رَحِمَكَ اللّٰهُ یعنی اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے! مگر اب تو آپ نے مجھ بتا دیا ہے، لہٰذا میں نے یہ اپنی خوشی سے آپ کو دیئے۔'' چنانچہ، وہ بزرگ نفع لے کر دوبارہ گھر لوٹ آئے اور پھر پوری رات سوچتے ہوئے گزار دی اور دل میں سوچا: ''میں نے مسلمان بھائی کے ساتھ خیر خواہی نہیں کی، ہو سکتا ہے کہ اس نے مجھ سے حیا کرتے ہوئے یہ نفع مجھے دے دیا ہو۔'' لہٰذا اگلے دن صبح سویرے پھر شکر بیچنے والے کے پاس گئے اور فرمایا: ''عَافَكَ اللّٰهُ یعنی اللہ پاک تمہیں عافیت عطا فرمائے! تم اپنا مال لے لو اسی میں میری دلی خوشی ہے۔'' چنانچہ، اس نے وہ 30 ہزار لے لئے۔

حکی عن رجل من التابعين أنه كان بالبصرة وله غلام بالسوس يجهز إليه السكر فكتب إليه غلامه إن قصب السكر قد أصابته آفة في هذه السنة فاشتر السكر قال فاشترى سكرا كثيرا فلما جاء وقته ربح فيه ثلاثين ألفا فانصرف إلى منزله فأفكر ليلته وقال ربحت ثلاثين ألفا وخسرت نصح رجل من المسلمين فلما أصبح غدا إلى بائع السكر فدفع إليه ثلاثين ألفا وقال بارك الله لك فيها فقال ومن أين صارت لي فقال إني كتمتك حقيقة الحال وكان السكر قد غلا في ذلك الوقت فقال رحمك الله قد أعلمتني الآن وقد طيبتها لك قال فرجع بها إلى منزله وتفكر وبات ساهرا وقال ما نصحته فلعله استحيا مني

فترکھالی فبکر إلیه من الغد وقال عافاك الله خذ مالك إلیك فھو أطیب لقلبی فاخذ منه ثلاثین ألفا[1]

حکایت نمبر:23

احسان کی عظیم مثال

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا یونس بن عُبَیْد بَصْرِی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مختلف اقسام اور مختلف قیمتوں کے حُلّے (چادریں / جبے) تھے۔ ان میں سے ایک قسم ایسی تھی کہ ہر حُلّے کی قیمت 400 درہم تھی اور ایک قسم ایسی تھی کہ ہر حُلّہ 200 درہم کا تھا۔ نماز کا وقت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھتیجے کو دکان پر چھوڑ کر خود نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ اسی اثنا میں ایک اَعرابی (یعنی دیہاتی) آیا اور اس نے "400 درہم" کا حلہ طلب کیا، بھتیجے نے اس کے سامنے "200 درہم" والا حلہ پیش کیا، اسے وہ اچھا لگا اور اس نے 400 درہم پر راضی ہو کر اسے خرید لیا۔ اَعرابی حلہ ہاتھ میں لئے واپس جارہا تھا کہ حضرت سیِّدُنا یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا سامنا ہو گیا۔ انہوں نے اپنے حلہ کو پہچان کر اُس سے پوچھا: "یہ حلہ کتنے میں خریدا ہے؟" اس نے جواب دیا: "400 درہم میں۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "یہ 200 درہم سے زیادہ کا نہیں ہے، تم جاکر اسے واپس کر دو۔" اس نے کہا: "ہمارے شہر میں یہ حلہ 500 درہم کا ہے نیز مجھے یہ پسند بھی ہے۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا: "واپس پلٹ جاؤ کہ دین میں خیر خواہی دنیا و مافیہا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس) سے بہتر ہے۔" چنانچہ، آپ اسے واپس دکان پر لائے اور 200 درہم واپس کر دیئے۔ پھر اپنے بھتیجے کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا: "تمہیں شرم نہیں آئی! کیا تم اللہ پاک سے نہیں ڈرتے کہ شے کی قیمت کے برابر نفع لیتے ہو اور مسلمان کی خیر خواہی کو ترک کرتے ہو؟" بھتیجے نے جواب دیا: "میں نے اس کے راضی ہونے پر ہی اتنا زیادہ نفع لیا تھا۔" آپ نے فرمایا: "کیا تم نے اس کے حق میں وہ چیز پسند کی جو اپنے لئے پسند کرتے ہو؟"

حضرت سیِّدُنا زبیر بن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: میں نے 18 صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ایسا (سادہ لوح) پایا کہ ان میں سے کوئی بھی ایک درہم کا گوشت بھی اچھی طرح سے نہیں خرید پاتا تھا، لہٰذا اس

[1] ...احیاء علوم الدین، 1 / 78

قسم کے سادہ لوح اعتماد کرنے والے لوگوں سے زیادہ لینا ظلم ہے اور اگر زیادہ لینے کی صورت میں بھی دھوکا و فریب نہ ہو تو یہ "احسان" کو ترک کرنا ہے اور زیادہ نفع لینے کا عمل اس وقت تک انجام نہیں پاتا جب تک کچھ نہ کچھ دھوکا نہ ہو اور موجودہ نرخ کو چھپایا نہ جائے۔

يروى أنه كان عند يونس بن عبيد حلل مختلفة الأثمان ضرب قيمة كل حلة منها أربعمائة وضرب كل حلة قيمتها مائتان فمر إلى الصلاة وخلف ابن أخيه في الدكان فجاء أعرابي وطلب حلة بأربعمائة فعرض عليه من حلل المائتين فاستحسنها ورضيها فاشتراها فمضى بها وهي على يديه فاستقبله يونس فعرف حلته فقال للأعرابي بكم اشتريت فقال بأربعمائة فقال لا تساوي أكثر من مائتين فارجع حتى تردها فقال هذه تساوي في بلدنا خمسمائة وأنا أرتضيها فقال له يونس انصرف فإن النصح في الدين خير من الدنيا بما فيها ثم رده إلى الدكان ورد عليه مائتي درهم وخاصم ابن أخيه في ذلك وقاتله وقال أما استحييت أما اتقيت الله تربح مثل الثمن وتترك النصح للمسلمين فقال والله ما أخذها إلا وهو راض بها قال فهلا رضيت له بما ترضاه لنفسك وهذا إن كان فيه إخفاء سعر وتلبيس فهو من» وكان الزبير بن عدي يقول أدركت ثمانية عشر من الصحابة ما منهم أحد يحسن يشتري لحما بدرهم فغبن مثل هؤلاء المسترسلين ظلم إن كان من غير تلبيس فهو من ترك الإحسان وقلما يتم هذا إلا بنوع تلبيس وإخفاء سعر الوقت(1)

حکایت نمبر:24

سیِّدُنا سَری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اور احسان

احسان محض وہ ہے جو حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے باداموں کا ایک "کُر" (ایک پیمانہ کا نام ہے جو 60 قفیز کا ہوتا ہے اور ایک قفیز 8 "مکاکیک" کا اور ایک "مکوک" ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے) 60 دینار

(1)...احیاء علوم الدین، 2/79

میں خریدا اور اپنے روزنامچے (ہر روز کے حساب لکھنے کی کتاب) میں اس کا نفع تین دینار لکھ دیا گویا کہ انہوں نے ہر دس دینار پر صرف آدھا دینار نفع لینا بہتر خیال فرمایا۔ کچھ ہی دنوں میں باداموں کا ایک ''کُر'' 90 دینار کا ہو گیا۔ دلال (کمیشن ایجنٹ / Commission Agent) آیا اور اس نے بادام طلب کئے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''لے لو۔'' اس نے پوچھا: ''کتنے کے؟'' فرمایا: ''63 دینار کے۔'' دلال بھی نیک لوگوں میں سے تھا، اس نے کہا: ''اس وقت یہ بادام 90 دینار کے ہو چکے ہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں نے ایک عہد کیا ہے جسے میں ہر گز نہیں توڑ سکتا، لہٰذا میں انہیں 63 دینار میں ہی فروخت کروں گا۔'' دلال نے جواب دیا: ''میں نے بھی اپنے اور اللہ پاک کے مابین اس بات کا عہد کر رکھا ہے کہ کسی مسلمان کو دھوکا نہیں دوں گا۔ اس لئے میں آپ سے یہ بادام 90 دینار میں ہی خریدوں گا۔

اس حکایت کے ناقل کہتے ہیں: نہ تو دلال آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بادام (90 دینار میں) خرید سکا اور نہ ہی آپ نے دلال کو بادام (63 دینار سے زیادہ میں) بیچے۔ یہ صورت دونوں طرف سے خالص احسان کی تھی کیونکہ حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رحمۃ اللہ علیہ کو حقیقت حال (موجودہ بھاؤ) کا علم تھا (اس کے باوجود بھی آپ نے تین دینار سے زیادہ نفع لینا بہتر خیال نہ فرمایا)۔

وإنما الإحسان المحض ما نقل عن السری السقطی أنه اشتری کر لوز بستین دینارا وکتب فی روزنامجه ثلاثة دنانیر ربحه وکأنه رأی أن یربح علی العشرة نصف دینار فصار اللوز بتسعین فأتاه الدلال وطلب اللوز فقال خذه قال بکم فقال: بثلاثة وستین فقال الدلال وکان من الصالحین فقد صار اللوز بتسعین فقال السری قد عقدت عقدا لا أحله لست أبیعه إلا بثلاثة وستین فقال الدلال وأنا عقدت بینی وبین الله أن لا أغش مسلما لست آخذ منك إلا بتسعین قال فلا الدلال اشتری منه ولا السری باعه فهذا محض الإحسان من الجانبین فإنه مع العلم بحقیقة الحال (1)

---

1 ...احیاء علوم الدین، 80/2

حکایت نمبر:25

سیّدُنا ابن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے بارش

حضرت سیِّدُنا محمد بن مُنکَدِر قرشی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مروی ہے کہ ان کے پاس کچھ جبے تھے، بعض کی قیمت پانچ درہم تھی اور بعض کی 10 درہم۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غیر موجودگی میں آپ کے غلام نے پانچ درہم والا جُبّہ 10 درہم میں بیچ دیا۔ جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ دن کا ایک طویل حصہ اس خریدار اَعرابی کو تلاش کرتے رہے حتی کہ اسے پالیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا: ''غلام نے غلطی سے پانچ درہم والا جبہ دس درہم میں بیچ دیا۔'' اَعرابی نے کہا: ''اے فلاں! کوئی بات نہیں، میں راضی ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اگرچہ آپ راضی ہیں مگر جس بات کو میں اپنے حق میں ناپسند کرتا ہوں اسے آپ کے حق میں بھی ناپسند کرتا ہوں، لہٰذا تم تین صورتوں میں سے ایک کو اختیار کر لو: ❶...اپنے دراہم کے بدلے 10 درہم والا جبہ لے لو ❷...یا میں آپ کو پانچ درہم واپس کر دیتا ہوں ❸...یا تم میرا جبہ واپس کر دو اور اپنے درہم لے لو۔'' اس نے کہا: ''مجھے پانچ درہم واپس کر دیں۔'' چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے پانچ درہم واپس کر دیئے۔ اعرابی نے واپس جاتے وقت لوگوں سے پوچھا: ''یہ بزرگ کون ہیں؟'' بتایا گیا: ''یہ حضرت سیِّدُنا محمد بن مُنکَدِر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔'' اس نے کہا: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ! یہ وہ ہیں کہ جب ہمارے دیہات میں قحط پڑتا ہے تو ہم ان کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے ہیں۔''

(امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) الغرض احسان یہ ہے کہ 10 درہم پر صرف آدھا یا ایک درہم نفع حاصل کیا جائے جو اس طرح کے سامان میں ان جگہوں میں عام طور پر رائج ہے اور جو شخص تھوڑے نفع پر قناعت کرتا ہے اس کا کاروبار زیادہ ہوتا ہے اور کاروبار کی زیادتی کی وجہ سے اسے ڈھیر سارا نفع حاصل ہوتا ہے۔ نیز اس میں برکت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

وروی عن محمد بن المنکدر أنہ کان لہ شقق بعضھا بخمسۃ وبعضھا بعشرۃ فباع غلامہ فی

غيبته شقة من الخسيات بعشرة فلما عرف لم يزل يطلب ذلك الأعرابي المشتري طول النهار حتى وجده فقال له إن الغلام قد غلط فباعك ما يساوي خمسة بعشرة فقال يا هذا قد رضيت فقال وإن رضيت فإنا لا نرضى لك إلا ما نرضاه لأنفسنا فاختر إحدى ثلاث خصال إما أن تأخذ شقة من العشريات بدراهمك وإما أن نرد عليك خمسة وإما أن ترد شقتنا وتأخذ دراهمك فقال أعطني خمسة فرد عليه خمسة وانصرف الأعرابي يسأل ويقول من هذا الشيخ فقيل له هذا محمد بن المنكدر فقال لا إله إلا الله هذا الذي نستسقي به في البوادي إذا قحطنا

فهذا إحسان في أن لا يربح على العشرة إلا نصفا أو واحد على ما جرت به العادة في مثل ذلك المتاع في ذلك المكان ومن قنع بربح قليل كثرت معاملاته واستفاد من تكررها ربحا كثيرا وبه تظهر البركة[1]

حکایت نمبر:26

تھوڑا نفع مت ٹھکراؤ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ دُرّہ لے کر کوفہ کے بازار کا دورہ کرتے اور فرماتے: ”اے گروہِ تُجّار! اپنا حق لو اور دوسروں کا حق دو، سلامتی میں رہو گے اور تھوڑے نفع کو مت ٹھکراؤ کہ پھر کثیر نفع سے محروم ہو جاؤ گے۔“

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی: ”آپ کی مالداری کا سبب کیا ہے؟“ فرمایا: ”اس کے تین اسباب ہیں: ❶... میں نے نفع کو کبھی نہیں ٹھکرایا ❷... جب بھی مجھ سے کوئی جانور طلب کیا جاتا ہے تو میں اسے بیچنے میں تاخیر نہیں کرتا اور ❸... میں ادھار نہیں بیچتا۔“

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر ایک ہزار اونٹیاں بیچیں

❶... احیاء علوم الدین، 80/2

لیکن نفع میں انہیں صرف ان کی رسیاں ہی حاصل ہوئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے ہر رسی ایک درہم میں بیچی، یوں آپ نے ایک ہزار درہم کا نفع حاصل کیا اور ایک ہزار درہم اونٹنیوں کے اس دن کے چارے سے بھی بچ گیا۔

كان علی رضی الله عنه يدور فی سوق الكوفة بالدرة ويقول معاشر التجار خذوا الحق تسلموا لا تردوا قليل الربح فتحرموا كثيره

قيل لعبد الرحمن بن عوف رضی الله عنه ما سبب يسارك قال ثلاث ما رددت ربحا قط ولا طلب منی حيوان فأخرت بيعه ولا بعت بنسيئة

ويقال إنه باع ألف ناقة فما ربح إلا عقلها باع كل عقال بدرهم فربح فيها ألفا وربح من نفقته عليها ليومه ألفا[1]

حکایت نمبر:27

شانِ صدیقِ اکبر

خلیفۂ اول امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کی کمائی سے دودھ نوش فرمایا(یا کوئی چیز کھائی)، پھر غلام سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے عرض کی: ”میں نے ایک قوم کے لئے کہانت کی تھی (یعنی فال کھولی تھی) تو انہوں نے بطورِ اجرت مجھے یہ دودھ دیا۔“ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلی منہ میں ڈال کر اتنی شدت سے قے کی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ آپ کی جان ہی نکل جائے گی۔[2]

پھر آپ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: ”اے اللہ پاک! جو کچھ رگوں نے روک لیا اور آنتوں میں مل گیا میں اس سے تیری بارگاہ میں معذور ہوں۔“

ایک روایت میں ہے کہ جب یہ بات بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے

1 ...احیاء علوم الدین، 80/2

2 ... صحیح بخاری، 571/2، حدیث:3842

ارشاد فرمایا: ”کیا تم نہیں جانتے کہ صدیق اپنے پیٹ میں پاکیزہ شے ہی ڈالتا ہے۔“[1]

وأما الآثار فقد ورد أن الصديق رضي الله عنه شرب لبنا من كسب عبده ثم سأل عبده فقال تكهنت لقوم فأعطوني فأدخل أصابعه في فيه وجعل يقيء حتى ظننت أن نفسه ستخرج ثم قال اللهم إني أعتذر إليك مما حملت العروق وخالط الأمعاء

وفي بعض الأخبار أنه صلى الله عليه وسلم أخبر بذلك فقال أو علمتم

أن الصديق لا يدخل جوفه إلا طيبا[2]

حکایت نمبر:28

سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا خوفِ خدا

ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے غلطی سے صدقہ کی اونٹنی کا دودھ پی لیا تو (معلوم ہونے پر) انگلی ڈال کر زبردستی قے کر دی۔

وكذلك شرب عمر رضي الله عنه من لبن إبل الصدقة غلطا فأدخل إصبعه وتقيأ[3]

حکایت نمبر:29

خوفِ خدا ختم کرنے والا کھانا

ایک نیک آدمی کسی ابدال کے پاس کھانا لے کر گیا مگر انہوں نے نہ کھایا۔ اُس نے وجہ پوچھی تو فرمایا: ”ہم صرف حلال کھاتے ہیں، اسی وجہ سے ہمارے دل سیدھے رہتے ہیں اور ہم ہمیشہ ایک حالت میں رہتے ہیں اور غیبی دنیا کے سربستہ راز ظاہر کرتے ہیں اور آخرت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اگر ہم تین دن تک وہ کھانا کھالیں جو تم کھاتے ہو تو عِلْمُ الْیَقِیْن کے جس مقام پر ہم فائز ہیں اس پر برقرار نہیں رہیں گے اور ہمارے

---

1 ...موسوعۃ امام ابن ابی الدنیا، 1/214، حدیث: 118

2 ...احیاء علوم الدین، 2/90

3 ...احیاء علوم الدین، 2/90

دلوں سے خوفِ خدا اور مشاہدہ ختم ہو جائے گا۔" اس شخص نے عرض کی: "میں ہمیشہ روزے رکھتا ہوں اور ہر ماہ 30 قرآن پاک ختم کرتا ہوں۔" تو ابدال نے اپنے پاس موجود جنگلی ہرن کے دودھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "یہ مشروب جو تم دیکھ رہے ہو اسے میں رات کو پیتا ہوں، یہ مجھے تمہارے 300 رکعات نماز میں 30 بار قرآن کریم ختم کرنے سے زیادہ پسند ہے۔"

وروی أن بعض الصالحين دفع طعاماً إلى بعض الأبدال فلم يأكل فسأله عن ذلك فقال نحن لا نأكل إلا حلالاً فلذلك تستقيم قلوبنا ويدوم حالنا ونكاشف الملكوت ونشاهد الآخرة ولو أكلنا مما تأكلون ثلاثة أيام لما رجعنا إلى شيء من علم اليقين ولذهب الخوف والمشاهدة من قلوبنا فقال له الرجل فإني أصوم الدهر وأختم القرآن في كل شهر ثلاثين مرة فقال له البدل هذه الشربة التي رأيتني شربتها من الليل أحب إلي من ثلاثين ختمة في ثلثمائة ركعة من أعمالك وكانت شربته من لبن ظبية وحشية[1]

حکایت نمبر: 30

حرام کھانا جہنم میں جانے کا سبب

توریت شریف میں ہے کہ جو شخص اس بات کی پروا نہیں کرتا کہ وہ کہاں سے کھاتا ہے تو اللہ پاک اس بات کی پروا نہیں کرتا کہ وہ اسے جہنم کے کس دروازے سے داخل کرے گا۔

وفي الخبر أنه مكتوب في التوراة من لم يبال من أين مطعمه لم يبال الله من أي أبواب النيران أدخله[2]

حکایت نمبر: 31

مہر شدہ کھانا کھاتے

خلیفۂ چہارم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ

1 ...احیاء علوم الدین، 2/91

2 ...احیاء علوم الدین، 2/91

خلیفۂ سوم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور شہر کے لٹ جانے کے بعد شبہ سے بچنے کے لئے صرف وہی کھانا تناول فرماتے جس پر مہر لگی ہوتی۔

وعن علی رضی اللہ عنہ أنہ لم یأکل بعد قد قتل عثمان ونھب الدار طعاماً إلا مختوماً حذراً من الشبھة[1]

حکایت نمبر:32

کھانا دِین سے ہے

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مَعِیْن اور حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما (ایک سفر میں) کئی سال تک ساتھ رہے۔ ایک بار حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں یہ کہتے سنا کہ ''میں کسی سے کوئی سوال نہیں کروں گا اور اگر (بن مانگے) شیطان بھی کوئی چیز دے تو کھالوں گا۔'' تو وہ ان سے الگ ہوگئے حتی کہ حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مَعِیْن رحمۃ اللہ علیہ نے معذرت کی اور کہا: ''میں تو مذاق کر رہا تھا۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ دین سے مذاق کرتے ہیں! کیا آپ نہیں جانتے کہ کھانا کھانا دین سے ہے؟ اللہ پاک نے اسے نیک اعمال پر مُقَدَّم فرمایا ہے۔ پھر یہ آیتِ مُقَدَّسہ تلاوت فرمائی:

كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ[2]

ترجمۂ کنز الایمان: پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو۔[3]

وقد کان بین أحمد بن حنبل ویحیی بن معین صحبة طویلة فھجرہ أحمد إذ سمعه یقول إنی لا أسأل أحداً شیئاً ولو أعطانی الشیطان شیئاً لأکلته حتی اعتذر یحیی وقال کنت أمزح فقال تمزح بالدین أما علمت أن الأکل من الدین قدمه اللہ تعالی علی العمل الصالح فقال {کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً}

1 ...احیاء علوم الدین، 2/91

2 ...پ18، المؤمنون: 51

3 ...احیاء علوم الدین، 2/91

حکایت نمبر:33

عظیم الشان تقویٰ

حضرت سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیاض، حضرت سیِّدُنا سُفیان بن عُیَیْنَہ اور حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ایک دفعہ مکہ مکرمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں حضرت سیِّدُنا وُہَیْب بن وَرْد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جمع تھے۔ انہوں نے پکی ہوئی تازہ کھجور کا ذکر کیا تو حضرت سیِّدُنا وُہَیْب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "مجھے یہ بہت زیادہ پسند ہے مگر میں کھاتا نہیں ہوں کیونکہ مکہ مکرمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کی کھجوروں کے باغات زبیدہ خاتون اور دیگر لوگوں کے باغات کے ساتھ گھل مل گئے ہیں۔" حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "اگر آپ اس طرح دیکھیں گے تو آپ پر روٹی کھانا بھی دشوار ہو جائے گا۔" پوچھا: "وہ کیوں؟" تو جواب دیا: "اصل زمینیں بادشاہوں کی زمینوں سے مل گئی ہیں۔" تو حضرت سیِّدُنا وُہَیْب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہوگئے۔ اس پر حضرت سیِّدُنا سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "آپ نے انہیں مار ڈالا۔" حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "میں تو ان کی آسانی کے لئے کہہ رہا تھا۔" جب انہیں کچھ افاقہ ہوا تو کہنے لگے: "اللہ پاک کی قسم! مجھ پر لازم ہے کہ میں کبھی روٹی نہ کھاؤں حتی کہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملوں۔"

راوی بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضرت سیِّدُنا وُہَیْب بن وَرْد رحمۃ اللہ علیہ صرف دودھ پیتے تھے۔ ایک دن اُن کی والدہ محترمہ دودھ لے کر آئیں تو انہوں نے دودھ کے متعلق پوچھا۔ والدہ نے بتایا کہ "یہ فلاں قبیلے والوں کی بکری کا دودھ ہے۔" پھر انہوں اُس کی قیمت کے بارے میں پوچھا اور یہ کہ اُن کے پاس یہ بکری کہاں سے آئی؟ والدہ نے وہ بھی بتا دیا۔ پس جب انہوں نے دودھ منہ کے قریب کیا تو کہنے لگے: "ایک بات رہ گئی کہ یہ بکری چرتی کہاں پر ہے؟" اس سوال پر والدہ محترمہ خاموش رہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ دودھ نوش نہ فرمایا کیونکہ وہ اس جگہ سے چرتی تھی جہاں مسلمانوں کا حق تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے کہا: "دودھ پی لو! اللہ پاک تمہیں معاف فرمائے گا۔" تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "مجھے یہ پسند نہیں کہ

میں نے یہ دودھ پی رکھا ہو اور اللہ پاک مجھے معاف فرمائے تویوں میں گناہ کے بدلے بخشش حاصل کرلوں۔"

واجتمع الفضيل بن عياض وابن عيينة وابن المبارك عند وهيب بن الورد بمكة فذكروا الرطب فقال وهيب هو من أحب الطعام إلي إلا أني لا آكله لاختلاط رطب مكة ببساتين زبيدة وغيرها فقال له ابن المبارك إن نظرت في مثل هذا ضاق عليك الخبز

قال وما سببه قال إن أصول الضياع قد اختلط بالصوافي فغشي على وهيب فقال سفيان قتلت الرجل فقال ابن المبارك ما أردت إلا أن أهون عليه فلما أفاق قال لله علي أن لا آكل خبزا أبدا حتى ألقاه

قال فكان يشرب اللبن قال فأتته أمه بلبن فسألها فقالت هو من شاة بني فلان فسأل عن ثمنها وأنه من أين كان لهم فذكرت فلما أدناه من فيه قال بقي أنها من أين كانت ترعى فسكتت فلم يشرب لأنها كانت ترعى من موضع فيه حق للمسلمين فقالت أمه اشرب فإن الله يغفر لك فقال ما أحب أن يغفر لي وقد شربته فأنال مغفرته[1]

حکایت نمبر:34

بشر حافی سے سوال!

حضرت سیّدُنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ بہت پرہیز گار تھے۔ ان سے عرض کی گئی: "آپ کیا تناول فرماتے ہیں؟" فرمایا: "جو تم کھاتے ہو مگر کھا کر رونے والا کھا کر ہنسنے والے کی طرح نہیں ہوتا۔ میرا ہاتھ دوسروں کی بنسبت چھوٹا ہے اور میرا لقمہ دوسروں کی بنسبت چھوٹا ہے۔"

وكان بشر الحافي رحمه الله من الورعين فقيل له من أين تأكل فقال من حيث تأكلون ولكن ليس من يأكل وهو يبكي كمن يأكل وهو يضحك وقال يد أقصر من يد ولقمة أصغر من لقمة[2]

1 ...احیاء علوم الدین، 2/ 91

2 ...احیاء علوم الدین، 2/ 92

حکایت نمبر:35

شبہ کی وجہ سے چار ہزار درہم نہ لیے

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کاروباری شریک کے لئے چار ہزار درہم چھوڑ دیئے کیونکہ ان کے دل میں کوئی شے کھٹکی تھی حالانکہ علماء کا اتفاق تھا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

یحکی عن ابن سیرین أنه ترك لشریك له أربعة آلاف درهم لأنه حاك فی قلبه شیء مع اتفاق العلماء علی أنه لا بأس به[1]

حکایت نمبر:36

سب سے بڑا احمق اور سب سے بڑا جاہل

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے امیر کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا: اے امیر! میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: بادشاہ سے بڑھ کر کوئی احمق نہیں اور میری نافرمانی کرنے والے سے بڑا کوئی جاہل نہیں اور میری اطاعت کرنے والے سے بڑھ کر کوئی معزز نہیں، اے بُرے چرواہے! میں نے تجھے فربہ اور تندرست بھیڑ بکریاں دیں مگر تو نے ان کا گوشت کھایا، ان کے اون کا لباس پہنا اور انہیں بجتی ہڈیوں کا ڈھانچہ کر چھوڑا۔" بصرہ کے امیر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: آپ کو معلوم ہے کہ آپ ہم پر دلیر کیوں ہیں؟ اور ہم سے دور کیوں رہتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا: اس لئے کہ آپ کو ہم سے کوئی غرض و لالچ نہیں اور ہمارے پاس موجود مال وغیرہ پانے کے لئے آپ کوئی کوشش نہیں کرتے۔

ودخل مالك بن دینار علی أمیر البصرة فقال أیها الأمیر قرأت فی بعض الکتب إن الله تعالی یقول ما أحمق من سلطان وما أجهل ممن عصانی ومن اعز ممن اعتزبی أیها الراعی السوء دفعت إلیك غنماً سماناً صحاحاً فأکلت اللحم ولبست الصوف وترکها عظاماً تتقعقع فقال له والی البصرة أتدری ما الذی

1 …احیاء علوم الدین، 2/95

يجرئك علينا ويجنبنا عنك قال لا قال قلة الطمع فينا وترك الإمساك لما في أيدينا[1]

حکایت نمبر:37

رحمت کی آواز

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ وقت سلیمان بن عبد الملک کے ساتھ عرفات میں کھڑے تھے کہ سلیمان بجلی کی کڑک سن کر ڈر گیا اور اپنا سینہ کجاوہ کے اگلے حصّہ پر رکھ دیا۔ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اس سے کہا: یہ تو اس کی رحمت کی آواز تھی، اس وقت کیا حال ہو گا جب اس کے عذاب کی آواز سنو گے؟" پھر سلیمان نے لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا کہ "کتنے زیادہ لوگ ہیں۔" تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے خلیفہ! یہ آپ کے خلاف مدعی ہیں۔ اس پر سلیمان نے ان سے کہا: اللہ پاک آپ کو بھی ان کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا کرے۔

وكان عمر بن عبد العزيز واقفاً مع سليمان ابن عبد الملك فسمع سليمان صوت الرعد فجزع ووضع صدره على مقدمة لرحل فقال له عمر هذا صوت رحمته فكيف إذا سمعت صوت عذابه ثم نظر سليمان إلى الناس فقال ما أكثر الناس فقال عمر خصماؤك يا أمير المؤمنين فقال له سليمان ابتلاك الله بهم مولاه[2]

حکایت نمبر:38

قیامت کی سختیوں سے نجات

حضرت سیِّدُنا ابن ابی شمیلہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ عبد الملک بن مروان کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے کہا: فرمائیے! آپ نے فرمایا: "قیامت کی سختیوں، تکالیف اور ہولناک مناظر سے وہی شخص نجات حاصل کر سکے گا جس نے اپنے نفس کو ناراض کر کے اللہ پاک کو راضی کیا ہو گا۔" عبد الملک رو پڑا اور کہنے لگا: "میں ان کلمات کو ساری زندگی اپنے پیشِ نظر رکھوں گا۔"

1 ...احیاء علوم الدین، 2/147

2 ...احیاء علوم الدین، 2/147

ودخل ابن أبی شمیلة علی عبد الملك بن مروان فقال له تكلم فقال له إن الناس لا ینجون فی القیامة من غصصها ومراراتها ومعاینة الردی فیها إلا من أرضی الله بسخط نفسه فبكی عبد الملك وقال لأجعلن هذه الكلمة مثالاً نصب عینی ما عشت[1]

حکایت نمبر:39

حکومت ربِّ کریم سے دور کرتی ہے

خلیفۂ ثالث امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر بنایا تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین انہیں سلام کرنے آئے مگر حضرت سیِّدُنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ تاخیر سے آئے حالانکہ وہ ان کے دوست تھے۔ پس وہ ان سے ناراض ہوئے تو حضرت سیِّدُنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضور رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ''اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا وَلِیَ وِلَایَۃً تَبَاعَدَ اللّٰہُ عَنْہُ یعنی جب کوئی شخص حکومت سنبھالتا ہے تو وہ اللہ پاک کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔''

ولما استعمل عثمان بن عفان رضی الله عنه عبد الله بن عامر أتاه أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم وأبطأ عنه أبو ذر وكان له صدیقاً فعاتبه فقال أبو ذر: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یقول أن الرجل إذا ولی ولایته تباعد الله عنه[2]

حکایت نمبر:40

ایک بزرگ اور عبادت گزار شخص

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ملک شام کے کسی علاقے میں سفر کر رہا تھا کہ میں نے ایک

---

1 ...احیاء علوم الدین، 2/147

2 ...احیاء علوم الدین، 2/174

عابد (عبادت گزار) کو پہاڑ سے باہر آتے دیکھا، جب اس نے مجھے دیکھا تو درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ میں نے کہا: "سُبۡحٰنَ اللّٰہ! تم اس بات میں بخل کر رہے ہو کہ میں تمہیں دیکھوں؟" تو عابد نے کہا: "اے فلاں! میں اس پہاڑ میں ایک لمبے عرصے سے ہوں اور اپنے دل کا علاج کر رہا ہوں کہ دنیا اور اہل دنیا سے صبر کرے اور اس سلسلے میں، میں نے کافی مصیبتیں اٹھائیں اور اپنی عمر کا ایک حصہ اس میں گزار دیا، میں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ میری زندگی کے بقیہ ایام بھی قلبی مجاہدے میں ہی نہ گزر جائیں تو اللہ پاک نے میرے دل کو اضطراب سے سکون عطا فرما کر اسے تنہائی اور خلوت کے ساتھ مانوس کر دیا اور جب میں نے تمہیں دیکھا تو اس بات سے ڈرا کہ کہیں دوبارہ پہلی والی حالت میں نہ جا پڑوں، لہٰذا تم مجھ سے دور ہو جاؤ میں تمہارے شر سے عارفین کے رب اور قانتین کے محبوب کی پناہ میں آتا ہوں۔" پھر اس عابد نے ایک چیخ ماری اور کہا: "دنیا میں اتنا زیادہ عرصہ ٹھہرنے پر افسوس!" پھر عابد نے اپنا چہرہ مجھ سے پھیرا اور اپنے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا: "اے دنیا مجھ سے دور ہو جا! اے دنیا میرے علاوہ کسی اور کے لئے مزین ہو اور جو تجھ سے محبت کرے اسے دھوکا دے!" پھر کہا: "پاک ہے وہ ذات جس نے عارفین کے دلوں کو اپنی عبادت کی لذت اور اپنی طرف تنہائی کا مزہ چکھایا کہ جس کی وجہ سے ان کے دل میں جنت اور خوبصورت حوروں کا ذکر باقی نہ رہا، ان کی ہمتوں کو اپنے ذکر کے لئے جمع کر دیا تو ان کے نزدیک اللہ پاک کی مناجات سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔" پھر وہ عابد قدوس، قدوس کہتا چلا گیا۔

پس خلوت میں اللہ پاک کے ذکر سے اُنسیت حاصل ہوتی اور معرفتِ الٰہی میں اضافہ ہوتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وَاِنِّیۡ لَاَسۡتَغۡشِیۡ وَمَا بِیۡ غَشۡوَۃٌ
لَّعَلَّ خَیَالًا مِّنۡکَ یَلۡقٰی خَیَالِیَا
وَاَخۡرِجُ مِنۡ بَیۡنِ الۡجُلُوۡسِ لَعَلَّنِیۡ
اُحَدِّثُ عَنۡکَ النَّفۡسَ بِالسِّرِّ خَالِیَا

ترجمہ:❶...میں بے ہوش نہیں ہوں بلکہ جان بوجھ کر بے ہوش بن رہا ہوں، اس امید پر کہ شاید تیرے اور میرے خیال کی ملاقات ہو جائے۔

❷...اور میں لوگوں سے اس لئے الگ ہوتا ہوں تاکہ تنہائی میں اپنے نفس سے تیرے بارے میں راز کی بات کر سکوں۔

کسی دانا(عقل مند) کا قول ہے: بے شک انسان اپنے اندر کوئی فضیلت نہ ہونے کی وجہ سے اپنے آپ سے وحشت کرتا ہے، اس وقت وہ لوگوں سے بہت زیادہ ملاقات کرتا اور ان سے سکون حاصل ہونے کی وجہ سے خود سے وحشت کو دور کرتا ہے لیکن جب انسان کے اندر کوئی فضیلت آجاتی ہے تو وہ تنہائی طلب کرتا ہے تاکہ خلوت کی وجہ سے غور و فکر پر مدد حاصل کر سکے اور علم نافع اور علم اسرار کو ظاہر کر سکے۔ کہا جاتا ہے کہ لوگوں کے ذریعے اُنسیت حاصل کرنا مفلسی کی علامت ہے۔

ویروی عن بعض الصالحین أنه قال بینما أنا أسیر فی بعض بلاد الشام إذا أنا بعابد خارج من بعض تلك الجبال فلما نظر إلی تنحی الی أصل شجرة وتستر بها فقلت سبحان الله تبخل علی بالنظر إلیك فقال هذا إنی أقمت فی هذا الجبل دهرا طویلا أعالج قلبی فی الصبر عن الدنیا وأهلها فطال فی ذلك تعبی وفنی فیه عمری فسألت الله تعالی أن لا یجعل حظی من أیامی فی مجاهدة قلبی فسکنه الله عن الإضطراب وألفه الوحدة والإنفراد فلما نظرت إلیك خفت أن أقع فی الأمر الأول فإلیك عنی فإنی أعوذ من شرك برب العارفین وحبیب القانتین ثم صاح واغماه من طول المکث فی الدنیا ثم حوّل وجهه عنی ثم نفض یدیه وقال إلیك عنی یا دنیا لغیری فتزینی وأهلك فغری ثم قال سبحان من أذاق قلوب العارفین من لذة الخدمة وحلاوة الإنقطاع إلیه ما ألهی قلوبهم عن ذکر الجنان وعن الحور الحسان وجمع همهم فی ذکره فلا شیء ألذ عندهم من مناجاته ثم مضی وهو یقول قدوس قدوس فإذاً فی الخلوة أنس بذکر الله واستکثار من معرفة الله وفی مثل ذلك قیل

وإنی لأستغشی وما بی غشوة ...... لعل خیالاً منك یلقی خیالیا

وأخرج من بين الجلوس لعلني ...... أحدث عنك النفس بالسر خاليا

ولذلك قال بعض الحكماء إنما يستوحش الإنسان من نفسه لخلو ذاته عن الفضيلة فيكثر حينئذ ملاقاة الناس ويطرد الوحشة عن نفسه بالكون معهم فإذا كانت ذاته فاضلة طلب الوحدة ليستعين بها على الفكرة ويستخرج العلم والحكمة

وقد قيل الإستئناس من علامات الإفلاس[1]

حکایت نمبر:41

کیل اور دیوار کی گفتگو

دیوار نے کیل سے کہا: ''تم مجھے کیوں چیرتے ہو؟'' کیل نے جواب دیا: ''یہ بات میرے سر پر ضرب لگانے والے اس پتھر سے پوچھو جو مجھے بھی نہیں چھوڑتا۔

قال الجدار للوتد لم تشقني قال سل من يدقني فلم يتركني ورائي الحجر الذي ورائي[2]

حکایت نمبر:42

امیرِ قافلہ ہو تو ایسا

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو علی رباطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ مَروَزِی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی تو انہوں نے فرمایا: ''اس شرط پر میں تمہیں اپنی صحبت میں رکھوں گا کہ ہم دونوں میں سے ایک امیر ہوگا۔'' حضرت سیِّدُنا ابو علی رباطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''آپ ہی امیر ہیں۔'' تو حضرت سیِّدُنا عبد اللہ مَروَزِی رحمۃ اللہ علیہ اپنا اور ان کا سامان اپنی پیٹھ پر اٹھائے پھرتے رہے، ایک رات تیز بارش ہوئی تو حضرت سیِّدُنا عبد اللہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ ساری رات ایک چادر اپنے رفیق کے سر پر پھیلائے کھڑے ان سے بارش روکتے رہے، حضرت سیِّدُنا ابو علی رباطی رحمۃ اللہ علیہ جب بھی ان سے کہتے کہ ''ایسا مت کیجئے!

1 ...احیاء علوم الدین، 2/228

2 ...احیاء علوم الدین، 1/103

”تو آپ فرماتے: ”کیا تم نے مجھے امیر تسلیم نہیں کیا؟ مجھ پر حکم نہ چلاؤ اور اپنے قول سے نہ پھرو۔“ حضرت سیِّدُنا ابو علی رباطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ”کاش! میں مر جاتا اور یہ نہ کہتا کہ آپ ہی امیر ہیں۔“ تو امیر کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔

وقال أبو علی الرباطی صحبت عبد الله الرازی وکان یدخل البادیة فقال علی أن تکون أنت الأمیر أو أنا فقلت بل أنت فقال وعلیك الطاعة فقلت نعم فأخذ مخلاة ووضع فیها الزاد وحملها علی ظهره فإذا قلت له أعطنی قال ألست قلت أنت الأمیر فعلیك الطاعة فأخذنا المطر لیلة فوقف علی رأسی إلی الصباح وعلیه کساء وأنا جالس یمنع عنی المطر فکنت أقول مع نفسی لیتنی مت ولم أقل أنت الأمیر[1]

حکایت نمبر: 43

اللہ پاک امانت ضائع نہیں فرماتا

مروی ہے کہ خلیفۂ دوم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ لوگوں میں مال تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں نے کسی کو کسی کے اتنا مشابہ نہیں دیکھا جتنا یہ لڑکا تمہارے مشابہ ہے۔“ تو اس شخص نے عرض کی: اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! میں اس لڑکے کے بارے میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں وہ یہ کہ میں نے سفر پر جانے کا ارادہ کیا، اس وقت میری بیوی اس سے حاملہ تھی، اس نے کہا: ”تم مجھے اس حالت میں چھوڑ کر جا رہے ہو؟“ میں نے کہا: ”جو تمہارے پیٹ میں ہے میں نے اسے اللہ پاک کی پناہ میں دیا۔“ یہ کہہ کر میں رخصت ہو گیا، جب سفر سے لوٹا تو بیوی انتقال کر چکی تھی، ہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے (ہمارے اور بقیع مبارک کے مابین کوئی چیز حائل نہ تھی) کہ اچانک ہم نے ایک قبر پر آگ کا شعلہ دیکھا، میں نے لوگوں سے کہا: ”یہ آگ کیسی ہے؟“ لوگوں نے بتایا: ”یہ آگ فلاں عورت کی قبر پر ہے ہم اسے ہر رات ملاحظہ کرتے ہیں۔“ میں نے کہا: ”اللہ پاک کی قسم! وہ تو روزہ دار اور بہت عبادت گزار تھی۔“ چنانچہ، پھاوڑا لے کر ہم اس کی قبر

---

1 ...احیاء علوم الدین، 2/183

پر گئے، جب قبر کھودی تو دیکھا کہ ایک چراغ جل رہا تھا اور یہ بچہ ہاتھ پاؤں ہلا رہا تھا، تو مجھ سے کہا گیا: ''یہ تیری امانت ہے، اگر تو اس کی ماں کو بھی اللہ پاک کی امان میں دے جاتا تو ضرور اسے بھی پاتا۔'' (یہ واقعہ سن کر) امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ایک کوا دوسرے کوے کے ساتھ جتنی مشابہت رکھتا ہے یہ لڑکا اس سے بھی زیادہ تمہارے مشابہ ہے۔''

فقد روی أن عمر رضی اللہ عنہ کان یعطی الناس عطایاھم إذ جاءہ رجل معہ ابن لہ فقال لہ عمر ما رأیت أشبہ بأحد من ھذا بك فقال لہ الرجل أحدثك عنہ یا أمیر المؤمنین بأمر إنی أردت أن أخرج الی سفر وأمہ حامل بہ فقالت تخرج وتدعنی علی ھذہ الحالۃ فقلت أستودع اللہ ما فی بطنك فخرجت ثم قدمت فإذا ھی قد ماتت فجلسنا نتحدث فإذا نار علی قبرھا فقلت للقوم ما ھذہ النار فقالوا ھذہ النار من قبر فلانۃ نراھا کل لیلۃ فقلت واللہ إنھا کانت لصوامۃ قوامۃ فأخذت المعول حتی انتھینا الی القبر فحفرنا فإذا سراج وإذا ھذا الغلام یدب فقیل لی أن ھذہ ودیعتك ولو کنت استودعت أمہ لوجدتھا فقال عمر رضی اللہ عنہ لھو أشبہ بك من الغراب بالغراب [1]

حکایت نمبر: 44

جانور کے ساتھ بھلائی

بعض اسلاف کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام اس شرط پر جانور کرائے پر لیتے کہ اس پر سے اتریں گے نہیں اور پوری اجرت دیں گے پھر اتر جاتے تھے تاکہ یوں وہ جانور سے بھلائی کرنے والے شمار ہوں۔ پس یہ عمل ان کی نیکی شمار ہوتا اور (بروزِ قیامت) ان کے میزان میں رکھا جائے گا نہ کہ کرائے پر دینے والے کے میزان میں۔

اور جس نے کسی چوپائے کو اذیت دی یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادا تو قیامت کے دن اس سے مطالبہ کیا جائے گا، کیونکہ ہر تر جگر (یعنی جاندار چیز) میں اجر ہے۔

1 ...احیاء علوم الدین، 2/253

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اپنے قریب المرگ اونٹ سے فرمایا: ”اے اونٹ! اپنے رب کریم کی بارگاہ میں مجھ سے نہ جھگڑنا کیونکہ میں نے تجھ پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں لادا۔“

وكان بعض السلف يكترى بشرط أن لا ينزل ويوفى الأجرة

ثم كان ينزل ليكون بذلك محسنا إلى الدابة فيوضع فی ميزان حسناته لا فی ميزان حسنات المكاری

ومن آذى بهيمة بضرب أوحمل ما لا تطيق طولب به يوم القيامة إذ فی كل كبد حراء أجر

قال أبو الدرداء رضی الله عنه لبعير له عند الموت أيها البعير لا تخاصمنی إلى ربك فإنی لم أك أحملك فوق طاقتك[1]

حکایت نمبر:45

تقویٰ ہو تو ایسا

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (کرائے کے) جانور پر سوار تھے کہ کسی نے عرض کی: ”حضور میرا یہ خط فلاں تک پہنچا دیجئے گا!“ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”(ٹھہرو) میں سواری کے مالک سے اجازت لے لوں میں نے جانور کرائے پر لیتے وقت یہ خط لے جانے کی شرط نہیں کی تھی۔“

اے مخاطب (سننے والے)! غور کر حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے اس قول کی طرف التفات نہیں کیا کہ ”اس طرح کی اشیاء میں چشم پوشی سے کام لیا جاتا ہے“ بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقویٰ اختیار کیا۔

قال رجل لابن المبارك وهو على دابة احمل لی هذه الرقعة إلى فلان فقال حتى أستأذن المكاری فإنی لم أشارطه على هذه الرقعة

فانظر كيف لم يلتفت إلى قول الفقهاء إن هذا مما يتسامح فيه ولكن سلك طريق الورع[2]

1 ...احیاء علوم الدین، 2/255

2 ...احیاء علوم الدین، 2/255

حکایت نمبر:46

موت کو ہر وقت یاد رکھو

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک بار تَیَمُّم کیا تو ان سے عرض کی گئی: ”آپ رضی اللہ عنہ تَیَمُّم کر رہے ہیں حالانکہ مدینہ کی دیواریں آپ کو دیکھ رہی ہیں؟“ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”کیا میں وہاں پہنچنے تک زندہ رہوں گا؟“

تیمم ابن عمر رضی اللہ عنهما فقیل له أتتیمم وجدران المدینة تنظر إلیك فقال أو أبقی الی أن أدخلها[1]

حکایت نمبر:47

بیڑیوں میں جکڑا خوش آواز غلام

حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن داوٗد دِینَوَرِی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جنگل میں سفر کر رہا تھا، راستے میں میرا گزر عرب کے ایک قبیلے سے ہوا، اس قبیلے کا ایک شخص مہمان نوازی کے لئے مجھے اپنے گھر لے آیا، جب میں گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ گھر کی ایک جانب سیاہ غلام بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے اور گھر کے صحن میں کچھ اونٹ مرے پڑے ہیں اور ایک اونٹ اتنا کمزور تھا گویا اس کی روح بھی بس نکلنے کو تھی، بیڑیوں میں جکڑے اس غلام نے کہا: ”آپ میرے آقا کے مہمان ہیں، اس پر آپ کا حق ہے، لہٰذا اس سے میری سفارش کر دیجئے! وہ اپنے مہمان کی عزت کرتا ہے، اتنی سی بات میں آپ کی سفارش رد نہیں کرے گا، امید ہے کہ مجھے قید سے رہا کر دے۔“ فرماتے ہیں: جب کھانا سامنے آیا تو میں نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا: ”جب تک تم اس غلام کے حق میں میری سفارش قبول نہیں کرو گے میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔“ میزبان کہنے لگا: ”اس نے مجھے فقیر بنا دیا اور میرا تمام مال ہلاک کر دیا۔“ میں نے پوچھا: ”اس نے ایسا کون سا کام کیا ہے؟“ میزبان نے جواب دیا: ”یہ خوش آواز ہے، میرا گزر اوقات ان اونٹوں کے کرائے سے ہوتا تھا، اس نے

1 ...احیاء علوم الدین، 2/259

اونٹوں پر بھاری بوجھ لادا اور حُدی خوانی کرتا رہا حتی کہ اونٹوں نے اس کے عمدہ نغمہ کے سبب تین دن کی مسافت ایک رات میں طے کرلی، جب ان سے بوجھ اتارا گیا تو سوائے اس ایک اونٹ کے سارے مر گئے لیکن آپ چونکہ میرے مہمان ہیں، لہٰذا آپ کی عزت کی خاطر میں نے اسے معاف کیا۔" حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن داؤد دِیْنَوَرِی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجھے اس کی آواز سننے کی خواہش تھی، جب صبح ہوئی تو اس نے غلام سے کہا کہ جو اونٹ کنویں سے پانی لاتا ہے اس کے سامنے حُدی پڑھو، جب اس غلام نے اپنی آواز بلند کی تو اونٹ ادھر اُدھر بھاگنے لگا اور رسیاں توڑ ڈالیں اور میں بھی (خود پر قابو نہ رکھ سکا اور) منہ کے بل گر پڑا، شاید میں نے زندگی میں سب سے عمدہ آواز یہی سنی تھی۔

فقد حكى أبو بكر محمد بن داود الدينوري المعروف بالرقي رضي الله عنه قال كنت بالبادية فوافيت قبيلة من قبائل العرب فأضافني رجل منهم وأدخلني خباءه فرأيت في الخباء عبدا أسود مقيدا بقيد ورأيت جمالا قد ماتت بين يدي البيت وقد بقي منها جمل وهو ناحل ذابل كأنه ينزع روحه فقال لي الغلام أنت ضيف ولك حق فتشفع في إلى مولاي فإنه مكرم لضيفه فلا يرد شفاعتك في هذا القدر فعساه يحل القيد عني قال

فلما أحضروا الطعام امتنعت وقلت لا آكل ما لم أشفع في هذا العبد فقال إن هذا العبد قد أفقرني وأهلك جميع مالي فقلت

ماذا فعل فقال إن له صوتا طيبا وإني كنت أعيش من ظهور هذه الجمال فحملها أحمالا ثقالا وكان يحدو بها حتى قطعت مسيرة ثلاثة أيام في ليلة واحدة من طيب نغمته فلما حطت أحمالها ماتت كلها إلا هذا الجمل الواحد ولكن أنت ضيفي فلكرامتك قد وهبته لك قال فأحببت أن أسمع صوته فلما أصبحنا أمره أن يحدو على جمل يستقي الماء من بئر هناك فلما رفع صوته هام ذلك الجمل وقطع حباله ووقعت أنا على وجهي فما أظن أني سمعت قط صوتا أطيب منه[1]

1 ...احیاء علوم الدین، 2/275

حکایت نمبر:48

ایک پیسے کے دس کھیرے

منقول ہے کہ ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ بازار سے گزر رہے تھے کہ کسی کو کہتے سنا: ”اَلْخِیَارُ عَشَرَۃٌ بِحَبَّہ یعنی ایک پیسے کے 10 کھیرے“ تو ان پر وجد طاری ہو گیا اور بے ہوش گئے، افاقے کے بعد جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ”جب ایک پیسے کے خِیار (یعنی اللہ پاک کے نیک بندے) 10 ہیں تو اَشرار (یعنی گناہ گاروں) کی کیا قیمت ہو گی؟“ (یعنی انہوں نے لفظ خیار سے کھیرے کے بجائے نیک شخص مراد لیا)۔

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا بازار سے گزر ہوا تو کسی (سبزی فروش) کا یہ قول ”یَا سَعْتَرَ بَرِّی یعنی اے جنگلی پودینہ“ سن کر ان پر وجد طاری ہو گیا، کچھ افاقے کے بعد جب ان سے پوچھا گیا کہ کس وجہ سے آپ پر یہ کیفیت طاری ہوئی تو فرمایا: ”میں نے سنا گویا یہ کہہ رہا ہے: ”اِسْعَ تَرَی بِرِّی یعنی میری عطائیں دیکھنا چاہتا ہے تو عبادات میں کوشش جاری رکھ۔“

کما روی عن بعض الشیوخ أنه مرفی السوق فسمع واحدا یقول الخیار عشرۃ بحبۃ فغلبه الوجد فسئل عن ذلك فقال إذا کان الخیار عشرۃ بحبۃ فما قیمۃ الأشرار واجتاز بعضهم فی السوق فسمع قائلا یقول یا سعتربری فغلبه الوجد فقیل له علی ماذا کان وجدك فقال سمعته کأنه یقول اسع تری بری [1]

حکایت نمبر:49

مجھے رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قول یاد آ گیا

ایک بزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے کسی کو یہ کہتے سنا:

قَالَ الرَّسُوْلُ غَدًا تَزُوْ ۔۔۔ رُ فَقُلْتُ تَعْقِلُ مَا تَقُوْلُ

ترجمہ: قاصد نے کہا: تم کل ملو گے، میں نے کہا: جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا اسے سمجھتے بھی ہو؟

---

1 ...احیاء علوم الدین، 2/282

اس قول اور خوش آوازی نے انہیں بے چین کر دیا اور وجد میں آکر اس کی تکرار کرنے لگے اور ''تا'' کے بجائے ''نون'' پڑھنے لگے یعنی یوں کہنے لگے: ''قَالَ الرَّسُوْلُ غَداً نَزُوْرُ یعنی رسول نے فرمایا: ہم کل ملیں گے۔ وہ اس شعر کی تکرار کرتے رہے حتی کہ فرحت و سرور اور خوشی کی شدت کی وجہ سے بیہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا تو وجد کا سبب دریافت کیا گیا، تو فرمایا: ''مجھے رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا قول یاد آگیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَزُوْرُوْنَ رَبَّهُمْ فِيْ كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ مَّرَّةً یعنی اہلِ جنت ہر جمعہ کے دن ایک بار اپنے ربّ کریم کی زیارت کریں گے۔

فقد حکی أن بعضهم سمع قائلا يقول قال الرسول غدا تزور... فقلت تعقل ما تقول فاستفزه اللحن والقول وتواجد وجعل يكرر ذلك ويجعل مكان التاء نونا فيقول قال الرسول غدا نزور حتى غشي عليه من شدة الفرح واللذة والسرور فلما أفاق سئل عن وجده مم كان فقال ذكرت قول الرسول صلى الله عليه وسلم إن أهل الجنة يزورون ربهم في كل يوم جمعة مرة[1]

حکایت نمبر: 50

سب کچھ راہِ خدا میں وَقْف کر دیا

حضرت سیِّدُنا محمد بن داوٗد رَقی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا دراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اور حضرت سیِّدُنا ابن فُوَطی رحمۃ اللہ علیہ بصرہ اور اُبُلہ کے درمیان دریائے دجلہ کے کنارے جا رہے تھے کہ اچانک ایک خوبصورت محل دکھائی دیا جہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سامنے ایک لونڈی گا رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی:

كُلَّ يَوْمٍ تَتَلَوَّنُ غَيْرُ هٰذَا بِكَ اَحْسَنُ

ترجمہ: تم ہر روز رنگ بدلتے رہتے ہو، ایسا نہ کرو تو یہ تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے۔

(1)...احیاء علوم الدین، 2/288

اچانک ایک خوب صورت نوجوان ظاہر ہوا جس کے ہاتھ میں چمڑے کا ڈول اور بدن پر گُدڑی تھی وہ یہ کلام سن رہا تھا اس نے لونڈی سے کہا: تمہیں اللہ پاک اور اپنے مولیٰ کی زندگی کی قسم یہ شعر دوبارہ کہو۔ چنانچہ، لونڈی نے اس شعر کو دوبارہ کہا تو اس نوجوان نے کہا: اللہ پاک کی قسم! حق تعالیٰ کے ساتھ میرے حال کی یہی تبدیلی ہے پھر ایک درد بھری آہ کھینچی اور اس کی روح قَفَسِ عُنصری سے پرواز کرگئی۔ یہ منظر دیکھ کر ہم نے کہا: "اب ہم پر تدفینِ میت کی ذمّہ داری آپڑی ہے۔" چنانچہ، ہم وہاں ٹھہر گئے، محل کے مالک نے لونڈی سے کہا: "تو اللہ پاک کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ جنازے میں شرکت کے لئے اہلِ بصرہ بھی آگئے، جب اس کے کفن دفن سے فارغ ہوئے تو محل کا مالک کہنے لگا: "میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میری ہر چیز اللہ پاک کے لیے وقف ہے اور میری تمام لونڈیاں آزاد ہیں اور یہ محل بھی وقف ہے۔" پھر اس نے اپنے کپڑے اتار کر ایک تہبند باندھ لیا اور ایک چادر اپنے اوپر اوڑھ لی اور جس طرف منہ تھا ادھر چل پڑا، لوگ اسے دیکھتے رہے حتی کہ وہ لوگوں کو روتا چھوڑ کر نظروں سے غائب ہوگیا، اس کے بعد اس کا کوئی پتا نہ چلا۔ معلوم ہوا کہ وہ نوجوان کہ شعر سن کر جس کا انتقال ہوا وہ ہر وقت اپنے حال میں حق تعالیٰ کے ساتھ مُستَغرَق تھا اور حق تعالیٰ کے معاملے میں حُسنِ ادب پر ثابت رہنے سے وہ خود کو عاجز و قاصر سمجھتا تھا۔ نیز اپنے دل کے الٹ پلٹ ہونے اور راہِ حق سے ادھر اُدھر ہونے کے خیال پر افسوس کرتا تھا۔ چنانچہ، جب اس کے کانوں میں وہ آواز پہنچی جو اس کے حال کے موافق تھی تو اسے یہ خیال آیا گویا اللہ پاک اس سے اس طرح مخاطب ہے:

كُلَّ يَوۡمٍ تَتَلَوَّنُ غَيۡرُ هٰذَا بِكَ اَحۡسَنُ

ترجمہ: تم ہر روز رنگ بدلتے رہتے ہو، ایسا نہ کرو تو یہ تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے۔

جس کا سماع سے ذات حق کے سوا کوئی مقصود نہ ہو اسے چاہئے کہ اللہ پاک کی ذات و صفات کی معرفت کا علم خوب پختہ کرلے ورنہ سماع سے اسے خطرہ لاحق ہو سکتا ہے کہ کہیں اللہ پاک کے حق میں محال بات کا تصور کرکے کافر نہ ہو جائے، لہٰذا مبتدی مرید (راہ آخرت کے ابتدائی مسافر) کے لئے خطرہ زیادہ ہے لیکن اگر وہ

سنے ہوئے کلام کو اپنے حال پر ڈھال لے اس طرح کہ وہ اللہ پاک کی صفات سے متعلق نہ ہو تو حرج نہیں۔ خطا کی مثال مذکورہ شعر ہے۔ چنانچہ، اگر کوئی خود کو متکلم سمجھے اور اللہ پاک کو مخاطب تو تَتَلَوَّنُ (یعنی رنگ بدلنے) کی نسبت ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف کرنے کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا۔ بعض اوقات ایسی غلطیاں جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے ہوتی ہیں جن میں تحقیق کو کوئی دخل نہیں ہوتا اور بعض اوقات اس میں تحقیق کو بھی دخل ہوتا ہے، مثلاً کوئی شخص شعر مذکور میں "تَتَلَوَّنُ" سے اپنے قلبی احوال کی تبدیلی یا تمام عالَم کے احوال کا تغیر اللہ پاک کی طرف سے سمجھے، تو یہ عقیدہ بالکل صحیح اور واقع کے مطابق ہے کیونکہ اللہ پاک کبھی انسان کا دل کشادہ فرما دیتا ہے، کبھی تنگ کر دیتا ہے، کبھی اسے روشن کر دیتا ہے اور کبھی تاریک، کبھی سخت کر دیتا ہے اور کبھی نرم، کبھی اس کے دل کو اپنی طاعت پر ثابت اور مستحکم کر دیتا ہے اور کبھی اس پر شیطان کو مُسَلَّط کر دیتا ہے تاکہ وہ اسے حق کے راستے سے بہکائے اور یہ سب اللہ پاک کی طرف سے ہوتا ہے، تو جس شخص سے مختلف اوقات میں مختلِف افعال اور احوال صادر ہوتے ہیں اس کے بارے میں عموماً کہا جاتا ہے کہ یہ غیر مستقل مزاج اور رنگ بدلنے والا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ شاعر نے "تَتَلَوَّنُ" سے اپنا محبوب ہی مراد لیا ہو کہ کبھی قبول کرتا ہے، کبھی رد، کبھی قریب کرتا ہے اور کبھی دور اور یہی معنی درست ہے لیکن سماع میں ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق یہ معنی لینا خالص کفر ہے بلکہ اللہ پاک کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ وہ لوگوں کو تبدیل کرتا ہے خود نہیں بدلتا یعنی وہ خود متغیر نہیں بلکہ لوگوں میں تغیر اسی کی طرف سے ہے۔ مرید کو یہ علم تقلید سے حاصل ہو جاتا ہے جبکہ عارف باللہ اور صاحبِ بصیرت کو کشفِ حقیقی سے۔ یہ بات ذاتِ باری تعالیٰ کے اوصافِ عجیبہ میں سے ہے کہ خود متغیر نہیں لیکن لوگوں کو بدل دیتا ہے اور یہ صرف اللہ پاک کے حق میں ہی متصوَّر ہے کیونکہ اس ذات کے علاوہ کوئی بھی تبدیل کرنے والا خود بدلے بغیر اوروں کو تبدیل نہیں کر سکتا۔

وحکی الرقی عن ابن الدراج أنه قال کنت أنا وابن الفوطی مارین علی دجلة بین البصرة والأبلة فإذا بقصر حسن له منظرة وعلیه رجل بین یدیه جاریة تغنی وتقول

كل يوم تتلون..... غير هذا بك أحسن

فإذا شاب حسن تحت المنظرة وبيده ركوة وعليه مرقعة يستمع فقال يا جارية بالله وبحياة مولاك إلا أعدت على هذا البيت فأعادت فكان الشاب يقول هذا والله تلوني مع الحق في حالي فشهق شهقة ومات قال فقلنا قد استقبلنا فرض فوقفنا فقال صاحب القصر للجارية أنت حرة لوجه الله تعالى قال ثم إن أهل البصرة خرجوا وهذا القصر للسبيل قال ثم رمى بثيابه واتزر بإزار وارتدى بآخر ومر على وجهه والناس ينظرون إليه حتى غاب عن أعينهم وهم يبكون فلم يسمع له بعد خبر والمقصود أن هذا الشخص كان مستغرق الوقت بحاله مع الله تعالى ومعرفة عجزه عن الثبوت على حسن الأدب في المعاملة وتأسفه على تقلب قلبه وميله عن سنن الحق فلما قرع سمعه ما يوافق حاله سمعه من الله تعالى كأنه يخاطبه ويقول له

كل يوم تتلون...... غير هذا بك أحسن

ومن كان سماعه من الله تعالى وعلى الله وفيه

فينبغي أن يكون قد أحكم قانون العلم في معرفة الله تعالى ومعرفة صفاته وإلا خطر له من السماع في حق الله تعالى ما يستحيل عليه ويكفر به

ففي سماع المريد المبتدئ خطر إلا إذا لم ينزل ما يسمع إلا على حاله من حيث لا يتعلق بوصف الله تعالى

ومثال الخطأ فيه هذا البيت بعينه فلو سمعه في نفسه وهو يخاطب به ربه عزوجل فيضيف التلون إلى الله تعالى فيكفر وهذا قد يقع عن جهل محض مطلق غير ممزوج بتحقيق وقد يكون عن جهل ساقه إليه نوع من التحقيق وهو أن يرى تقلب أحوال قلبه بل تقلب أحوال سائر العالم من الله وهو حق فإنه تارة يبسط قلبه وتارة يقبضه وتارة ينوره وتارة يظلمه وتارة يقسيه وتارة يلينه وتارة يثبته على طاعته ويقويه عليها وتارة يسلط الشيطان عليه ليصرفه عن سنن الحق وهذا كله من الله تعالى

ومن يصدر منه أحوال مختلفة في أوقات متقاربة فقد يقال له في العادة إنه ذو بداوات وإنه متلون

ولعل الشاعر لم يرد به إلا نسبة محبوبة إلى التلون في قبوله ورده وتقريبه وإبعاده وهذا هو المعنى

فسماع هذا كذلك في حق الله تعالى كفر محض بل ينبغي أن يعلم أنه سبحانه وتعالى يلون ولا يتلون ويغير ولا يتغير بخلاف عباده

وذلك العلم يحصل للمريد باعتقاد تقليدي إيماني

ويحصل للعارف البصير بيقين كشفي حقيقي

وذلك من أعاجيب أوصاف الربوبية وهو المغير من غير تغير ولا يتصور ذلك إلا في حق الله تعالى بل كل مغير سواه فلا يغير ما لم يتغير(1)

حکایت نمبر:51

ایک شعر اور دو مفہوم

حضرت سیّدُنا عُتْبَۃُ الْغُلَام رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے کسی کو یہ کہتے سنا:

سُبْحَانَ جَبَّارُ السَّمَا　　　　اِنَّ الْمُحِبَّ لَفِیْ عَنَا

ترجمہ: اللہ کی ذات پاک ہے اور تکلیف میں عاشق مبتلا ہوتا ہے۔

تو فرمایا: صَدَقْتَ یعنی تُو نے سچ کہا۔ یہی شعر کسی اور نے سنا تو کہا: کَذِبْتَ یعنی تُو نے جھوٹ بولا۔ کسی صاحبِ بصیرت کو جب یہ دونوں قول معلوم ہوئے تو انہوں نے فرمایا: اَصَابَا جَمِیْعًا یعنی دونوں کی بات درست ہے۔ "یہی بات حق ہے کیونکہ "صَدَقْتَ" سے اس عاشق کے کلام کی طرف اشارہ ہے جسے ابھی حصولِ مراد میں کامیابی نہیں ملی اور وہ اعراض اور ہجر و فِراق کی آگ میں جل رہا ہے اور "کَذِبْتَ" سے اس محب کے کلام کی طرف اشارہ ہے جسے محبوب سے انسیت ہے اور شدتِ محبت کی وجہ سے وہ محبوب کی

1 ...احیاء علوم الدین، 2/288

طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر بھی لذت محسوس کرتا ہے اور درد و تکلیف کا اثر قبول نہیں کرتا یا اس سے اُس محب کے کلام کی طرف اشارہ ہے جو فی الحال اپنی مراد کے حصول میں روکا نہیں گیا اور نہ ہی آئندہ روکے جانے کا خطرہ محسوس کرتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے دل پر امید اور حسنِ ظن کا غلبہ ہے۔ معلوم ہوا کہ احوال کے اختلاف کی وجہ سے فہم (سمجھنے) میں بھی تفاوُت ہوتا ہے۔

کما حکی عن عتبة الغلام أنه سمع رجلا یقول

سبحان جبار السما ......إن المحب لفی عنا

فقال صدقت و سمعه رجل آخر فقال کذبت

فقال بعض ذوی البصائر أصابا جمیعا وهو الحق فالتصدیق کلام محب غیر ممکن من المراد بل مصدود متعب بالصد والهجر

والتکذیب کلام مستأنس بالحب مستلذ لما یقاسیه بسبب فرط حبه غیر متأثر به أو کلام محب غیر مصدود عن مراده فی الحال ولا مستشعر بخطر الصد فی المآل وذلك لاستیلاء الرجاء وحسن الظن علی قلبه فباختلاف هذه الأحوال یختلف الفهم (1)

حکایت نمبر:52

پیاسا پانی میں کھڑا ہے لیکن سیراب نہیں ہوتا

حضرت سیِّدُنا ابو القاسم بن مروان رحمة الله علیه جنہوں نے حضرت سیِّدُنا ابو سعید خَرَّاز رحمة الله علیه کی صحبت پائی اور کئی سال تک سماع چھوڑے رکھا ان کے بارے میں منقول ہے کہ ایک دن دعوت میں حاضر ہوئے تو وہاں ایک شخص کو یہ شعر کہتے سنا:

وَاقِفٌ فِی الْمَاءِ عَطْشَانٍ   وَلَکِنْ لَیْسَ یَسْقِیْ

ترجمہ: پیاسا پانی میں کھڑا ہے لیکن سیراب نہیں ہوتا۔

(1)...احیاء علوم الدین، 2/289

یہ سن کر لوگ کھڑے ہوگئے اور وجد میں آ گئے، جب پر سکون ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا: "تم لوگوں نے اس شعر کا کیا معنی سمجھا ہے؟ تو انہوں نے جواباً اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ احوالِ شریفہ کا اشتیاق ہے اور اسباب ہونے کے باوجود اس سے محرومی ہے۔ اُن کے اس جواب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اطمینان نہ ہوا تو لوگوں نے پوچھا: " آپ کے نزدیک اس کا معنی کیا ہے؟ فرمایا: "اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ احوال کے وسط میں ہو اور کرامات سے نوازا جائے لیکن حقیقت میں اسے کچھ بھی عطا نہ کیا جائے۔" آپ کے جواب میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حقیقت ،احوال اور کرامات کے بعد ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ، پہلے احوال ہوتے ہیں پھر کرامات اس کے بعد حقیقت تک پہنچا جاتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابو القاسم بن مروان رحمۃ اللہ علیہ نے اور جو معنی لوگوں نے سمجھا ان میں فرق صرف اس قدر ہے کہ حاضرین نے احوال شریفہ کی محرومی کو عطشان (پیاسے ہونے) سے تعبیر کیا جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احوال اور کرامات ہونے کے باجود حقیقت تک نہ پہنچنے کو عطشان سے تعبیر کیا۔ معلوم ہوا کہ باعتبار مفہوم دونوں معنوں میں تفاوت نہیں بلکہ دو مرتبوں کے درمیان تفاوت ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ اس شعر پر بہت زیادہ وجد کیا کرتے تھے:

وِدَادُكُمْ هَجْرٌ وَّ حُبُّكُمْ قِلٰى　　　وَ وَصْلُكُمْ صَرْمٌ وَّ سِلْمُكُمْ حَرْبٌ

ترجمہ: تیری دوستی فراق ہے اور تیری محبت عداوت، تیرا وصال قطع تعلقی ہے اور تیری صلح لڑائی۔

اس شعر کے کئی مفہوم ہوسکتے ہیں جن میں سے بعض درست اور بعض غلط ہیں اور ان میں سب سے ظاہر تر یہ ہے کہ اس شعر کو اللہ پاک کے علاوہ مخلوق بلکہ دنیا کے متعلق سمجھا جائے کیونکہ دنیا مکار، دھوکے باز اور اپنے چاہنے والوں کی قاتل، باطن میں ان کی دشمن اور بظاہر دوست ہے، کوئی گھر بھی دنیاوی خوشیوں اور نعمتوں سے ایسا بھرا ہوا نہیں ہے جس میں بالآخر آہ وبکا نہ ہو۔[1]

---

1 ...الزھد لابن المبارک، ص89، حدیث:263

جیسا کہ حضرت سیّدُنا عبد الملک بن محمد ثَعلبی رحمۃ اللہ علیہ دنیا کے بارے میں فرماتے ہیں:

تَنَحَّ عَنِ الدُّنْيَا فَلَا تَخْطُبَنَّهَا............وَلَا تَخْطُبَنَّ قَتَّالَةً مَّنْ تُنَاكِحُ

فَلَيْسَ يَفِيْ مَرْجُوُّهَا بِمَخُوْفِهَا............وَمَكْرُوْهُهَا اِمَّا تَاَمَّلْتَ رَاجِحُ

لَقَدْ قَالَ فِيْهَا الْوَاصِفُوْنَ فَاَكْثَرُوْا......وَعِنْدِيْ لَهَا وَصْفٌ لَّعَمْرِيْ صَالِحُ

سُلَافٌ قُصَارَاهَا زُعَافٌ وَّ مَرْكَبٌ......شَهِيٌّ اِذَا اسْتَلْذَذْتَهٗ فَهُوَ جَامِحُ

وَ شَخْصٌ جَمِيْلٌ يُّؤْثِرُ النَّاسَ حُسْنُهٗ......وَلٰكِنْ لَّهٗ اَسْرَارُ سُوْءٍ قَبَائِحُ

ترجمہ: تو دنیا سے بھاگ اور اسے نکاح کا پیغام نہ دے اور ایسی کو نکاح کا پیغام نہ بھیج جو شوہر کی قاتل ہو، اس کی امیدیں، خوف اور سختیوں کے مقابلے میں کم ہیں۔ پس اگر تم غور کرو گے تو اسی بات کو ترجیح دو گے، لوگوں نے اس کے بارے میں بہت کچھ کہا ہے، لیکن میرے نزدیک اس کا وصفِ تام یہ ہے کہ یہ ایک شراب ہے جس کی انتہا ہلاکت و موت ہے یا ایک پسندیدہ سواری ہے، جب اسے کوئی قابو کرنا چاہتا ہے تو بے لگام ہو جاتی ہے یا ایسے حسین و جمیل شخص کی طرح ہے جس کا حسن لوگوں کو متاثر کرتا ہے لیکن اس کا باطن خباثت سے بھرپور ہے۔

مذکورہ شعر کا دوسرا معنی یہ ہے کہ اسے حقوقُ اللہ کے معاملے میں اپنے نفس پر محمول کرے کہ اللہ پاک کے حقوق کے سلسلے میں نفس کا وہی حال ہے جو اہلِ دنیا کے حق میں دنیا کا ہے کیونکہ اگر وہ غور کرے گا تو اسے اپنی معرفت جہالت معلوم ہو گی۔ چنانچہ، اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ (1)

ترجمۂ کنز الایمان: اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا۔

اپنی طاعت ریا خیال ہو گی کیونکہ وہ اللہ پاک سے ایسا نہیں ڈرتا جیسا ڈرنے کا حق ہے اور اپنی محبت کمزور معلوم ہو گی کیونکہ وہ اللہ پاک کی محبت میں اپنی کسی خواہش کو نہیں چھوڑتا اور اللہ پاک جس کے ساتھ بھلائی

(1)...پ24، الزمر: 67

کا ارادہ فرماتا ہے اس پر اس کے نفس کے عیوب کو ظاہر فرمادیتا ہے۔ چنانچہ، وہ مذکورہ شعر کو اپنے نفس کا مصداق پاتا ہے اگرچہ غافلوں کے مقابلے میں وہ بلند مرتبہ ہی ہو اسی لئے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَااُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ یعنی میں تیری ثنا شمار نہیں کر سکتا تو ایسا ہی ہے جیسے تُو نے اپنی ثنا خود بیان فرمائی۔

شعر کا تیسرا معنی یہ ہے کہ سالک اپنے احوال کے مبادی کو دیکھے اور ان پر راضی ہو پھر ان کے انجام کو دیکھے تو ان میں خفیہ دھوکے پر مطلع ہونے کی وجہ سے ان احوال کو حقیر جانے اور انہیں اللہ پاک کی طرف سے سمجھ کر یہ شعر سنے تو اسے قضاو قدر کی شکایت پر محمول کرے اور یہ کفر ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ معلوم ہوا کہ ہر شعر کو کئی معانی پر محمول کیا جاسکتا ہے اور یہ بات سننے والے کے وفورِ علم اور دل کی صفائی کی صورت میں ممکن ہے۔

وحکی عن أبي القاسم بن مروان وکان قد صحب أبا سعيد الخراز رحمه الله وترك حضور السماع سنين كثيرة فحضر دعوة وفيها إنسان يقول

واقف في الماء عطشان...... ولكن ليس يسقى

فقام القوم وتواجدوا فلما سكنوا سألهم عن معنى ما وقع لهم من معنى البيت فأشاروا إلى التعطش إلى الأحوال الشريفة والحرمان منها مع حضور أسبابها فلم يقنعه ذلك فقالوا له فماذا عندك فيه فقال أن يكون في وسط الأحوال ويكرم بالكرامات ولا يعطى منها ذرة

وهذه إشارة إلى إثبات حقيقة وراء الأحوال والكرامات والأحوال سوابقها والكرامات تسنح في مباديها والحقيقة بعد لم يقع الوصول إليها

ولا فرق بين المعنى الذي فهمه وبين ما ذكروه إلا في تفاوت رتبة المتعطش إليه فإن المحروم عن الأحوال الشريفة أولا يتعطش إليها فإن مكن منها تعطش إلى ما وراءها فليس بين المعنيين اختلاف في الفهم بل الاختلاف بين الرتبتين

وكان الشبلي رحمه الله كثيرا ما يتواجد على هذا البيت

وداد كم هجر وحبكم قلى ...... ووصلكم صرم وسلمكم حرب

وهذا البيت يمكن سماعه على وجوه مختلفة وبعضها حق وبعضها باطل وأظهرها أن يفهم هذا في الخلق بل في الدنيا بأسرها بل في كل ما سوى الله تعالى

فإن الدنيا مكارة خداعة قتالة لأربابها معادية لهم في الباطن ومظهرة صورة الود فما امتلأت منها دار حبرة إلا امتلأت عبرة

كما ورد في الخبر وكما قال الثعلبي في وصف الدنيا

تنح عن الدنيا فلا تخطبنها ...... ولا تخطبن قتالة من تناكح

فليس يفي مرجوها بمخوفها ...... ومكروهها أما تأملت راجح

لقد قال فيها الواصفون فأكثروا ...... وعندي لها وصف لعمري صالح

سلاف قصاراها زعاف ومركب ...... شهي إذا استلذلته فهو جامح

وشخص جميل يؤثر الناس حسنه ...... ولكن له أسرار سوء قبائح

والمعنى الثاني أن ينزله على نفسه في حق الله تعالى فإنه إذا تفكر فمعرفته جهل إذ ما قدروا الله حق قدره وطاعته رياء إذ لا يتقي الله حق تقاته وحبه معلول إذ لا يدع شهوة من شهواته في حبه

ومن أراد الله به خيرا بصره بعيوب نفسه فيرى مصداق هذا البيت في نفسه وإن كان على المرتبة بالإضافة إلى الغافلين ولذلك قال صلى الله عليه وسلم لا أحصي ثناء عليك أنت كما أثنيت على نفسك

والمعنى الثالث أن ينظر في مبادئ أحواله فيرتضيها ثم ينظر في عوافيها فيزدريها لإطلاعه على خفايا الغرور فيها فيرى ذلك من الله تعالى فيستمع البيت في حق الله تعالى شكاية من القضاء والقدر وهذا كفر كما سبق بيانه وما من بيت إلا ويمكن تنزيله على معان وذلك بقدر غزارة علم المستمع وصفاء قلبه[1]

---

[1] ...احیاء علوم الدین، 2/290

حکایت نمبر:53

بے خودی کی کیفیت

حضرت سیّدُنا ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ ایک مجلس میں حاضر ہوئے اور یہ شعر سنا:

مَازِلْتُ اَنْزِلُ مِنْ وِدَادِكَ مَنْزِلًا   تَتَحَيَّرُ الْاَلْبَابُ عِنْدَ نُزُوْلِهِ

ترجمہ: میں تیری محبت میں ہمیشہ ایسی جگہ پہنچتا ہوں جہاں اترتے وقت عقلیں حیران رہ جاتی ہیں۔

تو سنتے ہی کھڑے ہو کر وجد کرنے لگے اور جدھر منہ آیا اُدھر چل پڑے، اچانک ایک بانس کے کھیت کی طرف آنکلے جہاں بانس کاٹے گئے تھے اور ان کی جڑیں باقی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صبح تک اس میں گھومتے رہے اور اس شعر کا تکرار کرتے رہے، پاؤں زخمی ہو گئے اور ان سے خون جاری ہو گیا حتی کہ پاؤں، پنڈلیوں تک سوج گئے، اس واقعہ کے چند روز بعد اس دنیا سے چل بسے۔

كما روى عن أبي الحسن النوري أنه حضر مجلسا فسمع هذا البيت

ما زلت أنزل من ودادك منزلا ... تتحير الألباب عند نزوله

فقام وتواجد وهام على وجهه

فوقع في أجمة قصب قد قطع وبقيت أصوله مثل السيوف فصار يعدو فيها ويعيد البيت إلى الغداة والدم يخرج من رجليه حتى ورمت قدماه وساقاه وعاش بعد ذلك أياما ومات رحمه الله[1]

حکایت نمبر:54

سیّدُنا محمد بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ

حضرت سیّدُنا محمد بن مسروق بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”میں جوانی کے ایام میں ایک رات نشہ کی حالت میں یہ شعر گنگناتے ہوئے نکلا:

---

1 ...احیاء علوم الدین، 2/291

بِطُوْرِ سَیْنَاءَ کَرْمٌ مَا مَرَرْتُ بِہٖ　　　اِلَّا تَعَجَّبْتُ مِمَّنْ یَّشْرَبُ الْمَآءَ

ترجمہ: جب میں طورِ سینا کے باغ سے گزرتا ہوں تو پانی پینے والوں پر تعجب کرتا ہوں۔

اچانک میں نے کسی ہاتفِ غیبی کو یہ کہتے سنا:

وَفِیْ جَھَنَّمَ مَآءٌ مَّا تَجَرَّعَہٗ　　　خَلْقٌ فَاَبْقٰی لَہٗ فِی الْجَوْفِ اَمْعَآءَ

ترجمہ: جہنم میں ایسا پانی ہے کہ مخلوق ایک گھونٹ بھی نہیں پیئے گی مگر اس کی آنتیں گل جائیں گی۔

یہی بات میری توبہ اور عِلم وعِبادت میں مشغولیت کا سبب بنی۔"

وذلك كما روی عن محمد بن مسروق البغدادی أنه قال خرجت ليلة فی أيام جهالتی وأنا نشوان وكنت أغنی هذا البيت

بطور سيناء كرم ما مررت به.....إلا تعجبت ممن يشرب الماء

فسمعت قائلا يقول

وفی جهنم ماء ما تجرعه...... خلق فأبقى له فی الجوف أمعاء

قال فكان ذلك سبب توبتی واشتغالی بالعلم والعبادة

حکایت نمبر:55

کھانا نہ کھایا

حضرت سیِّدُنا مسلم عَبّادانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ "ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا صالح مری، حضرت سیِّدُنا عتبۃ الغلام، حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید اور حضرت سیِّدُنا مسلم اُسواری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ہمارے ہاں کے ساحل پر اترے۔ ایک رات میں نے ان کے لئے کھانے کا اہتمام کیا اور انہیں کھانے کی دعوت دی تو وہ سب حضرات تشریف لے آئے، جب کھانا ان کے سامنے رکھا گیا تو اچانک کسی ہاتف غیبی کو یہ شعر کہتے سنا گیا:

وَتُلْھِیْکَ عَنْ دَارِ الْخُلُوْدِ مَطَاعِمٌ　　　وَّلَذَّۃُ نَفْسٍ غَیَّھَا غَیْرُ نَافِعٍ

ترجمہ: کھانوں نے تمہیں ابدی گھر سے غافل کر دیا اور لذتِ نفس بالآخر کچھ کام نہیں آئے گی۔

یہ سن کر حضرت سیِّدُنا عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ علیہ نے ایک زور دار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے اور باقی لوگ بھی رونے لگے۔ چنانچہ، کھانا اٹھا لیا گیا اور بخدا! انہوں نے اس میں سے ایک لقمہ بھی نہ کھایا۔"

جس طرح قلب کی صفائی کے وقت ہاتف غیبی کو سنا جاتا ہے اسی طرح ظاہری آنکھوں سے غیب کا مشاہدہ بھی کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام اہلِ دل حضرات کے پاس مختلف شکلوں میں آتے ہیں، یوں ہی فرشتے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے پاس آتے ہیں یا تو اپنی اصل شکل میں یا ایسی صورت میں جو ان کی اصل شکل سے کچھ مشابہت رکھتی ہے۔

رسولِ اَکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کو دو بار ان کی اصلی صورت میں دیکھا۔ ایک مرتبہ جب آپ نے دیکھا تو اس کے متعلق خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "انہوں نے اُفق کو گھیرا ہوا تھا۔" اللہ پاک کے اس ارشاد:

عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰىۙ(۵) ذُوْ مِرَّةٍؕ فَاسْتَوٰىۙ(۶) وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰىؕ(۷) [1]

ترجمۂ کنز الایمان: انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمانِ بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔

کا یہی مطلب ہے۔

یوں ہی تصفیۂ قلب کی صورت میں انسان دلوں کے حال بھی جان لیتا ہے، اسے فراست سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ مصطفٰے جانِ رحمت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللہ یعنی مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ پاک کے نور سے دیکھتا ہے۔

و روی عن مسلم العبادانی أنه قال قدم علینا صالح المری وعتبة الغلام وعبد الواحد بن زید

1 ...پ27، النجم: 5 تا 7

ومسلم الأسواری فنزلوا علی الساحل قال فهيأت لهم ذات ليلة طعاما فدعوتهم إليه فجاؤا فلما وضعت الطعام بين أيديهم إذا بقائل يقول رافعا صوته هذا البيت

وتلهيك عن دار الخلود مطاعم ...... ولذة نفس غيها غير نافع

قال فصاح عتبة الغلام صيحة وخر مغشيا عليه وبكى القوم فرفعت الطعام وما ذاقوا والله منه لقمة وكما يسمع صوت الهاتف عند صفاء القلب فيشاهد أيضا بالبصر صورة الخضر عليه السلام فإنه يتمثل لأرباب القلوب بصور مختلفة

وفي مثل هذه الحالة تتمثل الملائكة للأنبياء عليهم السلام إما على حقيقة صورتها وإما على مثال يحاكي صورتها بعض المحاكاة

وقد رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم جبريل عليه السلام مرتين في صورته وأخبر عنه بأنه سد الأفق

وهو المراد بقوله تعالى {علمه شديد القوى ذو مرة فاستوى وهو بالأفق الأعلى} إلى آخر هذه الآيات

وفي مثل هذه الأحوال من الصفاء يقع الإطلاع على ضمائر القلوب وقد يعبر عن ذلك الإطلاع بالتفرس

ولذلك قال صلى الله عليه وسلم اتقوا فراسة المؤمن فإنه ينظر بنور الله [1]

حکایت نمبر:56

فراستِ مومن

ایک مجوسی نے مسلمانوں کے پاس آکر پوچھا: ”اس فرمانِ نبی: اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ الله کا کیا مطلب ہے؟“ مسلمانوں نے اسے سمجھایا مگر وہ مطمئن نہ ہوا حتی کہ وہ کسی صاحبِ نظر صوفی کے پاس

[1] ...احیاء علوم الدین، 2/293

پہنچا اور اس سے اس حدیث کا معنی دریافت کیا۔ صوفی نے فرمایا: ''اس کا معنی یہ ہے کہ جو زُنّار تیرے کپڑوں کے نیچے کمر پر بندھا ہوا ہے اسے توڑ دے۔'' مجوسی بولا: ''آپ نے سچ فرمایا یہی حدیث کا مطلب ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر کہنے لگا: ''اب مجھے پتا چلا کہ آپ مؤمن ہیں اور آپ حق پر ہے۔

وقد حکی أن رجلا من المجوس کان یدو رعلی المسلمین ویقول ما معنی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا فراسة المؤمن فکان یذ کرلہ تفسیرہ فلا یقنعه ذلك حتی انتھی إلی بعض المشایخ من الصوفیة فسألہ فقال لہ معناہ أن تقطع الزنار الذی علی وسطك تحت ثوبك

فقال صدقت ھذا معناہ وأسلم وقال الآن عرفت أنك مؤمن وأن إیمانك حق[1]

حکایت نمبر:57

سیِّدُنا ابراہیم خَوَّاص رحمۃ اللہ علیہ کی فراست

حضرت سیِّدُنا شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ صوفیا کی ایک جماعت کے ساتھ بغداد کی جامع مسجد میں بیٹھے تھے کہ خوشبو میں بسا ایک خوب صورت نوجوان آیا تو آپ نے ساتھیوں سے فرمایا: ''مجھے یہ یہودی لگتا ہے۔'' آپ کی اس بات پر سب نے برا منایا تو آپ وہاں سے چلے گئے اور نوجوان بھی چلا گیا، کچھ دیر بعد وہ نوجوان واپس آیا اور اس نے آتے ہی دریافت کیا: ''شیخ نے میرے بارے میں کیا کہا تھا؟'' لوگوں نے بتانے میں شرم محسوس کی لیکن جب نوجوان نے اصرار کیا تو انہوں نے بتایا کہ ''شیخ نے فرمایا تھا کہ تم یہودی ہو۔'' یہ سن کر وہ نوجوان حضرت سیِّدُنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور آپ کے ہاتھوں اور سر کو بوسہ دیا اور مسلمان ہو گیا اور یہ کہنے لگا: ''ہم اپنی کتابوں میں یہ بات لکھی پاتے ہیں کہ صدیق کی فراست خطا نہیں کرتی، لہٰذا میں نے دل میں یہ کہا کہ مسلمانوں کا امتحان لینا چاہئے۔ چنانچہ، یہ سوچ کر میں نے مسلمانوں میں غور کیا تو دل نے کہا: اگر ان میں کوئی صدیق ہو گا تو وہ

1 ...احیاء علوم الدین، 2/294

گروہِ صوفیا میں سے ہو گا کیونکہ یہ لوگ اللہ پاک کا ذکر کرتے اور اس کا کلام پڑھتے ہیں اس لئے میں بھیس بدل کر ان صوفیا کے پاس آیا لیکن جب شیخ فراست سے میرے حال پر مطلع ہو گئے تو میں نے جان لیا کہ یہ صدیق ہیں۔" مسلمان ہونے کے بعد اس نوجوان نے صوفیائے کرام کی صحبت اختیار کرلی اوراس کا شمار بڑے صوفیا میں ہونے لگا۔

اسی کشف کے متعلق حضور نبیِّ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اشارہ فرمایا: "اگر شیاطین بنو آدم کے دلوں کے ارد گرد نہ گھومتے تو وہ آسمانی ملکوت کا مشاہدہ کر لیتے۔"[1] شیاطین دلوں کے گرد اسی وقت گھومتے ہیں جب وہ مذموم صفات سے پُر ہوں کیونکہ ایسے ہی دل شیاطین کی چراگاہ ہیں اور جس نے اپنے دل کو ان مذموم صفات سے خالی اور صاف کر لیا تو شیطان اس کے دل کے گرد نہیں گھومتا۔ یہ فرمان باری تعالیٰ:

اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿۴۰﴾[2]

ترجمۂ کنزالایمان: مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

اسی جانب اشارہ کرتا ہے۔ اللہ پاک کا فرمان ہے:

اِنَّ عِبَادِیۡ لَيۡسَ لَكَ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ[3]

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں۔

وكما حكى عن إبراهيم الخواص قال كنت ببغداد فى جماعة من الفقراء فى الجامع فأقبل شاب طيب الرائحة حسن الوجه فقلت لأصحابى يقع لى أنه يهودى فكلهم كرهوا ذلك فخرجت وخرج الشاب ثم رجع إليهم وقال أى شىء قال الشيخ فىّ؟ فاحتشموه فألح عليهم فقالوا له قال: إنك يهودى قال فجاءنى وأكب على يدى وقبل رأسى وأسلم وقال نجد فى كتبنا أن الصديق لا تخطئ فراسته فقلت امتحن المسلمين

---

1 ...مسند احمد، 3/269، حدیث:8648

2 ...پ14، الحجر:40

3 ...پ14، الحجر:42

فتأملتهم فقلت إن كان فيهم صديق ففي هذه الطائفة لأنهم يقولون حديثه سبحانه ويقرءون كلامه فلبست عليكم فلما اطلع على الشيخ وتفرس في علمت أنه صديق قال وصار الشاب من كبار الصوفية

وإلى مثل هذا الكشف الاشارة بقوله عليه السلام لولا أن الشياطين يحومون على قلوب بني آدم لنظروا إلى ملكوت السماء

وإنما تحوم الشياطين على القلوب إذا كانت مشحونة بالصفات المذمومة فإنها مرعى الشيطان وجنده

ومن خلص قلبه من تلك الصفات وصفاه لم يطف الشيطان حول قلبه

وإليه الإشارة بقوله تعالى:{إلا عبادك منهم المخلصين} وبقوله تعالى :{إن عبادي ليس لك عليهم سلطان}[1]

حکایت نمبر:58

سیِّدُنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا وجد

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں داخل ہوئے تو صوفیا کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، ان کے ساتھ ایک قوّال بھی تھا۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سماع کی اجازت چاہی، آپ نے اجازت عطا فرمادی۔ قوال نے جب یہ اشعار پڑھے:

صَغِيْرُ هَوَاكَ عَذَّبَنِيْ   فَكَيْفَ بِهٖ اِذَا احْتَنَكَا

وَ اَنْتَ جَمَعْتَ فِيْ قَلْبِيْ   هَوًى قَدْ كَانَ مُشْتَرَكَا

اَمَّا تَرْثِيْ لِمُكْتَئِبٍ   اِذَا ضَحِكَ الْخَلِيُّ بَكَا

ترجمہ: تیری تھوڑی سی محبت نے ہی مجھے تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے جب یہ زیادہ ہو گی تو کیا حال ہو گا؟ تو نے اس محبت کو تنہا میرے دل میں جمع کر دیا ہے جو ہم دونوں میں مشترک تھی، تجھے اس غمگین پر ترس نہ آیا

[1] ...احیاء علوم الدین، 2/294

کہ جب کوئی بے فکر ہنستا ہے تو وہ رو دیتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اسے سن کر کھڑے ہو گئے اور وجد میں آ گئے اور شدتِ وجد کی وجہ سے بے ہوش ہو کر چہرے کے بل گر پڑے، پھر ایک اور شخص وجد کے لئے کھڑا ہوا تو حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو۔ تو وہ شخص بیٹھ گیا۔ ایسا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس لئے فرمایا کہ آپ اس کے قلبی حال پر مطلع تھے کہ یہ مصنوعی اور بناوٹی وجد کرتا ہے اس لئے اسے بتا دیا کہ اگر غَیْرُ اللہ کے لئے اٹھو گے تو تمہارا فریق وہ (یعنی اللہ پاک) بنے گا جو تمہیں کھڑا ہوتے وقت دیکھتا ہے، پس اگر وہ شخص اپنے وجد میں سچا ہوتا تو نہ بیٹھتا۔

وعلی هذا یدل ما روی أن ذا النون المصری رحمه الله دخل بغداد فاجتمع إلیه قوم من الصوفیة ومعهم قوال فاستأذنوه فی أن یقول لهم شیئا

فأذن لهم فی ذلك فأنشأ یقول

صغیر هواك عذبنی... فکیف به إذا احتنكا... وأنت جمعت فی قلبی

هوی قد كان مشتركا... أما ترثی لمكتئب... إذا ضحك الخلی بكی

فقام ذو النون وسقط علی وجهه ثم قام رجل آخر فقال ذو النون الذی یراك حین تقوم

فجلس ذلك الرجل وكان ذلك إطلاعا من ذی النون علی قلبه

أنه متكلف متواجد فعرفه أن الذی یراه حین یقوم هو الخصم فی قیامه لغیر الله تعالی ولو كان الرجل صادقا لما جلس[1]

حکایت نمبر:59

دو شعروں نے مجھ پر قیامت برپا کر دی

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو الحسن درّاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں بغداد سے حضرت سیِّدُنا یوسف

1 ...احیاء علوم الدین، 294/2

بن حسین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت اور سلام کرنے کے ارادے سے نکلا جب میں خُراسان کے شہر "رے" میں داخل ہوا تو لوگوں سے ان کے گھر کے بارے میں پوچھنے لگا، میں جس سے بھی ان کے بارے میں پوچھتا وہ یہی جواب دیتا: "تمہیں اس زندیق سے کیا کام ہے؟" چنانچہ، انہوں نے میرا دل تنگ کر دیا حتی کہ میں نے واپسی کا ارادہ کر لیا، پھر میں نے دل میں سوچا: جب اتنا سفر طے کر کے آیا ہوں کم از کم انہیں دیکھ تو لوں، لہٰذا میں ان کے بارے میں مسلسل پوچھتا رہا آخر کار میں ان کی مسجد میں پہنچ گیا وہ مسجد کے محراب میں بیٹھے تھے ایک شخص ان کے سامنے بیٹھا تھا اور آپ قرآن پاک ہاتھ میں لئے تلاوت کر رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ شیخ نورانی چہرے اور خوبصورت داڑھی والے بزرگ ہیں۔ میں نے سلام کیا تو وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: "کہاں سے آئے ہو؟" میں نے جواب دیا: "بغداد سے آیا ہوں۔" پھر پوچھا: "تم کس مقصد کے لیے آئے ہو؟" میں نے کہا: "آپ کو سلام کرنے کے ارادے سے آیا ہوں۔" فرمایا: "جن شہروں سے تم گزر کر آئے ہو اگر ان میں کا کوئی آدمی تمہیں یہ پیش کش کرتا کہ تم ہمارے پاس رک جاؤ ہم تمہیں گھر یا لونڈی خرید کر دے دیتے، تو کیا یہ چیز تمہیں آنے سے باز رکھتی؟" میں نے عرض کی: "اللہ پاک نے مجھے اس آزمائش میں مبتلا نہیں کیا، اگر اس آزمائش میں ڈالتا تو مجھے معلوم نہیں کہ میں کیا کرتا؟" پھر انہوں نے مجھ سے فرمایا: "تم کچھ کہنا پسند کرو گے؟" میں نے کہا: "ہاں!" فرمایا: "بیان کرو۔" چنانچہ، میں نے یہ اشعار پڑھے:

رَاَیْتُكَ تَبْنِیْ دَائِمًا فِیْ قَطِیْعَتِیْ   وَ لَوْ کُنْتَ ذَا حَزْمٍ لَهَدَّمْتَ مَا تَبْنِی

كَاَنِّیْ بِكُمْ وَ اللَّیْتُ اَفْضَلُ قَوْلُكُمْ   اَلَا لَیْتَنَا کُنَّا اِذَا اللَّیْتُ لَا یُغْنِی

ترجمہ: (۱)... میں تجھے ہمیشہ اپنی زمین پر عمارت بناتے دیکھتا ہوں، تو اگر عقل مند ہوتا تو اپنی بنائی ہوئی عمارت گرا دیتا۔

(۲)... گویا میں تمہارے سامنے ہوں اور تمہاری سب سے بہتر بات تمنا کرنا ہے کہ "سنو! کاش ہم ایسے

ہوتے" حالانکہ اب تمنا کرنا کچھ فائدہ نہ دے گی۔

تو انہوں نے قرآنِ پاک بند کر دیا اور مسلسل روتے رہے حتی کہ ان کی داڑھی اور کپڑے آنسوؤں سے تر ہو گئے، اتنا زیادہ رونے کی وجہ سے مجھے ان پر ترس آنے لگا، پھر انہوں نے فرمایا: "اے میرے بیٹے! "رے" کے لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یوسف زندیق ہے اور میرا نمازِ فجر سے یہ حال ہے کہ قرآنِ پاک پڑھ رہا ہوں لیکن میری آنکھوں سے ایک قطرہ تک نہیں نکلا جب کہ ان دو شعروں نے مجھ پر قیامت برپا کر دی ہے۔"

وقد حكى عن أبى الحسن الدراج أنه قال قصدت يوسف بن الحسين الرازى من بغداد للزيارة والسلام عليه فلما دخلت الرى كنت أسأل عنه فكل من سألته عنه قال

أيش تعمل بذلك الزنديق فضيقوا صدرى حتى عزمت على الانصراف

ثم قلت فى نفسى قد جبت هذا الطريق كله فلا أقل من أن أراه

فلم أزل أسأل عنه حتى دخلت عليه فى مسجد وهو قاعد فى المحراب وبين يديه رجل وبيده مصحف وهو يقرأ فإذا هو شيخ بهى حسن الوجه واللحية فسلمت عليه فأقبل على وقال من أين أقبلت فقلت من بغداد فقال وما الذى جاء بك فقلت قصدتك للسلام عليك فقال لو أن فى بعض هذه البلدان قال لك إنسان أقم عندنا حتى نشترى لك دارا أو جارية أكان يقعدك ذلك عن المجىء فقلت ما امتحننى الله بشىء من ذلك ولو امتحننى ما كنت أدرى كيف أكون ثم قال لى أتحسن أن تقول شيئا فقلت نعم فقال هات فأنشأت أقول

رأيتك تبنى دائما فى قطيعتى ......ولو كنت ذا حزم لهدمت ما تبنى

كأنى بكم والليت أفضل قولكم ...... ألا ليتنا كنا إذ الليت لا يغنى

قال فأطبق المصحف ولم يزل يبكى حتى ابتلت لحيته وابتل ثوبه حتى رحمته من كثرة بكائه ثم قال يا بنى تلوم أهل الرى يقولون يوسف زنديق هذا أنا من صلاة الغداة أقرأ فى المصحف لم تقطر من

عینی قطرۃ وقد قامت القیامۃ علی لھذین البیتین[1]

حکایت نمبر:60

ایک نوجوان کا حقیقی وجد

ایک نوجوان سیِّدُنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا کرتا تھا۔ جب بھی وہ کوئی ذکر وغیرہ سنتا تو چیخنا چلانا شروع کر دیتا۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نوجوان سے فرمایا: ”اگر دوبارہ ایسا کیا تو میرے ساتھ نہ رہنا۔“ اس کے بعد وہ اپنے نفس پر کنٹرول کرتا حتیٰ کہ شدتِ ضبط کی وجہ سے اس کے جسم کے ہر بال سے پانی نکلنا شروع ہو جاتا مگر چیختا چلاتا نہ۔ ایک دن اپنے آپ پر انتہائی کنٹرول کی وجہ سے اس کا گلا گھٹنے لگا تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کا دل پھٹ گیا جس سے اس کی جان نکل گئی۔

حکی أن شابا کان یصحب الجنید فکان إذا سمع شیئا من الذکر یزعق فقال له الجنید یوما إن فعلت ذلك مرۃ أخری لم تصحبنی فکان بعد ذلك یضبط نفسه حتی یقطر من کل شعرۃ منه قطرۃ ماء ولا یزعق فحکی أنه اختنق یوما لشدۃ ضبطه لنفسه فشهق شهقۃ فانشق قلبه وتلفت نفسه[2]

حکایت نمبر:61

عید کی نماز سے پہلے خطبہ

مروی ہے کہ مَروان بن حَکَم نے عید کی نماز سے پہلے خطبہ دیا تو ایک شخص نے اس سے کہا: ”عید کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔“ تو مروان نے اس شخص سے کہا: ”اے فلاں! اس طریقہ کو چھوڑ دیا گیا ہے۔“ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے اپنا فرض ادا کر دیا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو اس کو چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے اسے روکے، اگر اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے اسے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ

---

1 ...احیاء علوم الدین، 2/301

2 ...احیاء علوم الدین، 2/302

ہو تو دل میں اسے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔"

كما روى أن مروان بن الحكم خطب قبل صلاة العيد فقال له رجل إنما الخطبة بعد الصلاة فقال له مروان اترك ذلك يا فلان فقال أبو سعيد أما هذا فقد قضى ما عليه قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم من رأى منكم منكرا فلينكره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان[1]

حکایت نمبر:62

100 اونٹوں کا نذرانہ

منقول ہے کہ جب خلیفہ مہدی مکہ مکرمہ میں آیا تو کچھ عرصہ وہاں ٹھہرا رہا، جب اس نے طواف شروع کیا تو لوگوں کو بیت اللہ شریف سے ہٹا دیا گیا تو حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ نے چھلانگ لگائی اور اس کی چادر کو اس کے گلے میں ڈال کر کھینچا اور فرمایا: یہ تو کیا کر رہا ہے؟ کس نے تجھے بیت اللہ شریف کا اُن لوگوں سے زیادہ حق دار بنا دیا جو دور دراز سے سفر کر کے آئے ہیں؟ کیوں تو ان کے اور بیت اللہ شریف کے درمیان حائل ہو رہا ہے؟ حالانکہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ؕ[2]

ترجمۂ کنز الایمان: اس میں ایک سا حق ہے وہاں کے رہنے والے اور پردیسی کا۔

تجھے یہ حق کس نے دیا ہے؟ خلیفہ مہدی نے ان کے چہرے کی طرف دیکھا تو آپ کو پہچان گیا کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھے۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: کیا تم عبد اللہ بن مرزوق ہو؟ فرمایا: ہاں! تو وہ آپ کو پکڑ کر بغداد شریف لے آیا اور اس نے آپ کو ایسی سزا دینا مناسب نہ سمجھا جس کی وجہ سے عوام اس پر لعن طعن کرے، لہٰذا اس نے آپ کو گھوڑوں کے اصطبل

❶...احیاء علوم الدین، 2/315

❷...پ17، الحج:25

میں لگا دیا کہ ان کی دیکھ بھال کریں اور ان میں ایک کاٹنے والا بد مزاج گھوڑا بھی شامل کر دیا تاکہ وہ گھوڑا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کاٹ لے لیکن اللہ پاک نے اس گھوڑے کو آپ کے لئے نرم کر دیا۔ پھر خلیفہ مہدی نے آپ کو ایک گھر میں قید کر کے تالا لگا دیا اور چابی اپنے پاس رکھ لی۔ تین دن بعد آپ ایک باغ کی طرف نکلے اور سبزیاں کھانے لگے۔ مہدی کو اس بات کی اطلاع کی گئی تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: تمہیں کس نے باہر نکالا؟ فرمایا: اسی نے جس نے مجھے قید کیا تھا۔ یہ جواب سن کو مہدی بہت چیخا چلایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: کیا میرے ہاتھوں سے قتل ہونے کا تمہیں کوئی ڈر نہیں؟ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے سر اس کی طرف اٹھایا اور فرمایا: اگر تو موت وحیات کا مالک ہوتا (تو میں ضرور تجھ سے ڈرتا)۔ اس کے بعد مہدی کے مرنے تک آپ رحمۃ اللہ علیہ قید میں رہے پھر مہدی کے انتقال کے بعد آپ کو چھوڑ دیا گیا اور آپ مکۂ مُعَظَّمَہ تشریف لے آئے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ پاک انہیں مہدی سے خلاصی عطا فرمائے گا تو وہ 100 اونٹ نحر کریں گے۔ چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 100 اونٹ نحر کئے۔

وروی أن المهدی لما قدم مكة لبث بها ما شاء الله فلما أخذ فی الطواف نحی الناس عن البيت فوثب عبد الله بن مرزوق فلببه بردائه ثم هزه وقال له انظر ما تصنع من جعلك بهذا البيت أحق ممن أتاه من البعد حتى إذا صار عنده حلت بينه وبينه وقد قال الله تعالى: {سواء العاكف فيه والباد} من جعل لك هذا فنظر فی وجهه وكان يعرفه لأنه من مواليهم فقال أعبد الله ابن مرزوق قال نعم فأخذ فجیء به إلى بغداد فكره أن يعاقبه عقوبة يشنع بها عليه فی العامة فجعله فی اصطبل الدواب ليسوس الدواب وضموا إليه فرسا عضوضا سیء الخلق ليعقره الفرس فلين الله تعالى له الفرس قال ثم صيروه إلى بيت وأغلق عليه وأخذ المهدی المفتاح عنده فإذا هو قد خرج بعد ثلاث إلى البستان يأكل البقل فأوذن به المهدی فقال له من أخرجك فقال الذی حبسنی فضج المهدی وصاح وقال ما تخاف أن أقتلك فرفع عبد الله إليه رأسه يضحك وهو يقول لو كنت تملك حياة أو موتا فما زال محبوسا حتى مات المهدی ثم

خلوا عنه فرجع إلى مكة قال وكان قد جعل على نفسه نذرا إن خلصه الله من أيديهم أن ينحر مائة بدنة فكان يعمل في ذلك حتى نحرها[1]

حکایت نمبر:63

سارنگی توڑ دی

حبان بن عبد اللہ سے منقول ہے کہ خلیفہ ہارون رشید ”دَوِین“ (عراق کے ایک سرسبز و شاداب مقام) کی سیر و تفریح کے لئے نکلا تو قبیلہ بنو ہاشم کا ایک شخص سلیمان بن ابو جعفر اس کے ساتھ تھا، خلیفہ نے اس سے کہا: تیرے پاس ایک لونڈی تھی جو بہت اچھا گاتی تھی اسے ہمارے پاس لاؤ۔ وہ لونڈی آئی اور اس نے گایا لیکن خلیفہ کو اس کا گانا پسند نہ آیا تو اس نے لونڈی سے کہا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: یہاں میری سارنگی نہیں ہے۔ خلیفہ نے خادم سے کہا: اس کی سارنگی لاؤ۔ خادم سارنگی لا رہا تھا کہ راستے میں ایک بزرگ گٹھلیاں چن رہے تھے، خادم نے ان سے کہا: اے شیخ! راستہ دیجئے! بزرگ نے اپنا سر اٹھایا تو نظر سارنگی پر پڑی، انہوں خادم سے سارنگی لے کر زمین پر پٹخ دی۔ خادم انہیں پکڑ کر وہاں کے حاکم کے پاس لے گیا اور کہا: انہیں قید کر لو کہ یہ خلیفہ کا مجرم ہے۔ حاکم نے اس سے کہا: پورے بغداد میں ان سے زیادہ کوئی عبادت گزار نہیں ہے، یہ خلیفہ کے مجرم کیسے ہو سکتے ہیں؟ خادم نے کہا: جو میں کہہ رہا ہوں اسے سنو۔ پھر وہ خلیفہ کے پاس آیا اور اسے سارا واقعہ بیان کیا۔ یہ سن کر خلیفہ شدید غصے میں آ گیا اور اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں، سلیمان بن ابو جعفر نے دیکھا تو کہا: اے خلیفہ! یہ غصہ کیسا؟ آپ وہاں کے حاکم کے پاس قاصد بھیجئے کہ وہ ان کی گردن مار کر انہیں دریائے دجلہ میں پھینک دے۔ خلیفہ نے کہا: نہیں! انہیں بلا کر پہلے میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ خلیفہ کا قاصد ان کے پاس گیا اور کہا: خلیفہ نے آپ کو طلب کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ قاصد نے کہا: آپ سوار ہو جائیے۔ فرمایا: نہیں۔ چنانچہ، آپ پیدل چل کر گئے حتی کہ محل کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ خلیفہ کو اطلاع دی گئی کہ بزرگ تشریف لے آئے ہیں۔ خلیفہ نے اپنے درباریوں سے کہا: تمہارا کیا

1 ...احیاء علوم الدین، 316/2

خیال ہے کہ جو ناپسندیدہ چیزیں ہمارے سامنے رکھیں ہیں ان کو اٹھوا دیا جائے تاکہ وہ بزرگ اندر آئیں یا پھر ہم کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں کوئی برائی نہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہمارا ایسی جگہ چلے جانا ہی زیادہ بہتر ہے جہاں کوئی برائی نہ ہو۔ چنانچہ، وہ لوگ دوسری جگہ چلے گئے جہاں کوئی غیر شرعی بات نہ تھی۔ پھر خلیفہ نے ان بزرگ کو اندر آنے کے لئے کہا تو وہ اندر داخل ہوئے اور ان کی آستین میں ایک تھیلی تھی جس میں گٹھلیاں تھیں، خادم نے ان سے کہا: اسے اپنی آستین سے نکال کر خلیفہ کے پاس جایئے! انہوں نے فرمایا: اس سے مجھے رات کا کھانا ملتا ہے۔ خادم نے کہا: آپ کو کھانا ہم کھلا دیں گے۔ فرمایا: مجھے تمہارے کھانے کی کوئی حاجت نہیں۔ خلیفہ نے خادم سے کہا: تو ان سے کیا چاہتا ہے؟ اس نے جواب دیا: ان کی آستین میں گٹھلیاں ہیں، میں انہیں گٹھلیاں پھینک کر آپ کی خدمت میں آنے کا کہہ رہا ہوں۔ خلیفہ نے کہا: انہیں چھوڑ دو، گٹھلیوں کے ساتھ آنے دو۔ راوی کہتے ہیں: پھر وہ بزرگ سلام کر کے بیٹھ گئے۔ خلیفہ نے ان سے کہا: اے شیخ! جو آپ نے کیا ہے اس پر کس چیز نے آپ کو ابھارا؟ فرمایا: میں نے کیا کیا ہے؟ خلیفہ یہ کہنے سے شرما رہا تھا کہ بزرگ سے کہے کہ آپ نے میری سارنگی توڑی ہے۔ جب خلیفہ نے بار بار یہ سوال کیا تو بزرگ نے فرمایا: میں نے آپ کے آباء و اجداد کو منبر پر یہ آیت پڑھتے سنا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَ یَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ ۚ (1)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے۔

چنانچہ، میں نے بری بات دیکھی تو اسے بدل دیا۔ خلیفہ نے کہا: ایسی بات ہے تو پھر آپ کو بری بات بدلنے کا اختیار ہے۔ راوی کہتے ہیں: اللہ پاک کی قسم! خلیفہ نے اس کے سوا اور کوئی بات نہ کی۔ جب وہ بزرگ وہاں سے باہر تشریف لائے تو خلیفہ نے ایک شخص کو تھیلی دے کر کہا: ان کے پیچھے جاؤ اگر تم انہیں لوگوں سے کہتا دیکھو کہ میں نے خلیفہ سے یہ کہا اور انہوں نے مجھ سے یہ کہا تو انہیں کچھ نہ دینا اور اگر کسی

(1)...پ14، النحل: 90

سے گفتگو کرتے نہ دیکھو تو پھر یہ تھیلی انہیں دے دینا۔ چنانچہ، جب وہ بزرگ محل سے باہر تشریف لائے تو انہوں نے زمین میں دھنسی ہوئی ایک گٹھلی دیکھی تو اسے نکالنے میں مصروف ہو گئے اور کسی سے کچھ نہ کہا تو اس شخص نے ان سے کہا: خلیفہ نے کہا ہے کہ یہ تھیلی آپ رکھ لیں۔ انہوں نے جواب دیا: خلیفہ سے کہہ دو کہ جہاں سے لیا ہے وہیں لوٹا دو۔ یہ کہہ کر وہ بزرگ اس گٹھلی کی طرف متوجہ ہو گئے جسے وہ زمین سے نکالنے کی کوشش کر رہے تھے اور یہ اشعار پڑھنے لگے:

اَرَى الدُّنْيَا لِمَنْ هِيَ فِيْ يَدَيْهِ　　هُمُوْمًا كُلَّمَا كَثُرَتْ لَدَيْهِ

تُهِيْنُ الْمُكْرِمِيْنَ لَهَا بِصُغْرٍ　　وَّ تُكْرِمُ كُلَّ مَن هانَتْ علَيْهِ

اِذَا اسْتَغْنَيْتَ عَنْ شَيْءٍ فَدَعَهُ　　وَ خُذْ مَا اَنْتَ مُحْتَاجٌ اِلَيْهِ

ترجمہ: (۱)... میں نے دنیا کو دیکھا ہے کہ جس کے پاس جتنی زیادہ ہوتی ہے اسی قدر اس کے غم بھی زیادہ ہوتے ہیں۔

(۲)... جو اس کی عزت کرتے ہیں یہ انہیں ذلیل کرتی ہے اور جن کی نظروں میں حقیر ہوتی ہے انہیں معزز بنا دیتی ہے۔

(۳)... اگر تمہیں کسی چیز کی حاجت نہ ہو تو اُسے چھوڑ دو اور صرف وہ چیز حاصل کرو جس کی تمہیں حاجت ہو۔

وروى عن حبان بن عبد الله قال تنزه هارون الرشيد بالدوين ومعه رجل من بنى هاشم وهو سليمان بن أبي جعفر فقال له هارون قد كانت لك جارية تغنى فتحسن فجئنا بها قال فجاءت فغنت فلم يحمد غناءها فقال لها ما شأنك فقالت ليس هذا عودى فقال للخادم جئنا بعودها قال فجاء بالعود فوافق شيخا يلقط النوى فقال الطريق يا شيخ فرفع الشيخ رأسه فرأى العود فأخذه من الخادم فضرب به الأرض فأخذه الخادم وذهب به إلى صاحب الربع فقال احتفظ بهذا فإنه طلبة أمير المؤمنين فقال له صاحب الربع ليس ببغداد أعبد من هذا فكيف يكون طلبة أمير المؤمنين فقال له اسمع ما أقول لك ثم

دخل على هارون فقال إني مررت على شيخ يلقط النوى فقلت له الطريق فرفع رأسه فرأى العود فأخذه فضرب به الأرض فكسره فاستشاط هارون وغضب واحمرت عيناه فقال له سليمان بن أبي جعفر ما هذا الغضب يا أمير المؤمنين ابعث إلى صاحب الربع يضرب عنقه ويرمي به في الدجلة فقال لا ولكن نبعث إليه ونناظره أولا فجاء الرسول فقال أجب أمير المؤمنين فقال نعم قال اركب قال لا فجاء يمشي حتى وقف على باب القصر فقيل لهارون قد جاء الشيخ فقال للندماء أي شيء ترون نرفع ما قدامنا من المنكر حتى يدخل هذا الشيخ أو نقوم إلى مجلس آخر ليس فيه منكر فقالوا له نقوم إلى مجلس آخر ليس فيه منكر أصلح فقاموا إلى مجلس ليس فيه منكر ثم أمر بالشيخ فأدخل وفي كمه الكيس الذي فيه النوى فقال له الخادم أخرج هذا من كمك وادخل على أمير المؤمنين فقال من هذا عشائي الليلة قال نحن نعشيك

قال لا حاجة لي في عشائكم فقال هارون للخادم أي شيء تريد منه قال في كمه نوى قلت له اطرحه وادخل على أمير المؤمنين فقال دعه لا يطرحه قال فدخل وسلم وجلس فقال له هارون يا شيخ ما حملك على ما صنعت قال وأي شيء صنعت وجعل هارون يستحي أن يقول كسرت عودي فلما أكثر عليه قال إني سمعت أباك وأجدادك يقرءون هذه الآية على المنبر: {إن الله يأمر بالعدل والإحسان وإيتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي} وأنا رأيت منكرا فغيرته فقال فغيره

فوالله ما قال إلا هذا فلما خرج أعطى الخليفة رجلا بدرة وقال

اتبع الشيخ فإن رأيته يقول قلت لأمير المؤمنين وقال لي فلا تعطه شيئا وإن رأيته لا يكلم أحدا فأعطه البدرة

فلما خرج من القصر إذا هو بنواة في الأرض قد غاصت فجعل يعالجها ولم يكلم أحدا فقال له يقول لك أمير المؤمنين خذ هذه البدرة فقال قل لأمير المؤمنين يردها من حيث أخذها

ويروى أنه أقبل بعد فراغه من كلامه على النواة التي يعالج قلعها من الأرض وهو يقول

أری الدنیا لمن هی فی یدیه ...... هموما کلما کثرت لدیه

تهین المکرمین لها بصغر...... وتکرم کل من هانت علیه

إذا استغنیت عن شیء فدعه...... وخذ ما أنت محتاج إلیه[1]

حکایت نمبر:64

سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اَمْر بِالْمَعْرُوف

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: خلیفہ مہدی نے ۱۶۶ھ میں حج کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ بڑے شیطان کو کنکریاں مار رہا ہے اور اس کے دائیں بائیں لوگوں کو کوڑوں کے ساتھ مارا جا رہا ہے۔ میں نے کھڑے ہو کر اس سے کہا: اے خوبصورت چہرے والے! حضرت سیِّدُنا قُدامہ بن عبد اللہ کلابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے دسویں ذی الحجہ کے دن رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اونٹ پر سوار ہو کر بڑے شیطان کو کنکریاں مارتے دیکھا، نہ تو لوگوں کو مارا جا رہا تھا نہ ہٹایا جا رہا تھا اور نہ ہی دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ کی آوازیں آرہی تھیں۔"[2] اور یہاں تیرے سامنے لوگوں کو دائیں بائیں مارا جا رہا ہے۔ یہ سن کر خلیفہ مہدی نے ایک شخص سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ اس نے کہا: سفیان ثوری۔ خلیفہ نے کہا: اے سفیان! اگر میری جگہ منصور ہوتا تو تجھے یہ کہنے کی جرأت نہ ہوتی۔ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو کچھ منصور کے ساتھ ہو چکا ہے اگر وہ تمہیں بتا دیتا تو جو تو کر رہا ہے اس میں کمی کرتا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد خلیفہ مہدی سے کسی نے کہا: انہوں نے آپ کو "اے خوبصورت چہرے والے!" کہہ کر پکارا ہے تو خلیفہ نے کہا: انہیں تلاش کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تلاش کیا گیا لیکن آپ کہیں اوجھل ہو گئے۔

وعن سفیان الثوری رحمه الله قال حج المهدی سنة ست وستین ومائة فرأیته یرمی جمرة العقبة والناس یخبطون یمینا وشمالا بالسیاط فوقفت فقلت یا حسن الوجه حدثنا أیمن عن وائل عن قدامة بن

1 ...احیاء علوم الدین، 316/2

2 ...سنن ابن ماجہ 3/478، حدیث: 3035

عبد الله الكلابي قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يرمي الجمرة يوم النحر على جمل لا ضرب ولا طرد ولا جلد ولا إليك إليك وها أنت يخبط الناس بين يديك يمينا وشمالا فقال لرجل من هذا قال سفيان الثوري فقال يا سفيان لو كان المنصور ما احتملك على هذا فقال لو أخبرك المنصور لقي لقصرت عما أنت فيه

قال فقيل له إنه قال لك يا حسن الوجه ولم يقل لك يا أمير المؤمنين فقال اطلبوه فطلب سفيان فاختفى[1]

حکایت نمبر:65

مامونُ الرَّشِید اور اَمْر بِالْمَعْرُوف

مامون الرشید کو اطلاع ملی کہ ایک مُحْتَسِب لوگوں میں گھوم پھر کر اَمْر بِالْمَعْرُوْف وَنَهِی عَنِ الْمُنْکَر کرتا ہے حالانکہ آپ کی طرف سے وہ اس کام پر مامور نہیں کیا گیا، مامون نے اس شخص کو اپنے پاس لانے کا حکم دیا، جب اس شخص کو مامون کے سامنے لایا گیا تو مامون نے اس سے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم خود کو ہماری اجازت کے بغیر اَمْر بِالْمَعْرُوْف وَنَهِی عَنِ الْمُنْکَر کا اہل سمجھتے ہو۔ اس وقت مامون کرسی پر بیٹھا کوئی کتاب دیکھ رہا تھا، بات کرتے ہوئے غفلت کی وجہ سے کاغذ کا ایک ٹکڑا اس کے قدموں کے نیچے جا پڑا اور اسے خبر نہ ہوئی، اَمْر بِالْمَعْرُوف کرنے والے شخص نے مامون سے کہا: اللہ پاک کے ناموں سے اپنا پاؤں ہٹاؤ اس کے بعد جو چاہو کہو۔ مامون اس شخص کی مراد نہ سمجھ سکا، لہٰذا اس نے پوچھا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس شخص نے تین مرتبہ بات کو دہرایا لیکن مامون پھر بھی نہ سمجھ سکا۔ تب اس شخص نے کہا: تم خود اپنا پاؤں اٹھالو یا میں اٹھائے دیتا ہوں۔ مامون نے اپنے پاؤں کی طرف نظر کی تو کاغذ کے ٹکڑے کو دیکھا۔ چنانچہ، اس نے اسے اٹھا کر بوسہ دیا اور شرمندہ ہوا پھر دوبارہ اس نے بات کرتے ہوئے کہا: تم اَمْر بِالْمَعْرُوف کیوں کرتے ہو حالانکہ اللہ پاک نے اس کام کی ذمہ داری ہم اہل بیت کو دی ہے اور ہمارے بارے میں ہی اللہ پاک ارشاد

[1] ...احیاء علوم الدین، 2/317

فرماتا ہے:

اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّكَّنّٰهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ نَهَوۡا عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ[1]

ترجمۂ کنز الایمان: وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں۔

اس نے جواب دیا: اے خلیفہ! آپ نے سچ کہا، اللہ پاک نے آپ کو حکومت عطا کی ہے لیکن اس میں ہم آپ کے معاون اور رفیق ہیں اور اس کا انکار وہی کرے گا جو اللہ پاک کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سنت سے جاہل ہو گا۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ ۘ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ[2]

ترجمۂ کنز الایمان: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیں۔

اور حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا یعنی ایک مومن دوسرے مومن کے لئے دیوار کی مثل ہے کہ جس کا بعض، بعض سے مضبوط ہوتا ہے۔

اے خلیفہ! آپ کو زمین میں اقتدار دیا گیا ہے، لہٰذا اگر آپ قرآن و سنت کا نفاذ کریں گے تو جو لوگ اس سلسلے میں آپ کے معاونین ہوں گے آپ کو ان کا شکر گزار ہونا چاہئے اور اگر آپ تکبر کریں گے اور جو بات آپ پر قرآن و سنت کی طرف سے لازم ہے اسے نافذ نہیں کریں گے تو وہ ذات جس کے قبضۂ قدرت میں آپ کی جان و عزت ہے اس نے یہ بیان فرما دیا ہے کہ وہ اچھے اعمال کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا، اب آپ جو چاہیں کہیں۔ مامون نے اس شخص کی گفتگو کو پسند کیا اور اس سے خوش ہوتے ہوئے کہا: تم

---

1 ...پ17، الحج:41

2 ...پ10، التوبۃ:71

جیسوں کے لئے اَمر بِالْمَعْرُوْف کرنا جائز ہے، لہٰذا ہماری اجازت اور رائے سے اپنا کام جاری رکھو۔ چنانچہ، وہ شخص اس پر قائم رہا۔

وقد روی عن المأمون أنه بلغه أن رجلا محتسبا یمشی فی الناس یأمرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر ولم یکن مأمورا من عنده بذلك فأمر بأن یدل علیه

فلما صار بین یدیه قال له إننی بلغنی أنك رأیت نفسك أهلا للأمر بالمعروف والنهی عن المنکر من غیر أن نأمرك وکان المأمون جالسا علی کرسی ینظر فی کتاب أو قصة فأغفله فوقع منه فصار تحت قدمه من حیث لم یشعر به فقال له المحتسب ارفع قدمك عن أسماء الله تعالی ثم قل ما شئت فلم یفهم المأمون مراده فقال ماذا تقول حتی أعاده ثلاثا فلم یفهم فقال إما رفعت أو أذنت لی حتی أرفع

فنظر المأمون تحت قدمه فرأی الکتاب فأخذه وقبله وخجل

ثم عاد وقال لم تأمر بالمعروف وقد جعل الله ذلك إلینا أهل البیت ونحن الذین قال الله تعالی فیهم الذین إن مکناهم فی الأرض أقاموا الصلاة وآتوا الزکاة وأمروا بالمعروف ونهوا عن المنکر فقال صدقت یا أمیر المؤمنین أنت کما وصفت نفسك من السلطان والتمکن غیر أنا أعوانك وأولیاؤك فیه ولا ینکر ذلك إلا من جهل کتاب الله تعالی وسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الله تعالی والمؤمنون والمؤمنات بعضهم أولیاء بعض یأمرون بالمعروف الآیة وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضه بعضا وقد مکنت فی الأرض وهذا کتاب الله وسنة رسوله فإن انقدت لهما شکرت لمن أعانك لحرمتهما وإن استکبرت عنهما ولم تنقد لما لزمك منهما فإن الذی إلیه أمرك وبیده عزك وذلك قد شرط أنه لا یضیع أجر من أحسن عملا فقل الآن ما شئت فأعجب المأمون بکلامه وسر به وقال مثلك یجوز له أن یأمر بالمعروف فامض علی ما کنت علیه بأمرنا وعن رأینا فاستمر الرجل علی ذلك(1)

1...احیاء علوم الدین، 2/317

حکایت نمبر:66

قصاب کی اصلاح

منقول ہے کہ کسی بزرگ کے پاس ایک بلی تھی اور وہ ہر روز اپنے پڑوسی قصاب سے بلی کے لئے کچھ چھیچھڑے وغیرہ لیا کرتے تھے، انہوں نے قصاب میں ایک برائی دیکھی تو پہلے گھر میں داخل ہو کر بلی کو نکال باہر کیا، پھر قصاب کو برائی سے منع کیا۔ قصاب نے کہا: "اب کے بعد میں تمہاری بلی کے لئے کچھ نہیں دوں گا۔" انہوں نے فرمایا: "میں نے بلی کو گھر سے نکال کر تم سے طمع ختم کر کے ہی تمہیں برائی سے منع کیا ہے۔"

ان کا یہ فرمان حقیقت پر مبنی ہے۔ جو شخص مخلوق سے طمع ختم نہیں کرے گا وہ اَمر بِالْمَعْرُوْف نہیں کر سکے گا، لہٰذا جو اس بات کی طمع رکھے گا کہ لوگوں کے دل اس کے بارے میں صاف ہوں اور ان کی زبانوں پر اس کی تعریف جاری رہے تو اس کے لئے اَمر بِالْمَعْرُوْف کرنا آسان نہیں ہو گا۔

قد روی عن بعض المشایخ أنه کان له سنور وکان یأخذ من قصاب فی جوارہ کل یوم شیئا من الغدد لسنورہ فرأی علی القصاب منکرا فدخل الدار أولا وأخرج السنور ثم جاء واحتسب علی القصاب فقال له القصاب لا أعطینك بعد ھذا شیئا لسنورك فقال ما احتسبت علیك إلا بعد إخراج السنور وقطع الطمع منك وھو کما قال فمن لم یقطع الطمع من الخلق لم یقدر علی الحسبة ومن طمع فی أن تکون قلوب الناس علیه طیبة وألسنتھم بالثناء علیه مطلقة لم تتیسر له الحسبة[1]

حکایت نمبر:67

نرمی سے پیش آنے کا فائدہ

حضرت سیِّدُنا صِلَہ بن اَشْیَم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے ایک شخص گزرا، اس کا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے اس کے ساتھ سختی سے پیش آنا چاہا تو آپ نے فرمایا: "یہ کام مجھ پر

1 ...احیاء علوم الدین، 2/334

چھوڑ دو، میں اس کے لئے کافی ہوں۔" چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اے بھتیجے! مجھے تم سے ایک کام ہے؟" اس نے عرض کی: "اے چچا! آپ کو کیا کام ہے؟" فرمایا: "میں یہ پسند کرتا ہوں کہ تم اپنا تہبند ٹخنوں سے اوپر کر لو۔" اس نے کہا: "جی، بہت اچھا۔" چنانچہ، اس نے اپنا تہبند اوپر کر لیا، پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: "اگر تم اس پر سختی کرتے تو وہ نہ مانتا اور تمہیں گالیاں دیتا۔"

وقال حماد بن سلمة إن صلة بن أشيم مر عليه رجل قد أسبل إزاره فهم أصحابه أن يأخذوه بشدة فقال دعوني أنا أكفيكم فقال يا ابن أخي إن لي إليك حاجة قال وما حاجتك يا عم قال أحب أن ترفع من إزارك

فقال نعم وكرامة فرفع إزاره فقال لأصحابه لو أخذتموه بشدة لقال لا ولا كرامة وشتمكم (1)

حکایت نمبر:68

نرمی سے تنہائی میں سمجھانے کی برکت

حضرت سیِّدُنا محمد بن زکریا غَلابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک رات حضرت سیِّدُنا ابن عائشہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا وہ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد مسجد سے نکل کر اپنے گھر کا ارادہ رکھتے تھے، اچانک نشے میں مدہوش ایک قریشی نوجوان آپ کے راستے میں آیا جو ایک عورت کو ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ رہا تھا، عورت نے مدد کے لئے پکارا تو لوگ اس نوجوان کو مارنے کے لئے جمع ہو گئے۔ حضرت سیِّدُنا ابن عائشہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نوجوان کو دیکھ کر پہچان لیا اور لوگوں سے کہا: "میرے بھتیجے کو چھوڑ دو۔" پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اے میرے بھتیجے! میرے پاس آؤ۔" تو وہ نوجوان شرمندہ ہونے لگا، تب آپ نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگایا پھر اس سے فرمایا: "میرے ساتھ چل۔" چنانچہ، وہ آپ کے ساتھ چلنے لگا حتی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پہنچ گیا۔ آپ نے اپنے ایک غلام سے فرمایا: "آج رات اسے اپنے پاس سلاؤ، جب اس کا نشہ دور ہو تو جو کچھ اس نے کیا ہے وہ اسے بتا دینا اور اسے میرے پاس لانے سے پہلے جانے مت دینا۔" چنانچہ، جب اس کا نشہ دور ہوا تو خادم نے اسے سارا ماجرا بیان کیا جس کی وجہ سے وہ بہت شرمندہ ہوا اور رونے لگا اور واپس

(1) ...احیاء علوم الدین، 2/335

جانے کا ارادہ کیا تو غلام نے کہا: حضرت کا حکم ہے کہ تمہیں ان کے پاس لے جاؤں۔ چنانچہ، وہ اس نوجوان کو آپ کے پاس لے آیا، آپ نے اس نوجوان سے فرمایا: ”کیا تجھے اپنی ذات سے شرم نہیں آئی؟ کیا تجھے اپنی شرافت سے حیا نہ آئی؟ کیا تو نہیں جانتا کہ تیرا والد کون ہے؟ تو اللہ پاک سے ڈر اور جن کاموں میں لگا ہوا ہے انہیں چھوڑ دے۔“ وہ نوجوان اپنا سر جھکا کر رونے لگا پھر اس نے اپنا سر اٹھا کر کہا: میں اللہ پاک سے عہد کرتا ہوں جس کے بارے میں قیامت کے دن مجھ سے سوال ہو گا کہ آیندہ کبھی میں (نشہ آور) نبیذ نہیں پیوں گا اور نہ ہی کسی عورت پر دست درازی کروں اور میں ربّ کریم کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے قریب آؤ۔ پھر آپ نے اس کے سر پر بوسہ دے کر فرمایا: ”اے میرے بیٹے! تو نے توبہ کر کے بہت اچھا کیا۔“ اس کے بعد وہ نوجوان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسوں میں شریک ہونے لگا اور آپ سے حدیث شریف لکھنے لگا۔ یہ سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نرمی کی برکت تھی۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”لوگ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں حالانکہ ان کی نیکی برائی بن جاتی ہے، لہٰذا تم اپنے تمام امور میں نرمی کو اختیار کرو کہ اس سے تم اپنے مقاصد کو پالو گے۔“

وقال محمد بن زكريا الغلابي شهدت عبد الله بن محمد بن عائشة ليلة وقد خرج من المسجد بعد المغرب يريد منزله وإذا في طريقه غلام من قريش سكران وقد قبض على امرأة فجذبها فاستغاثت فاجتمع الناس عليه يضربونه فنظر إليه ابن عائشة فعرفه فقال للناس تنحوا عن ابن أخي ثم قال إلي يا ابن أخي فاستحى الغلام فجاء إليه فضمه إلى نفسه ثم قال له امض معي فمضى معه حتى صار إلى منزله فأدخله الدار وقال لبعض غلمانه بيته عندك فإذا أفاق من سكره فأعلمه بما كان منه ولا تدعه ينصرف حتى تأتيني به فلما أفاق ذكر له ما جرى فاستحيا منه وبكى وهم بالانصراف فقال الغلام قد أمر أن تأتيه فأدخله عليه فقال له أما استحييت لنفسك أما استحييت لشرفك أما ترى من ولدك فاتق الله وانزع عما أنت فيه فبكى الغلام منكسا رأسه ثم رفع رأسه وقال عاهدت الله تعالى عهدا يسألني عنه يوم القيامة أني لا أعود لشرب النبيذ ولا لشيء مما كنت فيه وأنا تائب فقال ادن مني فقبل

رأسه وقال أحسنت یا بنی فکان الغلام بعد ذلك یلزمه ویکتب عنه الحدیث وکان ذلك ببرکة رفقه ثم قال إن الناس یأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر ویکون معروفهم منکرا فعلیکم بالرفق فی جمیع أمورکم تنالون به ما تطلبون[1]

حکایت نمبر:69

ولی کا رعب ودبدبہ

حضرت سیِّدُنا فتح بن شَخْرَف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کا راستہ روک کر اسے پکڑ لیا، اس کے ہاتھ میں چھری تھی جو بھی اس کے قریب جاتا وہ اسے چھری سے زخمی کر دیتا اور وہ بہت مضبوط بدن والا تھا، لوگ اسی حالت میں تھے اور عورت اس کے ہاتھ میں چلا رہی تھی کہ اسی دوران حضرت سیِّدُنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے گزرے، آپ اس آدمی کے قریب گئے اور اپنے کاندھے کو اس کے کاندھے سے رگڑا تو وہ شخص زمین پر گر گیا، پھر آپ تشریف لے گئے۔ لوگ اس شخص کے قریب آئے تو دیکھا کہ اس کے جسم سے بہت زیادہ پسینہ بہہ رہا تھا، عورت بخیریت وہاں سے چلی گئی، لوگوں نے اس سے حال دریافت کیا تو کہنے لگا کہ میں اور تو کچھ نہیں جانتا لیکن اس بزرگ نے اپنا کاندھا مجھ سے رگڑ کر فرمایا: ”اللہ پاک تجھے اور تیرے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔“ ان کے اس ارشاد کی وجہ سے میرے قدم لڑکھڑانے لگے اور مجھ پر بہت زیادہ ہیبت طاری ہو گئی، میں نہیں جانتا کہ وہ بزرگ کون تھے؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ وہ حضرت سیِّدُنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس نے کہا: ”ہائے افسوس! آج کے بعد وہ مجھے کس نگاہ سے دیکھیں گے؟“ چنانچہ اسی دن اسے بخار ہو گیا اور ساتویں دن اس کی موت واقع ہو گئی۔ اَمْر بِالْمَعْرُوْف کے سلسلے میں دین دار لوگوں کی یہی عادت ہوا کرتی تھی۔

وعن الفتح بن شخرف قال تعلق رجل بامرأة وتعرض لها وبیده سکین لا یدنو منه أحد إلا عقره

[1] ...احیاء علوم الدین، 2/335

وكان الرجل شديد البدن فبينا الناس كذلك والمرأة تصيح في يده إذ مر بشر بن الحارث فدنا منه وحك كتفه بكتف الرجل فوقع الرجل على الأرض ومشى بشر فدنوا من الرجل وهو يترشح عرقا كثيرا ومضت المرأة لحالها فسألوه ما حالك فقال ما أدري ولكن حاكني شيخ وقال لي إن الله عزوجل ناظر إليك وإلى ما تعمل فضعفت لقوله قدماي وهبته هيبة شديدة ولا أدري من ذلك الرجل فقالوا له هو بشر بن الحارث فقال واسوأتاه كيف ينظر إلي بعد اليوم وحم الرجل من يومه ومات يوم السابع فكذا كانت عادة أهل الدين في الحسبة[1]

حکایت نمبر:70

ہر گٹھلی کے عوض ایک درہم

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ عمدہ کھجوریں اپنے بھائیوں کو کھانے کے لئے پیش کرتے اور فرماتے: جو زیادہ کھائے گا میں اسے ہر گٹھلی کے بدلے ایک درہم دوں گا، پھر گٹھلیاں گنتے اور جس نے زیادہ کھائی ہوتیں اسے ہر گٹھلی کے بدلے ایک درہم دیتے اور ایسا آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی جھجک دور کرنے اور انہیں چست کرنے کے لئے کرتے۔

كان ابن المبارك يقدم فاخر الرطب إلى إخوانه ويقول من أكل أكثر أعطيته بكل نواة درهما وكان يعد النوى ويعطي كل من له فضل نوى بعدده دراهم وذلك لدفع الحياء وزيادة النشاط في الإنبساط[2]

حکایت نمبر:71

اگر تم قناعت کرتے تو...!

حضرت سیِّدُنا ابو وائل شقیق بن سلمہ اسدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے ایک دوست کے

---

1 ...احیاء علوم الدین، 335/2

2 ...احیاء علوم الدین، 7/2

ساتھ حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے گیا، انہوں نے جو کی روٹی اور پسے ہوئے نمک سے ہماری میزبانی کی۔ میرے دوست نے کہا: ”اگر اس میں پودینہ بھی ہوتا تو زیادہ اچھا تھا۔“ چنانچہ، آپ رضی اللہ عنہ باہر گئے اور اپنا لوٹا گروی رکھ کر پودینہ لے آئے۔ جب ہم کھا چکے تو میرے دوست نے کہا: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَنَعَنَا بِمَا رَزَقَنَا یعنی تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں جس نے ہمیں عطا کردہ رزق پر قناعت کی توفیق دی۔“ تو حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اگر تم موجود رزق پر قناعت کرتے تو میرا لوٹا گروی نہ ہوتا۔“

(امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں) مخصوص کھانے کی فرمائش اس صورت میں منع ہے جب میزبان پر مطلوبہ چیز پیش کرنا دشوار ہو یا اسے ناگوار گزرے۔ البتہ، اگر یقین ہو کہ میزبان فرمائش سے خوش ہوگا اور مطلوبہ چیز پیش کرنا اس کے لئے آسان ہے تو پھر فرمائش کرنے میں حرج نہیں۔

وروی الأعمش عن أبی وائل أنه قال مضیت مع صاحب لی نزور سلمان فقدم إلینا خبز شعیر وملحا جریشا فقال صاحبی لو کان فی هذا الملح سعترا کان أطیب فخرج سلمان فرهن مطهرته وأخذ سعترا فلما أکلنا قال صاحبی الحمد لله الذی قنعنا بما رزقنا فقال سلمان لو قنعت بما رزقت لم تکن مطهرتی مرهونة

هذا إذا توهم تعذر ذلك علی أخیه أو کراهته له فإن علم أنه یسر باقتراحه ویتیسر علیه ذلك فلا یکره له الاقتراح[1]

حکایت نمبر:72

مہمان کی فرمائش پر خوشی کا اظہار

حضرت سیِّدُنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد معلّٰی میں حضرت سیِّدُنا امام زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تشریف لائے تو حضرت سیِّدُنا امام زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ کھانوں کی فہرست بنا کر اپنی باندی (خادمہ) کو دے دیا کرتے۔ ایک دن حضرت سیِّدُنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ فہرست لے کر ایک

1 ...احیاء علوم الدین، 11/2

کھانے کا نام اپنے ہاتھ سے اس میں بڑھا دیا۔ حضرت سیِّدُنا امام زعفرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے ایک کھانا زائد تیار دیکھ کر کہا: ''میں نے تو اس کا حکم نہیں دیا تھا؟'' تو باندی نے وہ رقعہ جس میں حضرت سیِّدُنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر تھی ان کی طرف بڑھا دیا۔ جب نظر ان کی تحریر پر پڑی تو بہت خوش ہوئے اور خوشی و مسرت میں باندی کو آزاد کر دیا۔

فعل الشافعي رضي الله عنه ذلك مع الزعفراني إذ كان نازلا عنده ببغداد وكان الزعفراني يكتب كل يوم رقعة بما يطبخ من الألوان ويسلمها إلى الجارية فأخذ الشافعي الرقعة في بعض الأيام وألحق بها لونا آخر بخطه فلما رأى الزعفراني ذلك اللون أنكر وقال ما أمرت بهذا فعرضت عليه الرقعة ملحقا فيها خط الشافعي فلما وقعت عينه على خطه فرح بذلك وأعتق الجارية سرورا باقتراح الشافعي عليه[1]

حکایت نمبر:73

خوش طبع مہمان اور بخیل میزبان

خوش طبع صوفی بزرگ حضرت سیِّدُنا ابوعبداللہ سُتوری رحمۃ اللہ علیہ ایک بار کسی دنیادار بخیل شخص کے دستر خوان پر تشریف فرما تھے، اس نے بھنا ہوا بچھڑا آپ کے آگے رکھا، جب اس نے لوگوں کو بچھڑے کے ٹکڑے کرتے دیکھا تو تنگ دل ہو کر اپنے غلام سے کہا: ''یہ بچوں کے لئے لے جاؤ۔'' غلام اسے اٹھا کر گھر کے اندر جانے لگا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے پیچھے ہو لئے۔ عرض کی گئی: ''آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟'' فرمایا: ''میں بچوں کے ساتھ کھاؤں گا۔'' یہ سن کر میزبان بڑا شرمندہ ہوا اور غلام کو بچھڑا واپس لانے کا کہا۔

☆... میزبان کو چاہئے کہ لوگوں سے پہلے کھانے سے ہاتھ نہ روکے کہ شرمندہ ہو کر وہ بھی کھانا چھوڑ دیں گے بلکہ ان کے ساتھ آخر تک کھاتا رہے۔

☆... بعض بزرگ لوگوں کو تمام کھانوں کے بارے میں بتا دیتے اور خود ان کے ساتھ نہ کھاتے جب وہ

1... احیاء علوم الدین، 11/2

سیر ہونے کے قریب ہوتے تو خود گھٹنوں کے بل بیٹھ کر بِسْمِ اللہ پڑھ کر کھانے لگتے اور فرماتے: ''اللہ پاک تمہیں برکت دے میری مدد کرو۔'' اسلاف اس طرز عمل کو اچھا سمجھتے تھے۔

حکی عن الستوری وکان صوفیا مزاحا فحضر عند واحد من أبناء الدنیا علی مائدۃ فقدم إلیهم حمل وکان صاحب المائدۃ بخل فلما رأی القوم مزقوا الحمل کل ممزق ضاق صدرہ وقال یا غلام ارفع إلی الصبیان فرفع الحمل إلی داخل الدار فقام الستوری یعدو خلف الحمل فقیل له إلی أین فقال آکل مع الصبیان فاستحیا الرجل وأمر برد الحمل ومن هذا الفن أن لا یرفع صاحب المائدۃ یدہ قبل القوم فإنهم یستحیون بل ینبغی أن یکون آخرهم أکلا کان بعض الکرام یخبر القوم بجمیع الألوان ویترکهم یستوفون فإذا قاربوا الفراغ جثا علی رکبتیه ومد یدہ إلی الطعام وأکل وقال: بسم الله ساعدونی بارك الله فیکم وعلیکم وکان السلف یستحسنون ذلك منه[1]

حکایت نمبر:74

کھانے میں اسراف نہیں

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے دستر خوان پر بہت سا کھانا رکھا تو حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''اے ابو اسحاق! آپ خوف نہیں کرتے کہ یہ اسراف ہو گا؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''کھانے میں اسراف نہیں۔''

☆...اگر مہمانوں کے بچے ہوئے کھانے سے تبرک حاصل کرنے کی نیت نہ ہو تو زیادہ کھانا پیش کرنا تکلف ہے۔

أحضر إبراهیم بن أدهم رحمه الله طعاما کثیرا علی مائدته فقال له سفیان یا أبا إسحاق أما تخاف أن یکون هذا سرفا فقال إبراهیم لیس فی الطعام سرف[2]

---

1 ...احیاء علوم الدین، 2/17

2 ...احیاء علوم الدین، 2/17

حکایت نمبر:75

بزرگ مہمان کی عاجزی مرحبا!

منقول ہے کہ ایک بزرگ کو دعوت میں بلانے کے لئے قاصد بھیجا گیا لیکن بزرگ سے قاصد کی ملاقات نہ ہو سکی، جب انہیں علم ہوا تو تشریف لے آئے تب تک لوگ کھانا کھا کر جا چکے تھے۔ میزبان نے کہا: "لوگ تو جا چکے ہیں۔" پوچھا: "کچھ بچا ہے؟" عرض کی: "نہیں۔" پوچھا: "روٹی کا کوئی ٹکڑا؟" عرض کی: "نہیں۔" فرمایا: "ہنڈیا چاٹ لوں گا۔" میزبان نے عرض کی: "اسے تو ہم دھو چکے ہیں۔" چنانچہ، وہ بزرگ اللہ پاک کی حمد کرتے ہوئے لوٹ آئے۔ ان سے اس بارے میں عرض کی گئی تو فرمایا: "اس شخص نے ہمیں اچھی نیت سے بلایا اور اچھی نیت سے لوٹا دیا۔" عاجزی اور حسن خلق یہی ہے کہ مہمان کے دل میں میزبان کے لئے کُدُورَت پیدا نہ ہو۔

دعی بعض السلف برسول فلم یصادفه الرسول فلما سمع حضر وکانوا قد تفرقوا وفرغوا وخرجوا فخرج إلیه صاحب المنزل وقال قد خرج القوم فقال هل بقي بقیة قال لا قال فکسرة إن بقیت قال لم تبق قال فالقدر أمسحها قال قد غسلتها فانصرف یحمد الله تعالی فقیل له في ذلك فقال قد أحسن الرجل دعانا بنیة ورددنا بنیة فهذا هو معنی التواضع وحسن الخلق[1]

حکایت نمبر:76

بچے کا دل خوش ہو گا

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاذ کو ایک بچے نے اپنے باپ کے کہنے پر چار مرتبہ دعوت دی اور باپ نے ہر بار (بغیر کچھ کھلائے پلائے) انہیں واپس لوٹا دیا۔ آپ بلانے پر ہر بار آجاتے کہ بچے کا دل خوش ہو گا اور (بغیر کچھ کھائے پئے) لوٹ جانے سے اس کے باپ کا دل خوش ہو گا۔ یہ وہ نُفُوسِ قُدْسِیَہ تھے کہ جنہوں نے رضائے الٰہی کے لئے عاجزی کرتے ہوئے ذِلّت برداشت کی اور

[1] ...احیاء علوم الدین، 2/18

توحید پر مطمئن رہے اورانہوں نے ہر قبول و انکار کو اپنے اور رب کریم کے معاملات کے درمیان عبرت خیال کیا۔ جس طرح وہ لوگوں کی طرف سے ملنے والی عزت پر خوش نہ ہوئے اسی طرح لوگوں کی طرف سے ملنے والی ذلت پر شکستہ دل بھی نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے یہی ذہن رکھا کہ سب کچھ (یعنی عزت وذلت) اللہ واحد وقہار کی طرف سے ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں: ''میں دعوت صرف اس لئے قبول کرتاہوں کہ اس کے ذریعے جنتی کھانا یاد کروں یعنی وہ کھانا بھی ہمیں بغیر محنت ومشقت کے ملے گا اور اس پر حساب بھی نہیں ہو گا۔''

وحكى أن أستاذ أبي القاسم الجنيد دعاه صبي إلى دعوة أبيه أربع مرات فرده الأب في المرات الأربع وهو يرجع في كل مرة تطييبا لقلب الصبي بالحضور ولقلب الأب بالانصراف فهذه نفوس قد ذللت بالتواضع لله تعالى واطمأنت بالتوحيد وصارت تشاهد في كل رد وقبول عبرة فيما بينها وبين ربها فلا تنكسر بما يجري من العباد من الإذلال كما لا تستبشر بما يجري منهم من الإكرام بل يرون الكل من الواحد القهار

ولذلك قال بعضهم أنا لا أجيب الدعوة إلا لأني أتذكر بها طعام الجنة أي هو طعام طيب يحمل عنا كده ومؤنته وحسابه(1)

حکایت نمبر:77

کمال درجے کا تقویٰ

منقول ہے کہ (کسی بات پر انکار کی وجہ سے) حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو قید کر دیا گیاتو آپ نے قید خانہ میں کئی دن تک کچھ نہ کھایاان کی ایک منہ بولی بہن نے اپنی حلال وطیب کمائی سے کھانا خرید کر داروغہ جیل (جیلر) کے ہاتھ (کئی بار) ان کی طرف بھجوایا، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ بعد میں عورت نے آپ سے اس بات کا شکوہ کیاتو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''کھانا تو حلال تھا لیکن

(1)...احیاء علوم الدین،18/2

ظالم کے برتن میں آیا تھا(اس لئے نہیں کھایا)۔''اس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مراد جیل کے نگران کے ذریعے آنا تھا اور یہ کمال درجے کا تقویٰ ہے۔

وحکی أن ذا النون المصری حبس ولم یأکل أیاما فی السجن فکانت له أخت فی الله فبعثت إلیه طعاما من مغزلها علی ید السجان فامتنع فلم یأکل فعاتبته المرأة بعد ذلك فقال کان حلالا ولکن جاءنی علی طبق ظالم وأشار به إلی ید السجان وهذا غایة الورع[1]

حکایت نمبر:78

جو چراغ غیرُ اللہ کے لئے ہو اسے بجھادو!

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو علی روذباری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار دعوت کا اہتمام کیا جس میں ہزار چراغ جلائے، کسی نے عرض کی:''آپ نے اسراف کیا۔''آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:''اندر جاؤ اور جو چراغ میں نے غیر اللہ کے لئے جلایا ہو اسے بجھادو۔''چنانچہ، وہ شخص چراغ بجھانے کے لئے اندر گیا لیکن ایک بھی چراغ نہ بجھا پایا، لہٰذا اعتراض سے باز آگیا۔

انہی کے بارے میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی شکر خرید کر حلوائیوں سے اس کی دیوار بنوائی، اس پر کنگرے، محراب اور عمدہ نقوش بنوائے پھر صوفیائے کرام کو دعوت دی تو وہ آئے اور اسے توڑ کر لے گئے۔

وحکی أبو علی الروذباری رحمه الله تعالی أنه اتخذ ضیافة فأوقد فیها ألف سراج فقال له رجل قد أسرفت فقال له ادخل فکل ما أوقدته لغیر الله فأطفئه فدخل الرجل فلم یقدر علی إطفاء واحد منها فانقطع

واشتری أبو علی الروذباری أحمالا من السکر وأمر الحلاویین حتی بنوا جدارا من السکر علیه شرف ومحاریب علی أعمدة منقوشة کلها من سکر ثم دعا الصوفیة حتی هدموها وانتهبوها[2]

1 ...احیاء علوم الدین، 2/20

2 ...احیاء علوم الدین، 2/20

حکایت نمبر:79

بچے کی شفاعت کی طلب میں نکاح

منقول ہے کہ ایک بزرگ کو لوگ ایک مدّت تک نکاح کا کہتے رہے لیکن وہ انکار کرتے رہے۔ایک دن وہ نیند سے بیدار ہوئے تو فرمانے لگے:"میرا نکاح کردو!میرا نکاح کردو!"لوگوں نے ان کا نکاح کردیا اور ان سے اس تبدیلی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:"ممکن ہے کہ اللہ پاک مجھے بچہ عطا فرمائے پھر اس کی روح قبض کرلے تو وہ آخرت میں میرا پیش رو(یعنی بارگاہِ الٰہی میں میرا سفارشی) ہوگا۔" پھر فرمایا:میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور میں لوگوں کے ساتھ میدانِ محشر میں ہوں۔ تمام لوگوں کی طرح مجھے بھی شدت کی پیاس محسوس ہوئی، قریب تھا کہ میں ہلاک ہوجاتا، اچانک میں نے دیکھا کہ چند بچے صفیں چیرتے ہوئے مجمع میں آئے، ان کے سروں پر نور کے رومال، ہاتھوں میں چاندی کے کٹورے اور سونے کے کوزے تھے۔ وہ مجمع میں تلاش کرتے ہوئے بعض کو پانی پلاتے، بعض کو نہ پلاتے، میں نے بھی ان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا:"مجھے شدت کی پیاس لگی ہے مجھے بھی پانی پلاؤ۔"تو ایک بچے نے کہا:"ہم میں کوئی آپ کا بیٹا نہیں ہم میں سے ہر ایک اپنے والد کو پانی پلائے گا۔"میں نے پوچھا:"تم کون ہو؟"انہوں نے کہا:"ہم مسلمانوں کے وہ بچے ہیں جو بچپن میں فوت ہوگئے تھے۔"

ماقبل نکاح کے فضائل میں اولاد سے متعلق جتنی بھی گفتگو ہوئی ہے اس کی تائید اس فرمان باری تعالیٰ سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ، ارشاد ہوتا ہے: فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ٘ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ اس کا ایک معنی چھوٹے بچوں کو آخرت کی طرف بھیجنا بھی کیا گیا ہے۔

پس مذکورہ چار وجوہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ نکاح کی زیادہ فضیلت کا ایک سبب اولاد کا حصول بھی ہے۔

وحکی أن بعض الصالحین کان یعرض علیه التزویج فیأبی برهة من دهره قال فانتبه من نومه ذات یوم وقال زوجونی زوجونی فزوجوه فسئل عن ذلك فقال لعل الله یرزقنی ولدا ویقبضه فیکون لی مقدمة فی

الآخرة ثم قال رأیت فی المنام کأن القیامة قد قامت وکأنی فی جملة الخلائق فی الموقف وبی من العطش ما کاد أن یقطع عنقی وکذا الخلائق فی شدة العطش والکرب فنحن کذلك إذ ولدان یتخللون الجمع علیهم منادیل من نور وبأیدیهم أباریق من فضة وأکواب من ذهب وهم یسقون الواحد بعد الواحد یتخللون الجمع ویتجاوزون أکثر الناس فمددت یدی إلی أحدهم وقلت اسقنی فقد أجهدنی العطش فقال لیس لك فینا ولد إنما نسقی آباءنا فقلت ومن أنتم فقالوا نحن من مات من أطفال المسلمین

وأحد المعانی المذکورة فی قوله تعالی {فأتوا حرثکم أنی شئتم وقدموا لأنفسکم} تقدیم الأطفال إلی الآخرة فقد ظهر بهذه الوجوه الأربعة أن أکثر فضل النکاح لأجل کونه سببا للولد[1]

حکایت نمبر:80

40سال سے دل پر گناہ کا خیال نہیں گزرا

منقول ہے کہ ایک بزرگ کثرت سے نکاح کرتے حتی کہ دو یا تین بیویاں تو ان کے نکاح میں رہتی ہی تھیں۔ بعض صوفیا نے اعتراض کیا تو انہوں نے فرمایا: ”کیا تمہیں کوئی ایسی گھڑی معلوم ہے (یعنی کبھی ایسا ہوا ہے کہ عالَمِ تصوُّر میں) تم بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو اور تمہارے دل میں کوئی شہوانی خیال نہ گزرا ہو؟“ کہا: ”نہیں، بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے (کہ دل میں کوئی نہ کوئی خیال آ ہی جاتا ہے)۔“ فرمایا: ”ایک لمحے میں تمہاری جو کیفیت ہوتی ہے یہی کیفیت اگر زندگی میں ایک بار بھی میری ہوتی اور میں اسے اچھا سمجھتا تو کبھی نکاح نہ کرتا، لیکن میرے دل میں جب بھی کوئی خیال گزرتا ہے تو میں اسے کر گزرتا ہوں تاکہ اس سے راحت پاؤں اور میرے معمولات میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ (میری حالت یہ ہے کہ) 40سال سے میرے دل پر گناہ کا خیال نہیں گزرا۔“

وکان بعض الصالحین یکثر النکاح حتی لا یکاد یخلو من اثنتین وثلاث فأنکر علیه بعض الصوفیة

---

1 ...احیاء علوم الدین، 2/27

فقال هل يعرف أحد منكم أنه جلس بين يدی الله تعالى جلسة أو وقف بين يديه موقفا فی معاملة فخطر علی قلبه خاطر شهوة فقالوا يصيبنا من ذلك كثير فقال لو رضيت فی عمری كله بمثل حالكم فی وقت واحد لما تزوجت لكنی ما خطر علی قلبی خاطر يشغلنی عن حالی إلا نفذته فأستريح وأرجع إلی شغلی ومنذ أربعين سنة ما خطر علی قلبی معصية[1]

حکایت نمبر:81

نکاح نگاہ اور شرم گاہ کا محافظ ہے

منقول ہے کہ کسی نے صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیھم کے حال پر اعتراض کیا تو ایک دیندار شخص نے اس سے پوچھا: ''تمہیں ان کی کون سی بات بری لگتی ہے؟'' اس نے کہا: ''وہ کھاتے بہت ہیں۔'' دیندار شخص نے کہا: ''جیسی بھوک انہیں لگتی ہے اگر تمہیں لگتی تو تم بھی انہیں کی طرح کھاتے۔'' کہا: ''وہ نکاح بہت کرتے ہیں۔'' دیندار شخص نے کہا: ''اگر ان کی طرح تم بھی اپنی نگاہ اور شرم گاہ کی حفاظت کے خواہاں ہوتے تو تم بھی کثرت سے نکاح کرتے۔

وأنكر بعض الناس حال الصوفية فقال له بعض ذوی الدين ما الذی تنكر منهم قال يأكلون كثيرا قال وأنت أيضا لو جعت كما يجوعون لأكلت كما يأكلون قال ينكحون كثيرا قال وأنت أيضا لو حفظت عينيك وفرجك كما يحفظون لنكحت كما ينكحون[2]

حکایت نمبر:82

نکاح کی فضیلت

منقول ہے کہ ایک عابد وزاہد بزرگ اپنی زوجہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ زوجہ کے انتقال کے

---

1 ...احیاء علوم الدین، 28/2

2 ...احیاء علوم الدین، 28/2

بعد لوگوں نے ان سے کہا: نکاح کر لیجئے! لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا: ”تنہائی میرے دل کو راحت دیتی اور میری سوچ کو منتشر نہیں ہونے دیتی۔“ چنانچہ، ایک بار انہوں (نکاح کا ارادہ ظاہر کرتے ہوئے) فرمایا: میں نے اپنی زوجہ کی وفات کے ایک ہفتہ بعد خواب دیکھا گویا کہ آسمان کے دروازے کھولے گئے اور لوگ اترنے لگے اور ان میں سے بعض بعض کے پیچھے ہوا میں چلنے لگے، جب بھی کوئی اترتا تو میری طرف دیکھتا اور اپنے پیچھے والے سے کہتا: ”یہ منحوس ہے۔“ دوسرا کہتا: ”ہاں!“ تیسرا اور چوتھا بھی اسی طرح گفتگو کرتے۔ لیکن میں ان سے ہیبت کی وجہ سے اس بارے میں کچھ پوچھ نہ سکا، آخر میں ایک لڑکا میرے پاس آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ ”یہ منحوس کون ہے جس کی طرف تم اشارہ کرتے ہو؟“ اس نے کہا: ”آپ۔“ میں نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا: ”ہم تمہارا نامۂ اعمال راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کے اعمال ناموں کے ساتھ اٹھاتے تھے، لیکن ایک ہفتہ سے ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ ہم اسے پیچھے رہ جانے والوں میں رکھیں۔ ہم نہیں جانتے کہ تم نے کیا کیا؟“ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد انہوں نے فرمایا: ”میرا نکاح کر دو!“ اس کے بعد وہ دو یا تین بیویاں رکھنے لگے۔

وروی أن بعض المتعبدين كان يحسن القيام على زوجته إلى أن ماتت فعرض عليه التزويج فامتنع وقال الوحدة أروح لقلبي وأجمع لهمي ثم قال رأيت في المنام بعد جمعة من وفاتها كأن أبواب السماء فتحت وكأن رجالا ينزلون ويسيرون في الهواء يتبع بعضهم بعضا فكلما نزل واحد نظر إلي وقال لمن وراءه هذا هو المشئوم فيقول الآخر نعم ويقول الثالث كذلك ويقول الرابع نعم فخفت أن أسألهم هيبة من ذلك إلى أن مربي آخرهم وكان غلاما فقلت له يا هذا من هذا المشئوم الذي تؤمئون إليه فقال أنت فقلت ولم ذاك قال كنا نرفع عملك في أعمال المجاهدين في سبيل الله فمنذ جمعة أمرنا أن نضع عملك مع الخالفين فما ندري ما أحدثت فقال لإخوانه زوجوني زوجوني فلم يكن تفارقه زوجتان أو ثلاث[1]

1 ...احیاء علوم الدین، 32/2

حکایت نمبر:83

تمہاری آزمائش فلاں کی بیٹی ہے

منقول ہے کہ کچھ لوگ حضرت سیِّدُنا یونس علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس آئے، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ان کی مہمان نوازی فرمائی، جب بھی آپ گھر میں داخل ہوتے اور نکلتے تو زوجہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو اذیت دیتی اور زبان درازی کرتی، لیکن آپ عَلَیْہِ السَّلَام خاموش رہتے۔ اس پر لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: ''تعجب نہ کرو! میں نے اللہ پاک سے دعا کی کہ اگر آخرت میں تو نے مجھ پر کوئی عتاب فرمانا ہو تو اس کے عوض مجھے دنیا میں ہی آزمائش میں ڈال دے۔'' تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ''تمہاری آزمائش فلاں کی بیٹی ہے، اس سے نکاح کر لو!'' لہٰذا میں نے اس سے نکاح کر لیا اور اس کا رویہ جو تم دیکھ رہے ہو میں اس پر صبر کرنے والا ہوں۔

وفی أخبار الأنبیاء علیھم السلام أن قوما دخلوا علی یونس النبی علیه السلام فأضافھم فکان یدخل ویخرج إلی منزله فتؤذیه امرأته وتستطیل علیه وھو ساکت فتعجبوا من ذلك فقال لا تعجبوا فإنی سألت اللہ تعالی وقلت ما أنت معاقب لی به فی الآخرۃ فعجله لی فی الدنیا فقال إن عقوبتك بنت فلان تتزوج بھا فتزوجت بھا وأنا صابر علی ما ترون منھا وفی الصبر علی ذلك ریاضة النفس وکسر الغضب[1]

حکایت نمبر:84

نواسۂ رسول رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے عورتوں کی محبت

نواسۂ رسول حضرت سیِّدُنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما بہت زیادہ نکاح کرنے والے اور بہت زیادہ طلاق دینے والے تھے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی رفیق کو اپنی دو بیویوں کو طلاق دینے کے لئے بھیجا اور فرمایا: ''ان سے کہو کہ اپنی عدت پوری کرو اور دونوں میں سے ہر ایک کو 10،10 ہزار درہم دو۔'' اس نے ایسے ہی کیا، جب وہ واپس لوٹا تو آپ رضی اللہ عنہ نے استفسار فرمایا: ''انہوں نے کیا کیا؟'' اس نے

1 ...احیاء علوم الدین، 32/2

عرض کی: ایک نے تو اپنا سر جھکا لیا اور اسے قبول کر لیا جبکہ دوسری زور زور سے روتے ہوئے کہنے لگی: محبوب سے جدائی کے مقابلہ میں یہ سامان بہت تھوڑا ہے۔ تو حضرت سیِّدُنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنا سر انور جھکا لیا اور اس پر رحم کرتے ہوئے فرمایا: ''طلاق دینے کے بعد اگر میں کسی عورت سے رجوع کرتا تو اسی سے کرتا۔''

کان الحسن بن علی رضی اللہ عنہما مطلاقا و منکاحا و وجہ ذات یوم بعض أصحابہ لطلاق امرأتین من نسائہ و قال قل لہما اعتدا و أمرہ أن یدفع إلی کل واحدۃ عشرۃ آلاف درھم ففعل فلما رجع إلیہ قال ماذا فعلتا قال أما إحداھما فنکست رأسہا و تنکست و أما الأخری فبکت و انتحبت و سمعتہا تقول متاع قلیل من حبیب مفارق فأطرق الحسن و ترحم لہا و قال لو کنت مراجعا امرأۃ بعد ما فارقتہا لراجعتہا(1)

حکایت نمبر:85

نواسۂ رسول رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی محبت میں کمی گوارا نہیں

ایک روز نواسۂ رسول حضرت سیِّدُنا امام حسن رضی اللہ عنہ، رئیس وفقیہِ مدینہ حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن حارث رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے۔ مدینہ منورہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں ان کی مثل کوئی نہیں تھا۔ ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا ان کی مثال بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں: اگر میں اپنے اس (یعنی بصرہ کے) سفر پر نہ جارہی ہوتی تو مجھے یہ زیادہ پسند تھا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی امت میں سے عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام جیسے 16 اشخاص میرے پاس ہوتے۔'' چنانچہ، آپ رضی اللہ عنہ جب پہنچے تو حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن حارث رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بہت تعظیم و توقیر کی، انہیں اپنی نشست گاہ پر بٹھایا اور عرض کی: ''حضور مجھے بلوا لیا ہوتا، میں خدمت میں حاضر ہو جاتا۔'' حضرت سیِّدُنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ضرورت مجھے تھی۔'' عرض کی: ''ارشاد فرمائیے! کیا ضرورت ہے؟'' فرمایا: ''میں آپ کی بیٹی کے نکاح کا پیغام لے کر آیا ہوں۔'' حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن حارث رحمۃ اللہ علیہ نے سر

1 ...احیاء علوم الدین، 56/2

جھکا لیا پھر سر اٹھا کر عرض کی: ''اللہ پاک کی قسم! زمین پر چلنے والا کوئی فرد ایسا نہیں جو مجھے آپ سے زیادہ عزیز ہو لیکن آپ جانتے ہیں کہ میری بیٹی میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جو چیز اسے رنجیدہ کرتی ہے مجھے بھی رنجیدہ کرتی ہے اور جو چیز اسے خوش کرتی ہے مجھے بھی خوش کرتی ہے، آپ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ طلاق دینے والے ہیں، مجھے خوف ہے کہ آپ اسے طلاق دے دیں گے، آپ نے ایسا کیا تو اندیشہ ہے کہ میرے دل میں آپ رضی اللہ عنہ کی جو محبت اور مقام و مرتبہ ہے اس میں تغیُّر آجائے گا اور آپ سے محبت میں کمی آئے یہ مجھے گوارا نہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ پیارے مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے جسم کے ٹکڑے ہیں، لہٰذا اگر آپ طلاق نہ دینے کی شرط منظور کرلیں تو اپنی بیٹی کا نکاح میں آپ سے کر دیتا ہوں؟'' آپ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور اٹھ کر تشریف لے گئے۔ فقیہِ مدینہ کے گھر والوں میں سے کسی نے کہا: میں نے نواسۂ رسول رضی اللہ عنہ کو واپس جاتے ہوئے یہ فرماتے سنا کہ ''عبد الرحمٰن بن حارث اپنی بیٹی کو میرے گلے کا طوق بنانا چاہتے ہیں۔''

ودخل الحسن ذات يوم على عبد الرحمن بن الحارث بن هشام فقيه المدينة ورئيسها ولم يكن له بالمدينة نظير وبه ضربت المثل عائشة رضي الله عنها حيث قالت لو لم أسر مسيري ذلك لكان أحب إلي من أن يكون لي ستة عشر ذكرا من رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل عبد الرحمن بن الحارث بن هشام فدخل عليه الحسن في بيته فعظمه عبد الرحمن وأجلسه في مجلسه وقال ألا أرسلت إلي فكنت أجيئك فقال الحاجة لنا قال وما هي قال جئتك خاطبا ابنتك فأطرق عبد الرحمن ثم رفع رأسه وقال والله ما على وجه الأرض أحد يمشي عليها أعز علي منك ولكنك تعلم أن ابنتي بضعة مني يسوئني ما ساءها ويسرني ما سرها وأنت مطلاق فأخاف أن تطلقها وإن فعلت خشيت أن يتغير قلبي في محبتك وأكره أن يتغير قلبي عليك فأنت بضعة من رسول الله صلى الله عليه وسلم فإن شرطت أن لا تطلقها زوجتك فسكت الحسن وقام وخرج وقال بعض أهل بيته سمعته وهو يمشي ويقول ما أراد عبد الرحمن إلا أن يجعل ابنته طوقا في عنقي [1]

[1]... احیاء علوم الدین، 2/56

حکایت نمبر:86

اہل ہمدان کی نواسۂ رسول رضی اللہ عنہ سے محبت

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ (عورتوں کے اولیا سے حیا کے سبب) حضرت سیِّدُنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے کثرت سے طلاق دینے کو ناپسند کرتے تھے، ایک مرتبہ ان کی طرف سے عذر بیان کرتے ہوئے بر سرِ منبر خطبہ میں فرمایا: ''میرا بیٹا حَسَن بہت زیادہ طلاق دینے والا ہے، لہٰذا اس سے نکاح نہ کرو۔'' چنانچہ، بنی ہمدان کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! اللہ پاک کی قسم! وہ جتنی عورتوں سے نکاح کرنا چاہیں ہم ان کے نکاح میں دیں گے، پھر اگر وہ چاہیں تو روک رکھیں اور چاہیں تو چھوڑ دیں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

لَوْ كُنْتُ بَوَّابًا عَلٰى باب جَنَّةٍ　　　لَقُلْتُ لِهَمْدَانَ أُدْخُلِيْ بِسَلَامٍ

ترجمہ: اگر میں جنت کے دروازے پر دربان ہوا تو اہل ہمدان سے کہوں گا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

اس حکایت سے اس بات پر تنبیہ ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص اہل و عیال میں سے اپنے کسی پیارے پر حیا کی کسی قسم کی وجہ سے طعن کرے تو اس میں اس کی موافقت نہیں کرنی چاہئے کہ یہ موافقت بُری ہے بلکہ ادب یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس کی مخالفت کرے کیونکہ یہ چیز اس کے دل کے لئے باعث مسرت اور اس کی باطنی بیماری کی دوا ہے۔

وكان علي رضي الله عنه يضجر من كثرة تطليقه فكان يعتذر منه على المنبر ويقول في خطبته إن حسنا مطلاقا فلا تنكحوه حتى قام رجل من همدان فقال والله يا أمير المؤمنين لننكحنه ما شاء فإن أحب أمسك وإن شاء ترك فسر ذلك عليا وقال: لو كنت بوابا على باب جنة ... لقلت لهمدان ادخلي بسلام وهذا تنبيه على أن من طعن في حبيبه من أهل وولد بنوع حياء فلا ينبغي أن يوافق عليه فهذه الموافقة قبيحة بل الأدب المخالفة ما أمكن فإن ذلك أسر لقلبه وأوفق لباطن ذاته[1]

1...احیاء علوم الدین، 2/56

حکایت نمبر:87

میرا کسی غیر عورت سے کیا تعلق

منقول ہے کہ ایک بزرگ نے اپنی زوجہ کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو ان سے پوچھا گیا: ''زوجہ کے بارے میں آپ کو کس چیز نے شک میں ڈالا؟'' انہوں نے فرمایا: ''عقل مند آدمی اپنی بیوی کی پردہ دری نہیں کرتا۔'' جب انہوں نے اس عورت کو طلاق دے دی تو پھر پوچھا گیا: ''آپ نے اسے طلاق کیوں دی؟'' فرمایا: ''میرا کسی غیر عورت سے کیا تعلق (یعنی میں کیوں کسی اجنبی عورت کے بارے میں کچھ کہوں)؟''

ویروی عن بعض الصالحین أنه أراد طلاق امرأة فقیل له ما الذی یریبك فیها فقال العاقل لا یهتك ستر امرأته فلما طلقها قیل له ،لم طلقتها فقال مالی ولا مرأة غیری[1]

حکایت نمبر:88

مُتَوَکِّلَہ عورت

منقول ہے کہ اسلاف میں سے ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا تو اس کے پڑوس کی عورتوں نے اس کے سفر کو ناپسند کرتے ہوئے اس کی بیوی سے کہا: ''تم اس کے سفر پر جانے میں کیوں راضی ہو گئی حالانکہ اس نے تمہارے لئے کوئی نفقہ وغیرہ بھی نہیں چھوڑا؟'' بیوی نے کہا: ''میں نے جب سے اپنے شوہر کو جانا ہے تو کھلانے والا ہی جانا ہے نہ کہ رزق دینے والا، رزق عطا کرنے والی ذات تو رب کریم کی ہے، کھلانے والا چلا گیا لیکن رزق عطا فرمانے والا موجود ہے۔''

وهم رجل من السلف بالسفر فكره جيرانه سفره فقالوا لزوجته لم ترضين بسفره ولم يدع لك نفقة فقالت زوجي منذ عرفته عرفته أكالا وما عرفته رزاقا ولي رب رزاق يذهب الأكال ويبقى الرزاق[2]

❶...احیاء علوم الدین،56/2

❷...احیاء علوم الدین،58/2

حکایت نمبر:89

سیِّدَتُنارابعہ بنتِ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہا کی شان ولایت

حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بنتِ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیِّدُنا احمد بن ابی حواری رحمۃ اللہ علیہ کو نکاح کا پیغام دیا، چونکہ آپ عبادت میں مشغول رہتے تھے اس لئے اسے ناپسند کیا اوران سے فرمایا:"اللہ پاک کی قسم !اپنی حالت میں مشغولیت کی وجہ سے میرا عورتوں سے نکاح کا کوئی ارادہ نہیں۔" انہوں نے کہا:"میں اپنی حالت میں آپ سے زیادہ مشغول ہوں اور مجھے بھی کوئی خواہش نہیں ہے لیکن پہلے شوہر کی وراثت سے مجھے کثیر مال حاصل ہوا ہے، میں چاہتی ہوں کہ آپ اسے اپنے بھائیوں پر خرچ کریں تاکہ آپ کے ذریعے نیک لوگوں کی معرفت حاصل کر کے میں بارگاہ الٰہی تک رسائی پالوں۔" حضرت سیِّدُنا احمد بن ابی حواری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:"میں اپنے استاذ محترم سے اجازت لے لوں پھر جواب دوں گا۔" چنانچہ، آپ اپنے استاذ محترم حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر گئے۔ فرماتے ہیں:

میرے استاذ محترم مجھے شادی سے منع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے:"ہمارے اصحاب میں سے جس نے بھی شادی کی اس کا حال تبدیل ہو گیا۔" لیکن جب انہوں نے ان کا کلام سنا تو فرمایا:"اس سے شادی کر لو کیونکہ وہ اللہ پاک کی ولیہ ہے اور ایسا کلام صدیقین کا ہوا کرتا ہے۔" چنانچہ، میں نے ان سے شادی کر لی، ہمارے گھر میں چونے سے بنی ایک کوٹھڑی تھی جو کھانے کے بعد جلدی نکلنے والوں کے ہاتھ دھونے اور اشنان کے ساتھ ہاتھ دھونے والے لوگوں کی وجہ سے خراب ہو گئی تھی۔ ان سے نکاح کے بعد میں نے تین اور عورتوں سے شادی کی تو حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا مجھے اچھا کھانا کھلا کر اور خوشبو لگا کر کہتی:"نشاط اور قوت کے ساتھ اپنی ازواج کے پاس جاؤ۔" حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بنتِ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ ملکِ شام میں ایسی تھیں جیسی حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ عَدَویہ رحمۃ اللہ علیہا بصرہ میں۔

وخطبت رابعة بنت إسماعيل أحمد بن أبي الحواري فكره ذلك لما كان فيه من العبادة وقال لها والله مالي همة في النساء لشغلي بحالي فقالت إني لأشغل بحالي منك ومالي شهوة ولكن ورثت مالا جزيلا

من زوجی فأردت أن تنفقه علی إخوانك وأعرف بك الصالحین فیکون لی طریقا إلی اللہ عزوجل فقال حتی استأذن أستاذی فرجع إلی أبی سلیمان الدارانی قال وکان ینہانی عن التزویج ویقول ما تزوج أحد من أصحابنا إلا تغیر فلما سمع کلامہا قال تزوج بہا فإنہا ولیۃ للہ ہذا کلام الصدیقین قال فتزوجتہا فکان فی منزلنا کن من جص ففنی من غسل أیدی المستعجلین للخروج بعد الأکل فضلا عمن غسل بالأشنان قال وتزوجت علیہا ثلاث نسوۃ فکانت تطعمنی الطیبات وتطیبنی وتقول اذہب بنشاطك وقوتك إلی أزواجك وکانت رابعۃ ہذہ تشبہ فی أہل الشام برابعۃ العدویۃ بالبصرۃ[1]

حکایت نمبر:90

تھوڑے سے نفع پر آخرت قربان نہ کرو!

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ''واسِط'' کے مقام پر تھے۔ انہوں نے گندم سے بھری ایک کشتی بصرہ شہر کی طرف بھیجی اور اپنے وکیل کو لکھا: ''جس دن یہ کھانا بصرہ پہنچے اسی دن اسے بیچ دینا اور اگلے دن تک مُؤَخَّر نہ کرنا۔'' اتفاقاً وہاں پر بھاؤ (rate) کم تھا تو تاجروں نے ان کے وکیل کو مشورہ دیا کہ ''اگر آپ اسے جمعہ کے دن تک مُؤَخَّر کریں تو اس میں دُگنا نفع ہو گا۔'' چنانچہ، اس نے جمعہ تک کے لئے فروخت کرنا مؤخر کر دیا تو اس میں کئی گنا فائدہ ہوا۔ وکیل نے یہ واقعہ مالک کو لکھ کر بھیجا تو انہوں نے وکیل کو خط لکھا کہ ''اے فلاں! ہم اپنے دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑے نفع پر ہی قناعت کر لیا کرتے ہیں مگر تم نے اس کے خلاف کیا۔ ہمیں یہ پسند نہیں ہے کہ ہمیں اس سے کئی گنا نفع ہو لیکن اس کے بدلے ہمارے دین میں سے کوئی شے چلی جائے۔ تم نے ہم پر ایک جرم لاگو کر دیا ہے، لہٰذا جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو تمام مال لے کر بصرہ کے فقرا پر صدقہ کر دینا۔ شاید کہ میں ذخیرہ اندوزی کے گناہ سے برابر برابر نجات پا سکوں کہ نہ تو میرا نقصان ہو اور نہ ہی فائدہ۔

1 ...احیاء علوم الدین، 58/2

وعن بعض السلف أنه كان بواسط فجهز سفينة حنطة إلى البصرة وكتب إلى وكيله بع هذا الطعام يوم يدخل البصرة ولا تؤخره إلى غد فوافق سعة في السعر فقال له التجار لو أخرته جمعة ربحت فيه أضعافه فأخره جمعة فربح فيه أمثاله وكتب إلى صاحبه بذلك فكتب إليه صاحب الطعام يا هذا إنا كنا قنعنا بربح يسير مع سلامة ديننا وإنك قد خالفت وما نحب أن نربح أضعافه بذهاب شيء من الدين فقد جنيت علينا جناية فإذا أتاك كتابي هذا فخذ المال كله فتصدق به على فقراء البصرة وليتني أنجو من إثم الاحتكار كفافا لا علي ولا لي(1)

حکایت نمبر:91

دو تجارتیں اور دو پیشے

ایک تابعی بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی شخص کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اپنے بیٹے کو دو تجارتوں اور دو پیشوں میں نہ لگانا: (۱) کھانے اور (۲) کفنوں کی تجارت۔ کیونکہ کھانے کی تجارت کرنے والا مہنگائی اور کفنوں کی تجارت کرنے والا لوگوں کے مرنے کا خواہش مند رہتا ہے اور دو پیشے یہ ہیں: (۱) قصاب کا پیشہ اور (۲) سنار کا پیشہ۔ کیونکہ قصاب کے پیشے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور سنار کے پیشے والا دنیا کو سونے اور چاندی سے آراستہ کرتا ہے۔

ولذلك أوصى بعض التابعين رجلا وقال لا تسلم ولدك في بيعتين ولا في صنعتين بيع الطعام وبيع الأكفان فإنه يتمنى الغلاء وموت الناس والصنعتان أن يكون جزارا فإنها صنعة تقسي القلب أو صواغا فإنه يزخرف الدنيا بالذهب والفضة(2)

حکایت نمبر:92

100 درہم چوری کرنے سے زیادہ سخت

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک کھوٹا درہم (سکہ) خرچ کرنا 100 درہم چوری کرنے سے

---

1 ...احیاء علوم الدین، 2/73

2 ...احیاء علوم الدین، 2/73

زیادہ سخت ہے کیونکہ چوری کا گناہ ایک ہے اور وہ مکمل ہو گیا جبکہ کھوٹے سکے کو خرچ کرنا ایک بدعت اور برا طریقہ ہے جسے اس نے دین میں ظاہر کیا۔ پس اس کی موت کے بعد اس کے بعد والے 100 یا 200 سال تک اس پر عمل کرتے رہیں گے حتی کہ وہ فنا ہو جائے تو ان سب کا گناہ اس پر ہو گا اور اس پر اس کا بھی گناہ ہو گا جو اس کے اس برے طریقے کی وجہ سے لوگوں کے اموال میں فساد آیا ہے۔ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے کہ مرنے کے ساتھ ساتھ اس کے تمام گناہ بھی منقطع ہو جائیں اور بڑی ہلاکت ہے اس کے لئے کہ جو خود تو مر جائے لیکن اس کے گناہ 200،100 سال یا اس سے بھی زیادہ مدت تک باقی رہیں اور اسے قبر میں ان کے سبب عذاب دیا جاتا رہے اور ان کے ختم ہونے تک اس سے پوچھ گچھ ہوتی رہے۔ چنانچہ،

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۚ⁽¹⁾

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے۔

مطلب یہ کہ جیسا ہم نے وہ لکھا ہے جو انہوں نے آگے بھیجا اسی طرح ہم وہ بھی لکھ رہے ہیں جو وہ اپنے اعمال کے اثر پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔

اسی کی مثل یہ فرمان عالیشان ہے: يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَىٕذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿۱۳﴾⁽²⁾

ترجمۂ کنز الایمان: اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا جتا دیا جائے گا۔

انہوں نے اپنے پیچھے اپنے اعمال کا برا اثر چھوڑا اور وہ برا طریقہ ہے جس پر دوسروں نے عمل کیا۔

وقال بعضهم إنفاق درهم زيف أشد من سرقة مائة درهم لأن السرقة معصية واحدة وقد تمت وانقطعت وإنفاق الزيف بدعة أظهرها في الدين وسنة سيئة يعمل بها من بعده فيكون عليه وزرها بعد موته إلى مائة سنة أو مائتي سنة إلى أن يفنى ذلك الدرهم ويكون عليه ما فسد من أموال الناس بسنته وطوبى لمن إذا مات ماتت معه ذنوبه والويل الطويل لمن يموت وتبقى ذنوبه مائة سنة ومائتي سنة أو أكثر يعذب بها في قبره ويسئل عنها إلى آخر انقراضها وقال تعالى {ونكتب ما قدموا وآثارهم} أي

---

1 ...پ22، یٰسٓ:12

2 ...پ29، القیامۃ:13

نکتب أیضا ما أخروه من آثار أعمالهم کما نکتب ما قدموه وفی مثله قوله تعالی { يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ } وإنما أخر آثار أعماله من سنة سیئة عمل بها غیره[1]

حکایت نمبر:93

مجاہد، گھوڑا اور کھوٹا سکہ

راہِ خدا میں جہاد کرنے والے ایک مجاہد بزرگ رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک بار میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا تا کہ ایک موٹے اور طاقتور کافر کو قتل کروں لیکن میرے گھوڑے نے کوتاہی کی تو میں واپس لوٹ آیا، پھر وہ موٹا طاقتور کافر میرے قریب ہوا تو میں نے پھر اس پر حملہ کیا لیکن اس بار بھی گھوڑے نے کوتاہی کی۔ پس میں واپس لوٹ آیا، جب میں نے تیسری بار حملہ کیا تو میرا گھوڑا مجھ سے بھاگ گیا حالانکہ اس کی یہ عادت نہ تھی۔ چنانچہ، میں غمگین ہو کر واپس لوٹا اور شکستہ دل سر جھکا کر بیٹھ گیا کیونکہ وہ کافر شخص میرے ہاتھوں قتل ہونے سے رہ گیا تھا۔ نیز گھوڑے کی ایسی عادت میں نے کبھی نہ دیکھی تھی تو میں نے خیمہ کے ستون پر اپنا سر رکھا جبکہ میرا گھوڑا کھڑا تھا۔ پس میں نے ایک خواب دیکھا گویا کہ میرا گھوڑا مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا: ''اللہ پاک کو یاد کرو! تم نے تین مرتبہ ارادہ کیا کہ تم میری پیٹھ پر سوار ہو کر کافر کو پکڑو حالانکہ کل جو تم نے میرے لئے چارہ خریدا تھا اس کی قیمت میں کھوٹا درہم دیا تھا۔ تو یہ (یعنی مجھ پر سوار ہو کر کافر کو مارنا) ہرگز نہیں ہو سکتا۔'' فرماتے ہیں: میں گھبرا کر بیدار ہوا اور اس چارہ بیچنے والے کے پاس جا کر وہ درہم تبدیل کیا۔

یہ حکایت اس ظلم کی مثال ہے جس کا ضرر و نقصان عام ہے تو دیگر مثالوں کو اسی پر قیاس کر لو۔

روی عن بعض الغزاۃ فی سبیل اللہ أنه قال حملت علی فرسی لأقتل علجا فقصر بی فرسی فرجعت ثم دنا منی العلج فحملت ثانیة فقصر فرسی فرجعت ثم حملت الثالثة فنفر منی فرسی وکنت لا أعتاد ذلك منه فرجعت حزینا وجلست منکس الرأس منکسر القلب لما فاتنی من العلج وما ظهر لی من خلق

[1] ...احیاء علوم الدین، 2/73

الفرس فوضعت رأسي على عمود الفسطاط وفرسي قائم فرأيت في النوم كأن الفرس يخاطبني ويقول لي بالله عليك أردت أن تأخذ على العلج ثلاث مرات وأنت بالأمس اشتريت لي علفا ودفعت في ثمنه درهما زائفا لا يكون هذا أبدا قال فانتبهت فزعا فذهبت إلى العلاف وأبدلت ذلك الدرهم فهذا مثال ما يعم ضرره وليقس عليه أمثاله[1]

حکایت نمبر:94

سب سے بہتر اور سب سے بُرا

ایک تابعی بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر میں لوگوں سے بھری ہوئی کسی مسجد میں داخل ہوں اور مجھ سے پوچھا جائے کہ "ان میں سے بہتر کون ہے؟" تو میں یہ سوال کروں گا کہ "ان میں سے مسلمانوں کا سب سے زیادہ خیر خواہ کون ہے؟" جب مجھے بتایا جائے گا کہ "یہ ہے۔" تو میں کہوں گا کہ "ان میں سے سب سے بہتر یہی شخص ہے۔" اور اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ "ان میں سب سے زیادہ برا کون ہے؟" تو میں سوال کروں گا کہ "ان میں سے مسلمانوں کو زیادہ دھوکا دینے والا کون ہے؟" جب بتایا جائے گا کہ "یہ ہے۔" تو میں جواب دوں گا: "ان میں سب سے زیادہ برا یہی شخص ہے۔"

وعن بعض التابعين أنه قال لو دخلت الجامع وهو غاص بأهله وقيل لي من خيرهؤلاء لقلت من أنصحهم لهم فإذا قالوا هذا قلت هو خيرهم ولو قيل لي من شرهم قلت من أغشهم لهم فإذا قيل هذا قلت هو شرهم[2]

حکایت نمبر:95

پیچھے چلنے سے منع فرمادیا

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ گدھے پر سوار اپنے گھر کی طرف جارہے تھے کہ

1 ...احیاء علوم الدین، 2/74

2 ...احیاء علوم الدین، 2/77

لوگ آپ کے پیچھے چلنے لگے آپ رُک گئے اور فرمایا: تمہیں کوئی حاجت ہے یا تم نے کسی چیز کے بارے میں پوچھنا ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو لوٹ جاؤ کیونکہ یہ (یعنی لوگوں کا پیچھے چلنا) بندے کے دل میں کچھ بھی نہیں چھوڑتا۔

وركب الحسن حمارا يريد المنزل فبينما هو يسير إذا التفت فرأى قوما يتبعونه فوقف فقال هل لكم من حاجة أو تسألون عن شيء وإلا فارجعوا فما يبقى هذا من قلب العبد[1]

حکایت نمبر:96

تکبُّر کا انجام

حضرت سیِّدُنا عُمَر بن شَبَّہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں مکّہ شریف میں صفا و مَروہ کے درمیان موجود تھا کہ میں نے خچر پر سوار ایک شخص کو دیکھا جس کے آگے آگے کچھ غلام تھے جو لوگوں پر سختی کرتے ہوئے انہیں راہ سے ہٹا رہے تھے، کچھ عرصہ بعد میں بغداد شریف آ گیا، وہاں میں ایک پل پر کھڑا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو ننگے پاؤں اور ننگے سر ہے اور اس کے سر کے بال بڑھے ہوئے ہیں، میں اسے بغور دیکھنے لگا تو اس نے کہا: "کیا بات ہے مجھے اس طرح غور سے کیوں دیکھ رہے ہو؟" میں نے کہا: "میں تمہیں اس شخص کے مشابہ پاتا ہوں جسے میں نے مکہ شریف میں دیکھا تھا، پھر میں نے اسے تمام واقِعہ سُنا دیا۔" واقعہ سن کر اس نے کہا: "میں وہی شخص ہوں۔" میں نے کہا: "تیرے ساتھ یہ معاملہ کیسے ہوا؟" اس نے کہا: "میں نے ایسی جگہ برتری چاہی جہاں لوگ عاجزی کرتے ہیں تو اللہ پاک نے مجھے ایسی جگہ رُسوا کر دیا جہاں لوگ برتری چاہتے ہیں۔"

وعن عمرو بن شيبة قال كنت بمكة بين الصفا والمروة فرأيت رجلاً راكباً بغلة وبين يديه غلمان وإذا هم يعنفون الناس قال ثم عدت بعد حين فدخلت بغداد فكنت على الجسر فإذا أنا برجل حاف حاسر طويل الشعر قال فجعلت أنظر إليه وأتأمله فقال لي مالك تنظر إلي فقلت له شبهتك برجل رأيته

1 ...احیاء علوم الدین، 3/329

بمكة ووصفت له الصفة فقال له أنا ذلك الرجل فقلت ما فعل الله بك فقال إني ترفعت في موضع يتواضع فيه الناس فوضعني الله حيث يترفع الناس (1)

حکایت نمبر:97

ایک فسادی اور عبادت گزار

منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص تھے جن میں سے ایک اپنے مُفْسِدانہ اَعمال کی وجہ سے فَسادی مشہور تھا جبکہ دوسرا (کثرت عبادت کے باعث) عبادت گزار پہچانا جاتا تھا اور اس کے سر پر بادل کا ٹکڑا سایہ کئے رہتا تھا۔ ایک دن فسادی شخص عبادت گزار کے پاس سے گزرا تو اس نے اپنے دل میں کہا: میں بنی اسرائیل کا فسادی ہوں اور یہ عابد ہے اگر میں اس کے پاس بیٹھوں تو امید ہے کہ اللہ پاک مجھ پر رحم فرمائے، اس خیال سے وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اس عبادت گزار نے دل میں کہا: میں بنی اسرائیل کا عابد ہوں اور یہ فسادی ہے یہ میرے پاس کیسے بیٹھ سکتا ہے؟ یہ سوچ کر اس نے ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے فسادی سے کہا: ”یہاں سے اٹھ جاؤ۔“ اس پر اللہ پاک نے اس زمانے کے نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ ان دونوں سے کہیں: ”وہ نئے سرے سے عمل شروع کریں، میں نے اس فسادی شخص کو بخش دیا اور عبادت گزار کے عمل کو ضائع کر دیا۔“ ایک روایت میں ہے کہ اللہ پاک نے بادل کے ٹکڑے کو عابد کے سر سے ہٹا کر اس فسادی کے سر پر کر دیا۔

روی أن رجلاً في بني إسرائيل كان يقال له خليع بني إسرائيل لكثرة فساده مر برجل آخر يقال له عابد بني إسرائيل وكان على رأس العابد غمامة تظله فلما مر الخليع به فقال الخليع في نفسه أنا خليع بني إسرائيل وهذا عابد بني إسرائيل فلو جلست إليه لعل الله يرحمني فجلس إليه فقال العابد أنا عابد بني إسرائيل وهذا خليع بني إسرائيل فكيف يجلس إلي فأنف منه وقال له قم عني فأوحى الله إلى نبي ذلك الزمان مرهما فليستأنفا العمل فقد غفرت للخليع وأحبطت عمل العابد وفي رواية اخرى: فتحولت الغمامة إلى رأس الخليع (2)

1 ...احیاء علوم الدین، 3/343

2 ...احیاء علوم الدین، 3/349

حکایت نمبر:98

اللہ پاک متقین کے اعمال ہی قبول فرماتا ہے

حضرت سیّدُنا ابو نصر تمار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدُنا بِشْر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہو کر نصیحت کا طَلَب گار ہوا، وہ سَفَرِ حج کا ارادہ رکھتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خرچ کے لئے کتنا مال رکھا ہے؟ عرض کی: دو ہزار درہم۔ فرمایا: حج کرنے سے تیرا کیا مقصد ہے، دنیا سے دوری، بیتُ اللہ شریف کی زیارت یا رِضائے الٰہی کا حصول؟ عرض کی: رضائے الٰہی کا حصول۔ فرمایا: کیا تمہیں اگر دو ہزار درہم خرچ کرنے پر گھر بیٹھے رضائے الٰہی حاصل ہو جائے اور تمہیں اس کا یقین بھی ہو تو کیا تم ایسا کرو گے؟ اس نے کہا: ہاں! فرمایا: واپس لوٹ جا اور دو ہزار درہم ایسے 10 افراد کو دے جن میں کوئی قرض دار ہو تو اپنے قرض سے خُلاصی پائے، فقیر ہو تو اپنی حالت درست کرے، عِیال دار ہو تو اپنے بال بچوں کی ضرورت پوری کرے، یتیم کی پرورش کرنے والا ہو تو یتیم کو خوش کرے اگر تیرا دل ایک ہی شخص کو دینا چاہے تو اسے ہی دے دینا کہ مسلمان کے دل میں خوشی داخل کرنا، مظلوم کی فریاد رسی کرنا، اس کی تکلیف کو دور کرنا اور کمزور کی مدد کرنا 100 نفلی حج سے افضل ہے۔ جا! اور اسے ویسے ہی خرچ کر جیسے میں نے کہا ہے ورنہ جو تیرے دل میں ہے وہ بتا دے۔ اس نے کہا: اے ابو نصر! میرے دل میں سفر کا ہی ارادہ ہے۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور اس پر شفقت کرتے ہوئے فرمایا: جب تجارت اور مشتبہ ذرائع سے مال جمع ہوتا ہے تو نفس خرچ تو اپنی مرضی کے مطابق کرتا ہے لیکن نیک اعمال کو آڑ بنا لیتا ہے مگر اللہ پاک نے قسم ارشاد فرمائی ہے کہ وہ صرف متقین کے اعمال قبول فرمائے گا۔

وقال أبو نصر التمار إن رجلا جاء يودع بشر بن الحارث وقال قد عزمت على الحج فتأمرني بشيء فقال له كم أعددت للنفقة فقال ألفي درهم

قال بشر فأي شئ تبتغي بحجك تزهدا أو اشتياقا إلى البيت أو ابتغاء مرضاة الله قال ابتغاء

مرضاة الله قال فإن أصبت مرضاة الله تعالى وأنت فی منزلك وتنفق ألفی درهم وتكون على يقين من مرضاة الله تعالى أتفعل ذلك قال نعم قال اذهب فأعطها عشرة أنفس مديون يقضی دينه وفقير يرم شعثه ومعيل يغنی عياله ومربی يتيم يفرحه وإن قوی قلبك تعطيها واحدا فافعل فإن إدخالك السرور على قلب المسلم وإغاثة اللهفان وكشف الضر وإعانة الضعيف أفضل من مائة حجة بعد حجة الإسلام قم فأخرجها كما أمرناك وإلا فقل لنا ما فی قلبك فقال يا أبا نصر سفری أقوى فی قلبی فتبسم بشر رحمه الله وأقبل عليه وقال له المال إذا جمع من وسخ التجارات والشبهات اقتضت النفس أن تقضی به وطرا فأظهرت الأعمال الصالحات وقد آلى الله على نفسه أن لا يقبل إلا عمل المتقين[1]

حکایت نمبر:99

آشوب چشم کا علاج نہ کروایا

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا ابوذَر غفّاری رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں آشوبِ چشم ہوا تو کسی نے عرض کی: آپ آنکھوں کا علاج کروائیں۔ فرمایا: مجھے ان کی فکر نہیں۔ عرض کی گئی: آپ اللہ پاک سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کو اس مرض سے نجات عطا فرمائے۔ فرمایا: میں دعا میں وہ چیز مانگوں گا جو ان آنکھوں سے زیادہ اہم ہے۔

وقيل لأبی ذر وقد رمدت عيناه لو داويتهما قال إنی عنهما مشغول فقيل لو سألت الله تعالى أن يعافيك فقال أسأله فيما هو أهم علی منهما[2]

حکایت نمبر:100

سیِّدُنا طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے ہشام کو لاجواب کردیا

منقول ہے کہ ہشام بن عبدُ المَلِک مکہ مکرمہ زَادَهَا اللهُ شَرَفًاوَّ تَعْظِيْمًا میں حج کرنے کے لئے آیا۔ جب شہر میں داخل ہوا تو کہنے لگا کہ کسی صحابی کو میرے پاس لاؤ۔ کہا گیا: اے خلیفہ! وہ دنیا سے چلے گئے۔ کہا: تابعین میں سے

1 ...احیاء علوم الدین، 3/409

2 ...احیاء علوم الدین، 4/286

کسی کو لے آؤ۔ تو وہ حضرت سیّدُنا طاؤس یمانی رحمۃ اللہ علیہ کو لائے جب وہ داخل ہوئے تو انہوں نے اپنے نعلین اس کے فرش کے کنارے پر اتار دیئے اور امیر المؤمنین کہہ کر سلام نہیں کیا۔ بس یہ کہا: "اے ہشام تم پر سلامتی ہو۔" اور اس کی کنیت (ابو سلیمان) ذکر نہیں کی اور اس کے سامنے بیٹھ کر پوچھا: اے ہشام کیسے ہو؟ ہشام کو بہت غصہ آیا یہاں تک کہ آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس سے کہا گیا کہ آپ اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حرم میں ہیں اور یہ بات یعنی ان کا قتل ممکن نہیں ہے۔ خلیفہ کہنے لگا کہ اے طاؤس! تم نے یہ کیا کیا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے کیا کیا ہے؟ تو وہ مزید غصے ہو گیا اور بولا: تم نے اپنے جوتے میرے فرش کے کنارے پر اتارے ہیں اور میری دست بوسی نہیں کی اور امیر المؤمنین کہہ کر مجھے سلام نہیں کیا اور نہ ہی میری کنیت بیان کی ہے اور میری اجازت کے بغیر میرے سامنے آ کر بیٹھ گئے ہو اور کہہ رہے ہو کہ اے ہشام کیسے ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جہاں تک تمہارے فرش کے کنارے اپنے نعلین اتارنے کا تعلق ہے تو میں اللہ پاک کے سامنے روزانہ پانچ وقت اتارتا ہوں، اس نے نہ کبھی مجھے سزا دی ہے اور نہ ہی مجھ پر غضب فرمایا۔ جہاں تک تمہاری دست بوسی کا تعلق ہے تو میں نے خلیفۂ چہارم امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کا ہاتھ چومے مگر یہ کہ اپنی بیوی کو شہوت سے اور اپنے بچے کو شفقت سے چوم سکتا ہے اور تمہارا یہ کہنا کہ امیر المؤمنین کہہ کر سلام نہیں کیا تو یہ اس لئے کہ تمام لوگ تمہارے امیر المؤمنین ہونے پر راضی نہیں ہیں، لہٰذا میں نے جھوٹ بولنا پسند نہیں کیا اور تمہارا یہ کہنا کہ میری کنیت کا ذکر نہیں کیا تو یہ اس وجہ سے کہ اللہ پاک نے اپنے انبیا و اولیا کا نام لیا ہے۔ چنانچہ، فرمایا: اے داؤد! اے یحییٰ! اے عیسیٰ! اور اپنے دشمنوں کو کنیت دی ہے جیسے: "تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ" اور جہاں تک تمہارے سامنے آ کر بیٹھنے کا تعلق ہے تو اس کے متعلق میں نے خلیفۂ چہارم امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ "جب تو کسی دوزخی کو دیکھنا چاہے تو ایسے شخص کو دیکھ لے جو بیٹھا ہو اور اس کے ارد گرد قوم کھڑی ہو۔" ہشام بن عبد الملک نے یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: مجھے نصیحت فرمایئے! فرمایا: میں نے خلیفۂ چہارم امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ "جہنم میں بڑی گردنوں والے اونٹوں کی مانند سانپ ہیں اور خچر کی طرح بچھو ہیں جو اُن حکمرانوں کو نگل جائیں گے جو اپنی رعایا میں

انصاف نہیں کرتے۔" یہ فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور وہاں سے تشریف لے گئے۔

حکی أن هشام بن عبد الملك قدم حاجا إلى مكة فلما دخلها قال ائتونی برجل من الصحابة فقيل يا أمير المؤمنين قد تفانوا فقال من التابعين فأتی بطاوس اليمانی فلما دخل عليه خلع نعليه بحاشية بساطه ولم يسلم عليه بإمرة المؤمنين ولكن قال السلام عليك يا هشام ولم يكنه وجلس بإزائه وقال كيف أنت يا هشام فغضب هشام غضبا شديدا حتى هم بقتله فقيل له أنت فی حرم الله وحرم رسوله ولا يمكن ذلك فقال يا طاوس ما الذی حملك على ما صنعت قال وما الذی صنعت فازداد غضبا وغيظا قال خلعت نعليك بحاشية بساطی ولم تقبل يدی ولم تسلم علی بإمرة المؤمنين ولم تكننی وجلست بإزائی بغير إذنی وقلت كيف أنت يا هشام قال أما ما فعلت من خلع نعلی بحاشية بساطك فإنی أخلعهما بين يدی رب العزة كل يوم خمس مرات ولا يعاقبنی ولا يغضب علی وأما قولك لم تقبل يدی فإنی سمعت أمير المؤمنين علی بن أبی طالب رضی الله عنه يقول لا يحل لرجل أن يقبل يد أحد إلا امرأته من شهوة أو ولده من رحمة وأما قولك لم تسلم علی بإمرة المؤمنين فليس كل الناس راضين بإمرتك فكرهت أن أكذب وأما قولك لم تكننی فإن الله تعالى سمى أنبياءه وأولياءه فقال يا يحيى يا عيسى وكنى أعداءه فقال {تبت يدا أبی لهب} وأما قولك جلست بإزائی فإنی سمعت أمير المؤمنين عليا رضی الله عنه يقول إذا أردت أن تنظر إلى رجل من أهل النار فانظر إلى رجل جالس وحوله قوم قيام

فقال له هشام عظنی فقال سمعت من أمير المؤمنين علی رضی الله عنه يقول إن فی جهنم حيات كالقلال وعقارب كالبغال تلدغ كل أمير لا يعدل فی رعيته ثم قام وهرب [1]

حکایت نمبر:101

خلیفۂ وقت کو نصیحت بھرے جوابات

مروی ہے کہ سلیمان بن عبد الملک مکہ مکرمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا جانے کے ارادے سے مدینہ منورہ زَادَھَا

1 ...احیاء علوم الدین، 2/146

اللہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا آیاتواس نے حضرت سیِّدُنا ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلایا۔ جب آپ تشریف لائے تو سلیمان نے پوچھا: اے ابو حازم! ہم موت کو ناپسند کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: کیونکہ تم نے اپنی آخرت کو برباد اور دنیا کو آباد کیا اس لئے آبادی کو چھوڑ کر ویرانے میں جانا ناپسند کرتے ہو۔ اس نے کہا: اے ابو حازم! اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضری کیسے ہو گی؟ فرمایا: اے خلیفہ! نیک شخص اللہ پاک کی بارگاہ میں ایسے حاضر ہو گا جیسے مسافر اپنے اہل خانہ کے پاس آتا ہے اور گناہ گار ایسے حاضر ہو گا جیسے بھاگا ہوا غلام اپنے آقا کے پاس آتا ہے۔ سلیمان بن عبد الملک نے روتے ہوئے کہا: کاش مجھے علم ہوتا کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں کیسے حاضر ہوں گا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خود کو قرآن پاک کی اس آیت پر پیش کرو:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ (۱۳) وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ (۱۴) (1)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک نکوکار ضرور چین میں ہیں اور بے شک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں۔

سلیمان نے کہا: اللہ پاک کی رحمت کہاں ہے؟ فرمایا: نیکوکاروں کے پاس ہے۔ اس نے کہا: اے ابو حازم: اللہ پاک کے کون سے بندے زیادہ مکرم و بزرگی والے ہیں؟ فرمایا: بھلائی اور تقویٰ والے۔ اس نے کہا: کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: حرام چیزوں سے بچتے ہوئے فرائض کی ادائیگی۔ کہا: کون سا کلام زیادہ اچھا ہے؟ فرمایا: اس کے سامنے حق بات کہنا جس سے تم ڈرتے ہو اور امید بھی رکھتے ہو۔ کہا: کون سا مسلمان زیادہ عقل مند ہے؟ فرمایا: وہ شخص جو اللہ پاک کی اطاعت کرتا ہے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتا ہے۔ کہا: کون سا مسلمان زیادہ خسارے میں ہے؟ فرمایا: جو اپنے ظالم بھائی کی خواہش کی پیروی کرے اور دوسرے کی دنیا کے لئے اپنی آخرت بیچ دے۔ سلیمان نے کہا: آپ ہماری موجودہ حالت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رہنے دو۔ اس نے کہا: ضرور بتائیں کہ یہ آپ کی طرف سے ہمارے لئے نصیحت ہو گی۔ فرمایا: "اے خلیفہ! تمہارے آباء و اجداد نے تلواروں کے ساتھ دباؤ ڈالا اور یہ زمین مسلمانوں سے مشورہ اور ان کی رضامندی کے بغیر زبردستی لے لی حتی کہ ان میں سے بہت سے لوگوں کو

(1)...پ30، الانفطار: 13، 14

تمہارے بڑوں نے قتل کر کے آخرت کی طرف کوچ کیا۔ اے کاش! تمہیں معلوم ہو تا کہ انہوں نے کیا کہا اور انہیں کیا جواب ملا۔ ‘‘ یہ سن کر خلیفہ کا ایک ساتھی کہنے لگا: آپ نے بہت بری بات کہی۔ حضرت سیِّدُنا ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بے شک اللہ پاک نے مسلمانوں سے عہد لیا ہے کہ وہ حق بات بیان کریں اور اسے چھپائیں نہیں۔ سلیمان نے کہا: ہم کیسے اس فساد کو درست کر سکتے ہیں۔ فرمایا: حلال طریقے پر حاصل کر کے اس کے مصرف میں خرچ کرو۔ اس نے کہا: یہ کون کر سکتا ہے؟ فرمایا: جنت کا طلب گار اور دوزخ سے ڈرنے والا۔ اس نے کہا: میرے لئے دعا فرمایئے! تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دعا کی:

’’اے اللہ! اگر سلیمان تیرا دوست ہے تو اس کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی آسان فرمادے اور اگر تیرا دشمن ہے تو تُو اسے اپنی محبوب اور پسندیدہ چیز کی طرف پھیر دے۔‘‘

خلیفہ سلیمان بن عبد الملک نے کہا: مجھے وصیت کیجئے! حضرت سیِّدُنا ابو حازِم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں تمہیں مختصر وصیت کرتا ہوں کہ اپنے رب کریم کی عظمت اور پاکیزگی کا تصور ایسا ہو کہ اُس نے جس کام سے منع کیا ہے تجھے اس کا مرتکب نہ پائے اور جس کام کا حکم دیا ہے اس سے کوتاہی کرنے والا نہ دیکھے۔

وحکی أن سلیمان بن عبد الملك قدم المدینة وهو یرید مكة فأرسل إلى أبي حازم فدعاه فلما دخل علیه قال له سلیمان یا أبا حازم ما لنا نكره الموت فقال لأنكم خربتم آخرتكم وعمرتم دنیاكم فكرهتم أن تنتقلوا من العمران إلى الخراب فقال یا أبا حازم كیف القدوم على الله قال یا أمیر المؤمنین أما المحسن فكالغائب یقدم على أهله وأما المسیء فكالآبق یقدم على مولاه فبكى سلیمان وقال لیت شعري ما لي عند الله قال أبو حازم اعرض نفسك على كتاب الله تعالى حیث قال {إن الأبرار لفي نعیم وإن الفجار لفي جحیم} قال فأین رحمة الله قال قریب من المحسنین ثم قال سلیمان یا أبا حازم أي عباد الله أكرم قال أهل البر والتقوى قال فأي الأعمال أفضل قال أداء الفرائض مع اجتناب المحارم قال فأي الكلام أسمع قال قول الحق عند من تخاف وترجوا قال فأي المؤمنين أكیس قال رجل عمل

بطاعة الله ودعا الناس إليها قال فأى المؤمنين أخسر قال رجل خطا فى هوى أخيه وهو ظالم فباع آخرته بدنيا غيره قال سليمان ما تقول فيما نحن فيه قال أو تعفينى قال لا بد فإنها نصيحة تلقيها إلى قال يا أمير المؤمنين إن آباءك قهروا الناس بالسيف وأخذوا هذا الملك عنوة من غير مشورة من المسلمين ولا رضا منهم حتى قتلوا منهم مقتلة عظيمة وقد ارتحلوا فلو شعرت مما قالوا وما قيل لهم فقال له رجل من جلسائه بئسما قلت قال أبو حازم إن الله قد أخذ الميثاق على العلماء ليبيننه للناس ولا يكتمونه قال وكيف لنا أن نصلح هذا الفساد قال أن تأخذه من حله فتضعه فى حقه فقال سليمان ومن يقدر على ذلك فقال من يطلب الجنة ويخاف من النار فقال سليمان ادع لى فقال أبو حازم اللهم إن كان سليمان وليك فيسره لخيرى الدنيا والآخرة وإن كان عدوك فخذ بناصيته إلى ما تحب وترضى فقال سليمان أوصنى فقال أوصيك وأوجز عظم ربك ونزهه أن يراك حيث نهاك أو يفقدك حيث أمرك[1]

حکایت نمبر:102

اصلاح کا عملی طریقہ

حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیِّدُنا ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مجھے نصیحت فرمائیے! تو آپ نے یوں نصیحت فرمائی کہ لیٹ جائیں اور موت کو اپنے سر پر سمجھتے ہوئے غور کریں کہ اس وقت کس وصف کا اپنی ذات میں ہونا پسند کرتے ہیں اور کس وصف کا نہ ہونا پسند کرتے ہیں۔ پس جو وصف پسند ہو اسے اسی وقت اختیار کر لیں اور جو ناپسند ہو اُسے اسی وقت چھوڑ دیں، کہ ہو سکتا ہے وہ گھڑی آخری ہو۔

وقال عمر ابن عبد العزيز لأبى حازم عظنى فقال اضطجع ثم اجعل الموت عند رأسك ثم انظر إلى ما تحب أن يكون فيك تلك الساعة فخذ به الآن وما تكره أن يكون فيك تلك الساعة فدعه الآن فلعل تلك الساعة

1 ...احیاء علوم الدین، 2/147

قریبۃ(1)

حکایت نمبر:103

دیہاتی کی نصیحتوں بھری گفتگو

خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کے پاس ایک دیہاتی آیا۔ خلیفہ نے کہا: اے دیہاتی! کچھ بولو۔ اس نے کہا: اے خلیفہ! جو کلام میں آپ سے کروں گا اسے برداشت کیجئے گا اگرچہ ناپسند ہو کیونکہ اگر آپ قبول کریں گے تو اس کے بعد وہ بھی ہو گا جو آپ کو پسند ہو۔ خلیفہ نے کہا: اے اعرابی! ہم اتنے وسیع ظرف کے مالک ہیں کہ جس سے ہمیں نصیحت کی امید نہیں ہوتی اور اس کے دھوکے کا ڈر ہوتا ہے اس کی بات بھی قبول کرتے ہیں تو ایسے شخص کی بات کیوں قبول نہ کریں گے جس کے دھوکے سے بے خوفی اور نصیحت کی امید ہو۔ چنانچہ، اعرابی نے بولنا شروع کیا: ”اے خلیفہ! آپ کو ایسے لوگوں نے گھیر رکھا ہے جنہوں نے اپنی جانوں کا برا چاہا اور دنیا کے بدلے دین بیچ دیا ہے اور آپ کی رضا کے لئے اپنے رب کی ناراضی مول لی ہے اور اللہ پاک کے بارے میں آپ سے ڈرتے ہیں لیکن آپ کے بارے میں اللہ پاک سے نہیں ڈرتے، انہوں نے آخرت سے جنگ کر کے دنیا سے صلح کر لی ہے، لہٰذا جس معاملے پر اللہ پاک نے آپ کو امین بنایا ہے اسے ان کے سپرد نہ کریں کیونکہ انہوں نے امانت کو ضائع کرنے، اُمت کو ذلیل و رسوا کرنے اور ان پر ظلم ڈھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ان کے اعمال کے جواب دہ آپ ہیں مگر وہ آپ کے عمل کے جواب دہ نہیں۔ اس لئے آپ اپنی آخرت برباد کر کے ان کی دنیا مت سنواریں کیونکہ لوگوں میں سب سے زیادہ خسارے میں وہ شخص ہے جس نے دوسروں کی دنیا کے عوض اپنی آخرت کو بیچ دیا۔“ یہ سن کر سلیمان نے کہا: اے اعرابی! تم نے اپنی زبان کو خوب تیز کر رکھا ہے یہ تو تمہاری تلوار سے بھی تیز کاٹتی ہے۔ اعرابی نے کہا: اے خلیفہ! ٹھیک ہے مگر اس میں آپ کے لئے فائدہ ہے نقصان نہیں۔

1...احیاء علوم الدین، 147/2

ودخل أعرابی علی سلیمان بن عبد الملك فقال تكلم یا أعرابی فقال یا أمیر المؤمنین إنی مكلمك بكلام فاحتمله وإن كرهته فإن وراءه ما تحب إن قبلته فقال یا أعرابی إنا لنجود بسعة الاحتمال علی من لا نرجو نصحه ولا تأمن غشه فكیف بمن نأمن غشه ونرجو نصحه فقال الأعرابی یا أمیر المؤمنین إنه قد تكنفك رجال اساءوا الاختیار لأنفسهم وابتاعوا دنیاهم بدینهم ورضاك بسخط ربهم خافوك فی الله تعالی ولم یخافوا الله فیك حرب الآخرة سلم الدنیا فلا تأتمنهم علی ما ائتمنك الله تعالی علیه فإنهم لم یألوا فی الأمانة تضییعا وفی الأمة خسفا وعسفا وأنت مسؤول عما اجترحوا ولیسوا بمسؤولین عما اجترحت فلا تصلح دنیاهم بفساد آخرتك فإن أعظم الناس غبنا من باع آخرته بدنیا غیره فقال له سلیمان یا أعرابی أما إنك قد سللت لسانك وهو أقطع سیفك قال أجل یا أمیر المؤمنین ولكن لك لا علیك[1]

حکایت نمبر:104

سیِّدُنا امیر مُعاوِیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو نصیحت

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور فرمایا: اے معاویہ! اللہ پاک سے ڈریئے اور جان لیجئے کہ ہر گزرا ہوا دن اور آنے والی رات آپ کو دنیا سے دور اور آخرت کے قریب کر رہا ہے۔ آپ کے پیچھے ایک طالب لگا ہوا ہے جس سے آپ بچ نہیں سکتے اور آپ کے لئے ایک حد مقرر ہے جس سے بڑھ نہیں سکتے، آپ کو حد تک پہنچنے کی کتنی جلدی ہے حالانکہ آپ کو تلاش کرنے والا خود آپ کے پیچھے ہے۔ یاد رکھیے کہ ہم اور ہماری دنیا سب فانی ہے اور جس کی طرف ہم جا رہے ہیں وہ باقی رہنے والی ہے۔ اگر اعمال اچھے ہیں تو جزا اچھی ہو گی اور اگر برے ہیں تو جزا بھی بری ہو گی۔

وحکی أن أبا بکرة دخل علی معاویة فقال اتق الله یا معاویة واعلم أنك فی كل یوم یخرج عنك وفی كل لیلة تأتی علیك لا تزداد من الدنیا إلا بعدا ومن الآخرة إلا قربا وعلی أثرك طالب لا تفوته وقد نصب لك

1 ...احیاء علوم الدین، 2/148

علما لا تجوزه فما أسرع ما تبلغ العلم وما أوشك ما يلحق بك الطالب وإنا وما نحن فيه زائل وفى الذى نحن إليه صائرون باق إن خيرا فخير وإن شرا فشر[1]

حکایت نمبر:105

عیب نہ ڈھونڈو

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک رات مدینہ کے ایک کوچے سے گزر رہا تھا کہ ہمیں ایک گھر میں چراغ جلتا نظر آیا تو ہم اس کی طرف چل دیئے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو دروازہ بند تھا اور اندر سے شور وغل کی آواز آرہی تھی، امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ گھر کس کا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: یہ گھر ربیعہ بن امیہ بن خلف کا ہے اور وہ اس وقت لوگوں کے ساتھ شراب پی رہا ہے، تمہاری کیا رائے ہے کیا ہم انہیں گرفتار کرلیں۔ میں نے عرض کی: میری رائے یہ ہے کہ ہم نے وہ کام کیا جس سے اللہ پاک نے منع فرمایا ہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوْا[2] ترجمۂ کنز الایمان: اور عیب نہ ڈھونڈو۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو انہیں اسی حالت میں چھوڑ کر وہاں سے تشریف لے گئے۔

وعن عبد الرحمن ابن عوف رضى الله عنه قال خرجت مع عمر رضى الله عنه ليلة فى المدينة فبينما نحن نمشى إذ ظهر لنا سراج فانطلقنا نؤمه فلما دنونا منه إذا باب مغلق على قوم لهم أصوات ولغط فأخذ عمر بيدى وقال أتدرى بيت من هذا قلت لا فقال هذا بيت ربيعة بن أمية بن خلف وهم الآن شرب فما ترى قلت أرى أنا قد أتينا ما نهانا الله عنه قال الله تعالى {ولا تجسسوا} فرجع عمر رضى الله عنه

1...احیاء علوم الدین، 2/148

2...پ26، الحجرات:12

وترکھم[1]

حکایت نمبر:106

چچا کا بھتیجے کو حد لگوانا

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص کسی کو آپ کے پاس لایا اور عرض کی: ''یہ نشے میں ہے۔'' حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس کا منہ سونگھو۔'' لوگوں نے اس کا منہ سونگھا تو اسے نشے میں پایا۔ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس (نشے میں مدہوش) شخص کو روکے رکھا یہاں تک کہ اس کا نشہ جاتا رہا پھر کوڑا منگوایا اور اس کی گرہ کھول دی اور جلاد سے فرمایا: ''اسے کوڑے لگاؤ اور اپنا ہاتھ بلند رکھنا اور ہر عضو کو اس کا حق دینا۔'' چنانچہ، جلاد نے اسے کوڑے لگائے اس حال میں کہ وہ کوٹ یا کرتا پہنے ہوئے تھا، جب جلاد کوڑے لگانے سے فارغ ہوا تو حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو لانے والے سے دریافت کیا: ''تم اس کے کیا لگتے ہو؟'' اس نے کہا: ''میں اس کا چچا ہوں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا: تم نے نہ تو اسے اچھا ادب سکھایا اور نہ ہی اس کی ستر پوشی کی، جب حد کا معاملہ حاکم تک پہنچ جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ حد قائم کرے اور بے شک اللہ پاک معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند فرماتا ہے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی:

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا[2]

ترجمۂ کنز الایمان: اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگزریں۔

پھر حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس پہلے شخص کے بارے میں علم ہے جس کا حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہاتھ کاٹا تھا وہ اس طرح کہ بارگاہِ رسالت میں ایک چور کو لایا گیا تو آپ

---

1 ...احیاء علوم الدین، 2/200

2 ...پ18، النور: 22

نے اس کا ہاتھ کاٹا پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نے ملاحظہ کیا تو عرض کی: یَارَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! ایسا معلوم ہو رہا ہے گویا آپ اس کے ہاتھ کاٹنے کو ناپسند فرما رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے کیوں برا نہ لگتا، تم اپنے بھائی پر شیطان کے مددگار نہ بنو۔'' صحابۂ کرام نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اسے معاف کیوں نہ فرمایا؟ ارشاد فرمایا: ''حاکم پر لازم ہے کہ جب حد کا معاملہ اس تک پہنچ جائے تو وہ حد قائم کرے، بے شک اللہ پاک بخشنے والا ہے اور معافی کو پسند فرماتا ہے اس کے بعد آپ نے یہ آیت مقدسہ تلاوت فرمائی:

وَلۡیَعۡفُوۡا وَلۡیَصۡفَحُوۡا ؕ اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (۲۲) (1)

ترجمۂ کنز الایمان: اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگزریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ایک روایت میں ہے: رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چہرے پر تبدیلی کے ایسے آثار نمودار ہوئے گویا شدتِ تغیر کی وجہ سے چہرہ گرد آلود ہو گیا ہو۔

وقال بعضهم كنت قاعدا مع عبد الله بن مسعود رضي الله عنه إذ جاءه رجل بآخر فقال هذا نشوان فقال عبد الله بن مسعود استنكهوه فاستنكهوه فوجده نشوانا فحبسه حتى ذهب سكره ثم دعا بسوط فكسر ثمره ثم قال للجلاد اجلد وارفع يدك وأعط كل عضو حقه فجلده وعليه قباء أو مرط فلما فرغ قال للذي جاء به ما أنت منه قال عمه قال عبد الله ما أدبت فأحسنت الأدب ولا سترت الحرمة إنه ينبغي للإمام إذا انتهى إليه حد أن يقيمه وإن الله عفو يحب العفو ثم قرأ {وليعفوا وليصفحوا} ثم قال إني لأذكر أول رجل قطعه النبي صلى الله عليه وسلم أتي بسارق فقطعه فكأنما أسف وجهه فقالوا يا رسول الله كأنك كرهت قطعه فقال وما يمنعني لا تكونوا عونا للشياطين على أخيكم فقالوا ألا عفوت عنه فقال إنه ينبغي للسلطان إذا انتهى إليه حد أن يقيمه إن الله عفو يحب العفو وقرأ {وليعفوا وليصفحوا ألا تحبون أن يغفر الله لكم والله غفور رحيم} وفي رواية فكأنما سفي في وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم رماد لشدة تغيره (2)

1 ...پ18، النور: 22

2 ...احیاء علوم الدین، 2/201

حکایت نمبر:107

کیا تم بھلائی کروگے؟

منقول ہے کہ ایک رات خلیفۂ دوم امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے کہ آپ نے ایک گھر سے ایک مرد کی آواز سنی جو گانا گارہا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ دیوار پھلانگ کر اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ ایک عورت اور شراب اس کے پاس موجود ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: ”اے اللہ پاک! کے دشمن کیا تم نے یہ گمان کیا ہے کہ اللہ پاک تمہاری پردہ پوشی فرمائے گا اور تم گناہوں پر مصر رہوگے؟“ اس شخص نے کہا: اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! آپ جلدی نہ کریں اگر میں نے اللہ پاک کی ایک نافرمانی کی ہے تو آپ نے اللہ پاک کی تین نافرمانیاں کی ہیں:

(۱) اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوْا[1] ترجمۂ کنز الایمان: اور عیب نہ ڈھونڈو۔

جبکہ آپ نے میرا عیب تلاش کیا۔

(۲) اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

لَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا[2]

ترجمۂ کنز الایمان: یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھیت (پچھلی دیوار) توڑ کر آؤ۔

جبکہ آپ میرے گھر کی دیوار پھلانگ کر آئے ہیں۔

(۳) اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ[3]

---

1 ...پ26، الحجرات:12

2 ...پ2، البقرۃ:189

3 ...پ18، النور:27

ترجمۂ کنز الایمان: اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو۔

جبکہ آپ میرے گھر میں بغیر اجازت اور بغیر سلام کے داخل ہوئے ہیں۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا: ''اگر میں تمہیں معاف کر دوں تو کیا تم بھلائی کرو گے؟'' اس نے عرض کی: جی ہاں! اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! اگر آپ مجھے معاف کر دیں تو میں آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے معاف کر دیا اور وہاں سے تشریف لے گئے۔

وروی أن عمر رضی الله عنه كان يعس بالمدينة من الليل فسمع صوت رجل فی بيت يتغنی فتسور عليه فوجد عنده امرأة وعنده خمر فقال يا عدو الله أظننت أن الله يسترك وأنت علی معصيته فقال وأنت يا أمير المؤمنين فلا تعجل فإن كنت قد عصيت الله واحدة فقد عصيت الله فی ثلاثا قال الله تعالی {ولا تجسسوا} وقد تجسست وقال الله تعالی {وليس البر بأن تأتوا البيوت من ظهورها} وقد تسورت علی وقد قال الله تعالی {لا تدخلوا بيوتا غير بيوتكم} الآية وقد دخلت بيتی بغير إذن ولا سلام فقال عمر رضی الله عنه هل عندك من خير إن عفوت عنك قال نعم والله يا أمير المؤمنين لئن عفوت عنی لا أعود إلی مثلها أبدا فعفا عنه وخرج وتركه[1]

حکایت نمبر:108

آیاتِ قرآنی پر عمل ہو تو ایسا

حضرت سیّدُنا میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مہمان آیا تو آپ نے خادمہ سے رات کا کھانا جلدی لانے کو کہا۔ چنانچہ، وہ ہاتھ میں سالن کا برتن لئے تیزی سے آرہی تھی کہ اس کا پاؤں پھسلا اور سالن کا برتن حضرت سیّدُنا میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر گر گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے لونڈی! تو نے مجھے جلا دیا۔'' لونڈی نے کہا: اے بھلائی سکھانے والے اور لوگوں کو ادب سکھانے والے! آپ اللہ

[1] ...احیاء علوم الدین، 2/201

پاک کے اس فرمان پر عمل کریں۔ پوچھا: ”کس فرمان پر؟“ اس نے کہا: وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ [1] ترجمۂ کنز الایمان: اور غصہ پینے والے)۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ اس نے کہا: وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ [2] (ترجمۂ کنز الایمان: اور لوگوں سے درگزر کرنے والے)۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”میں نے تجھے معاف کیا۔“ تو خادمہ نے کہا: مزید کرم فرمایئے! کیونکہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ [3] ترجمۂ کنز الایمان: اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں)۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”جا! اللہ پاک کی رضا کے لئے تو آزاد ہے۔“

وكان عند ميمون بن مهران ضيف فاستعجل على جاريته بالعشاء ، فجاءت مسرعة ومعها قصعة مملوءة فعثرت وأراقتها على رأس سيدها ميمون فقال: يا جارية أحرقتني، قالت: يا معلم الخير ومؤدب الناس ارجع إلى ما قال الله تعالى ، قال: وما قال الله تعالى؟ قالت: قال: وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ ، قال: قد كظمت غيظي ، قالت: والعافين عن الناس، قال: قد عفوت عنك، قالت: زد فإن الله تعالى يقول: والله يحب المحسنين، قال: أنت حرة لوجه الله تعالى۔[4]

حکایت نمبر:109

چینی اور رومی لوگوں کی نقش نگاری

منقول ہے کہ کسی بادشاہ کے سامنے چین اور روم کے لوگوں نے اپنی نقش نگاری اور تصویر سازی کو بڑے فخریہ انداز میں بیان کیا، بادشاہ نے حکم دیا کہ مقابلے کے لئے انہیں ایک مکان دیا جائے جس کی دیوار کے ایک جانب چین والے اور دوسری جانب روم والے نقش نگاری کریں اور درمیان میں پردہ ڈال دیا جائے تاکہ ایک کو دوسرے کی اطلاع نہ ہو سکے۔ چنانچہ بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور رومی عجیب وغریب

1 ...پ4، اٰل عمرٰن: 134
2 ...پ4، اٰل عمرٰن: 134
3 ...پ4، اٰل عمرٰن: 134
4 ...احیاء علوم الدین، 2/220

قسم کے بے شمار رنگ لے آئے جبکہ چینی لوگ بغیر رنگ کے ہی گھر میں داخل ہوگئے اور دیوار خوب صاف کرنا شروع کردی، جب رومی لوگ اپنے کام سے فارغ ہوگئے تو چینی لوگوں نے کہا ہم بھی فارغ ہوگئے ہیں۔ بادشاہ کو تعجب ہوا کہ یہ کسی رنگ کے بغیر نقش نگاری سے کیسے فارغ ہوگئے! جب اس بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: آپ کو اعتراض کا حق نہیں آپ پردہ اٹھائیے۔ پردہ اٹھانے کے بعد جب دیکھا گیا تو چینی لوگوں کی جانب والا دیوار کا حصہ رومیوں کے نقش و نگار سے خوب روشن اور چمک رہا تھا کیونکہ صفائی کی کثرت کے سبب دیوار صاف ستھرے آئینہ کی طرح ہوگئی تھی اور اس جانب کا حُسن مزید بڑھ گیا تھا۔

فقد حكي أن أهل الصين وأهل الروم تباهوا بين يدي بعض الملوك بحسن صناعة النقش والصور فاستقر رأي الملك على أن يسلم إليهم صفة لينقش أهل الصين منها جانبا وأهل الروم جانبا ويرخى بينهما حجاب يمنع اطلاع كل فريق على الآخر ففعل ذلك فجمع أهل الروم من الأصباغ الغريبة ما لا ينحصر ودخل أهل الصين من غير صبغ وأقبلوا يجلون جانبهم ويصقلونه فلما فرغ أهل الروم ادعى أهل الصين أنهم قد فرغوا أيضا فعجب الملك من قولهم وأنهم كيف فرغوا من النقش من غير صبغ فقيل وكيف فرغتم من غير صبغ فقالوا ما عليكم ارفعوا الحجاب فرفعوا وإذا بجانبهم يتلألأ منه عجائب الصنائع الرومية مع زيادة إشراق وبريق إذ كان قد صار كالمرآة المجلوة لكثرة التصقيل فازداد حسن جانبهم بمزيد التصقيل[1]

حکایت نمبر:110

مومنانہ بصیرت اور سچی فراست

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں خلیفۂ سوم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا رہا تھا کہ راستے میں مجھے ایک عورت ملی، میں نے ترچھی نظر سے بڑے اِنْہِماک کے ساتھ اسے دیکھا۔ جب میں امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے

---

1 ...احیاء علوم الدین، 3/22

فرمایا: ”تم میں سے کوئی میرے پاس اس حالت میں آتا ہے کہ زنا کا اثر اس کی آنکھوں میں ظاہر ہوتا ہے، کیا تم نہیں جانتے کہ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے؟ توبہ کرو ورنہ میں تمہیں سزا دوں گا۔“ میں نے عرض کی: ”کیا پیارے مُصْطَفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بعد بھی وحی کا سلسلہ جاری ہے؟“ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”نہیں! بلکہ یہ بصیرت، برہان اور سچی فراست ہے۔“

عن أنس بن مالك رضی اللہ عنہ قال دخلت علی عثمان رضی اللہ عنہ وكنت قد لقيت امرأة فی طريقی فنظرت إليها شزرا وتأملت محاسنها فقال عثمان رضی اللہ عنہ لما دخلت يدخل علی أحدكم وأثر الزنا ظاهر علی عينيه أما علمت أن زنا العينين النظر لتتوبن أو لأعزرنك فقلت أوحی بعد النبی فقال لا ولكن بصيرة وبرهان وفراسة صادقة[1]

حکایت نمبر: 111

دل میں آنے والے خیال کو جان لیا

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے مسجدِ حرام میں پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس ایک فقیر کو دیکھ کر دل میں کہا: ”یہ اور اس جیسے دیگر لوگ بنی نوعِ انسان پر بوجھ ہیں۔“ اتنے میں اس فقیر نے مجھے آواز دے کر یہ آیتِ مقدسہ پڑھی: وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ[2]

ترجمۂ کنز الایمان: اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو۔

میں نے دل ہی دل میں اللہ پاک سے توبہ کی، اس نے پھر مجھے پکارتے ہوئے یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ[3]

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا (ہے)۔

پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا اور دوبارہ مجھے نظر نہ آیا۔

---

1 ...احیاء علوم الدین، 3/25

2 ...پ2، البقرۃ: 235

3 ...پ25، الشوریٰ: 25

وعن أبی سعید الخراز قال دخلت المسجد الحرام فرأیت فقیرا علیه خرقتان فقلت فی نفسی هذا وأشباهه کل علی الناس فناداني وقال والله یعلم ما فی أنفسکم فاحذروه فاستغفرت الله فی سری فناداني وقال {وهو الذی یقبل التوبة عن عباده} ثم غاب عنی ولم أره[1]

حکایت نمبر:112

اللہ پاک کی پوشیدہ لطف وعنایات

حضرت سیِّدُنا زکریا بن داوٗد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو العباس احمد بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیِّدُنا ابو الفضل ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لئے گئے، حضرت سیِّدُنا ابو الفضل ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ عیال دار تھے اوران کے گزر اوقات کا بظاہر کوئی سبب معلوم نہ تھا، حضرت سیِّدُنا ابو العباس احمد بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب میں اٹھا تو میں نے دل میں سوچا کہ ”یہ شخص کہاں سے کھاتا ہوگا؟“ اتنے میں انہوں نے بلند آواز سے فرمایا: ”اے ابو العباس! اس گھٹیا خیال کو دل میں جگہ نہ دو کیونکہ اللہ پاک کی پوشیدہ لُطف وعِنایات بھی ہوتی ہیں۔“

وقال زکریا بن داود دخل أبو العباس بن مسروق علی أبی الفضل الهاشمی وهو علیل وکان ذا عیال ولم یعرف له سبب یعیش به قال فلما قمت قلت فی نفسی من أین یأکل هذا الرجل قال فصاح بی یا أبا العباس رد هذه الهمة الدنیة فإن لله تعالی ألطافا خفیة[2]

حکایت نمبر:113

تم بخیل ہو

حضرت سیِّدُنا اَحمد نَقِیب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”اے احمد! بڑی آزمائش ہے۔“ میں نے پوچھا: ”کیا بات

1 ...احیاء علوم الدین، 3/25

2 ...احیاء علوم الدین، 3/25

ہے؟" فرمایا: میں بیٹھا ہوا تھا اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ میں بخیل ہوں۔ میں نے کہا: میں بخیل نہیں ہوں۔ تو میرے دل میں دوبارہ یہی خیال آیا کہ میں بخیل ہوں۔ چنانچہ میں نے دل میں طے کر لیا کہ آج مجھے جو کچھ روزی ملے گی وہ میں اُس فقیر کو دے دوں گا جو مجھے سب سے پہلے ملے گا، میں اسی سوچ میں تھا کہ خلیفہ کا ایک غلام میرے پاس آیا، اس کے پاس 50 دینار تھے۔ اس نے کہا: "انہیں اپنی ضروریات پر خرچ کر لیجئے!" میں اٹھا اور ان دیناروں کو لے کر باہر نکل گیا، میری نظر ایک نابینا فقیر پر پڑی جو حجام سے سر منڈوا رہا تھا، میں اس کی طرف بڑھا اور دینار اسے تھما دیئے۔ اس نے کہا: "انہیں حجام کو دے دو۔" میں نے کہا: "اس میں اتنے اتنے دینار ہیں۔" فقیر نے کہا: "کیا ہم نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم بخیل ہو؟" چنانچہ میں نے وہ دینار حجام کو دے دیئے۔ حجام نے کہا: "جب یہ فقیر میرے پاس بیٹھا تھا تو میں نے عہد کر لیا تھا کہ ان سے اجرت نہیں لوں گا۔" حضرت سیِّدُنا شیخ ابو بکر شِبْلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے وہ دینار دریائے دجلہ میں پھینک دیئے اور کہا: "جس نے بھی تیری عزت کی اللہ پاک نے اسے ذلت ہی دی ہے۔"

وقال أحمد النقيب دخلت على الشبلي فقال مفتونا يا أحمد فقلت ما الخبر قال كنت جالسا فجرى بخاطري أنك بخيل فقلت ما أنا بخيل فعاد مني خاطري وقال بل أنت بخيل فقلت ما فتح اليوم على بشيء إلا دفعته إلى أول فقير يلقاني قال فما استتم الخاطر حتى دخل على صاحب لمؤنس الخادم ومعه خمسون دينارا فقال اجعلها في مصالحك قال وقمت فأخذتها وخرجت وإذا بفقير مكفوف بين يدي مزين يحلق رأسه فتقدمت إليه وناولته الدنانير فقال أعطها المزين فقلت إن جملتها كذا وكذا قال أو ليس قد قلنا لك إنك بخيل قال فناولتها المزين فقال المزين قد عقدنا لما جلس هذا الفقير بين أيدينا أن لا نأخذ عليه أجرا قال فرميت بها في دجلة وقلت ما أعزك أحد إلا أذله الله عز وجل [1]

حکایت نمبر: 114

صاحبِ کرامت بزرگ

حضرت سیِّدُنا حمزہ بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا ابو الخیر التینانی رحمۃ اللہ علیہ

1 ...احیاء علوم الدین، 3/25

کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے یہ عہد کیا تھا کہ سلام دعا کرکے واپس آجاؤں گا اور ان کے گھر کھانا نہیں کھاؤں گا، جب میں باہر نکلا اور چند قدم چلا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کھانے کا تھال لئے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اے نوجوان! یہ کھالو، تمہارے وعدے کی ساعت گزر چکی۔'' حضرت سیِّدُنا ابو الخیر النینانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات مشہور تھیں۔

وقال حمزة بن عبد الله العلوی دخلت علی أبی الخیر النینانی واعتقدت فی نفسی أن أسلم علیه ولا آکل فی داره طعاما فلما خرجت من عنده إذا به قد لحقنی وقد حمل طبقا فیه طعام وقال یا فتی کل فقد خرجت الساعة من اعتقادك وکان أبو الخیر النینانی هذا مشهورا بالکرامات(1)

حکایت نمبر:115

شیر ہم سے ڈرتا ہے

حضرت سیِّدُنا ابراہیم رُقی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو الخیر النینانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاکر سلام عرض کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ میں مغرب کی نماز میں حاضر ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سورۂ فاتحہ بھی ٹھیک نہیں پڑھی جارہی تھی۔ میں نے دل میں کہا: ''میرا سفر ضائع ہو گیا۔'' جب آپ نے سلام پھیرا تو میں قضائے حاجت کے لئے باہر نکلا، ایک شیر نے مجھ پر حملہ کرنا چاہا، میں واپس حضرت سیِّدُنا ابو الخیر النینانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف پلٹا اور کہا: ''شیر مجھ پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نکلے اور اسے ڈانٹتے ہوئے کہا: ''کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ میرے مہمانوں کو تنگ نہ کرنا۔'' چنانچہ شیر پیچھے ہٹ گیا، جب میں حاجت سے فراغت کے بعد واپس آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تم ظاہر کو درست کرنے میں مشغول ہو اس لئے شیر سے ڈر گئے جبکہ ہم باطن کو درست کرنے میں مصروف ہیں اس لئے شیر ہم سے ڈرتا ہے۔''

وقال إبراهیم الرقی قصدته مسلما علیه فحضرت صلاة المغرب فلم یکد یقرأ الفاتحة مستویا فقلت فی نفسی ضاعت سفرتی فلما سلم خرجت إلی الطهارة فقصدنی سبع فعدت إلی أبی الخیر وقلت قصدنی

(1)...احیاء علوم الدین، 3/25

سبع فخرج وصاح به وقال ألم أقل لك لا تتعرض لضيفاني فتنحى الأسد فتطهرت فلما رجعت قال لي اشتغلتم بتقويم الظاهر فخفتم الأسد واشتغلنا بتقويم البواطن فخافنا الأسد[1]

حکایت نمبر:116

ایک صاحبِ کشف بزرگ اور کراماً کاتبین

ایک صاحبِ کَشف بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے سامنے کراماً کاتبین فرشتے ظاہر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ توحید کے مشاہدہ سے متعلق اپنے مخفی ذکر میں سے کچھ ہمیں لکھوا دو کیونکہ ہم تمہارے (اس طرح کے) اعمال نہیں لکھتے اور ہمیں یہ پسند ہے کہ انہیں بارگاہِ الٰہی میں لے کر جائیں اور ان کے ذریعے اللہ پاک کا قُرب حاصل کریں۔ میں نے پوچھا: ''کیا تم فرائض نہیں لکھتے؟'' انہوں نے کہا: ''ہاں! کیوں نہیں!'' میں نے کہا: ''پھر تمہیں یہی کافی ہے۔''

فقد قال بعض المكاشفين ظهر لي الملك فسألني أملي عليه شيئا من ذكري الخفي عن مشاهدتي من التوحيد وقال ما نكتب لك عملا ونحن نحب أن نصعد لك بعمل تتقرب به إلى الله عزوجل فقلت ألستما تكتبان الفرائض قالا بلى قلت فيكفيكما ذلك[2]

حکایت نمبر:117

اللہ تم پر رحم فرمائے! تم کیا کہتے ہو؟

اللہ پاک کی معرفت رکھنے والے ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک ابدال سے مشاہدۂ یقین کے بارے میں پوچھا تو وہ اپنی بائیں جانب متوجہ ہوئے اور کہا: اللہ پاک تم پر رحم فرمائے! تم کیا کہتے ہو؟ پھر دائیں طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اللہ پاک تم پر رحم فرمائے! تم کیا کہتے ہو؟ پھر اپنے سینے کی طرف سر جُھکایا اور کہا: اللہ پاک تم پر رحم فرمائے! تم کیا کہتے ہو؟ پھر ایک نہایت عجیب وغریب جواب دیا جسے میں نے

1 ...احیاء علوم الدین، 3/25

2 ...احیاء علوم الدین، 3/26

کبھی نہیں سنا تھا۔ میں نے ان سے اس التفات کا سبب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: میرے پاس تمہارے سوال کا جواب نہ تھا، میں نے بائیں طرف والے فرشتے سے پوچھا تو اس نے کہا: میں نہیں جانتا پھر دائیں طرف والے سے پوچھا جو کہ اس سے زیادہ علم رکھتا ہے لیکن اس نے بھی نفی میں جواب دیا پھر میں نے اپنے دل کی طرف نظر کی اور اس سے پوچھا تو اس نے جو کچھ بتایا وہ میں نے تمہارے گوش گزار کر دیا۔

قال بعض العارفين سألت بعض الأبدال عن مسألة من مشاهدة اليقين فالتفت إلى شماله فقال ما تقول رحمك الله ثم التفت إلى يمينه فقال ما تقول رحمك الله ثم أطرق إلى صدره وقال ما تقول رحمك الله ثم أجاب بأغرب جواب سمعته فسألته عن التفاته فقال لم يكن عندي في المسألة جواب عتيد فسألت صاحب الشمال فقال لا أدري فسألت صاحب اليمين وهو أعلم منه فقال لا أدري فنظرت إلى قلبي وسألته فحدثني بما أجبتك (1)

حکایت نمبر: 118

صبر اور تقوٰی نے غلاموں کو بادشاہ بنادیا

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ بننے کے بعد ایک مرتبہ 12 ہزار کے لشکر کے ساتھ پیدل جارہے تھے کہ حضرت سیِّدَتُنا زُلیخا ایک ٹیلے پر بیٹھی کہتی ہیں کہ: پاک ہے وہ ذات جس نے بادشاہوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے غلام بنادیا اور فساد کرنے والوں کی یہی سزا ہے اور صبر و تقوٰی نے غلاموں کو بادشاہ بنادیا۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا یوسف عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

اِنَّهٗ مَنْ یَّتَّقِ وَ یَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ (۹۰) (2)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک جو پرہیز گاری اور صبر کرے تو اللہ نیکوں کا نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتا۔

---

1 ...احیاء علوم الدین، 3/26

2 ...پ13، یوسف: 90

ویروی أن امرأة العزیز قالت لیوسف علیه السلام بعد أن ملك خزائن الأرض وقعدت له علی رابیة الطریق فی یوم مرکبه وکان یرکب فی زهاء اثنی عشر ألفا من عظماء مملکته سبحان من جعل الملوك عبیدا بالمعصیة وجعل العبید ملوکا بطاعتهم له إن الحرص والشهوة صیرا الملوك عبیدا وذلك جزاء المفسدین وإن الصبر والتقوی صیرا العبید ملوکا فقال یوسف کما أخبر الله تعالی عنه {إنه من یتق ویصبر فإن الله لا یضیع أجر المحسنین}[1]

حکایت نمبر:119

نفس کی بیماری کا علاج کیسے ممکن ہو؟

سیِّدُ الطائفہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں رات میں بیدار ہو کر اپنے وظیفہ میں مشغول ہو گیا لیکن میں نے اپنے وظیفے میں وہ حلاوَت (مٹھاس) نہ پائی جو پایا کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے سونے کا ارادہ کیا مگر سو نہ سکا اور بیٹھنا چاہا لیکن بیٹھ بھی نہ سکا تو باہر نکل گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کمبل میں لپٹا ہوا راستے میں بیٹھا ہے جب اس نے میری آہٹ سنی تو کہا: اے ابو القاسم! ذرا میرے پاس تشریف لائیے۔ میں نے کہا: سیِّدی! آپ سے ملاقات کا وقت تو طے نہیں تھا (پھر یہ ملاقات کیسی)؟ کہا: ملاقات تو پہلے ہی سے طے تھی کہ جب میں نے اللہ پاک سے سوال کیا کہ وہ آپ کے دل کو میرے لئے حرکت دے۔ میں نے کہا: یہ تو اللہ پاک نے کر دیا، اب آپ کو کیا حاجت ہے؟ کہا: نفس کی بیماری کا علاج کیسے ممکن ہے؟ میں نے کہا: جب تم نفس کی خواہش میں اس کی مخالفت کرو۔ یہ سن کر وہ اپنے نفس سے کہنے لگا: میں نے تجھے سات مرتبہ یہی جواب دیا لیکن تو نے انکار کر دیا اور کہا: میں تو جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی اس کا جواب سنوں گا۔ لو! اب تم نے جواب سن لیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا اور میں اسے پہچان نہ سکا۔

وقال الجنید أرقت لیلة فقمت إلی وردی فلم أجد الحلاوة التی کنت أجدها فأردت أن أنام فلم أقدر

[1] ...احیاء علوم الدین، 3/66

فجلست فلم أطق الجلوس فخرجت فإذا رجل ملتف في عباءة مطروح على الطريق فلما أحس بي قال يا أبا القاسم إلى الساعة فقلت يا سيدي من غير موعد قال بلى سألت الله عزوجل إن يحرك لي قلبك فقلت قد فعل فما حاجتك قال فمتى يصير داء النفس دواءها فقلت إذا خالفت النفس هواها فأقبل على نفسه فقال اسمعي فقد أجبتك بهذا سبع مرات فأبيت أن تسمعيه إلا من الجنيد ها قد سمعته ثم انصرف وما عرفته[1]

حکایت نمبر:120

انار کی خواہش

حضرت سیِّدُنا ابراہیم خوَّاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں جَبَلِ لُکام (نامی پہاڑ) پر تھا میں نے انار دیکھا تو دل میں اس کی خواہش پیدا ہوئی، میں نے ایک انار لے کر توڑا تو وہ کھٹا نکلا میں اسے چھوڑ کر چلا گیا پھر میں نے ایک شخص کو زمین پر لیٹے دیکھا اس پر بِھڑیں (ایک قسم کا زرد، پر دار کیڑا جس کے ڈنک میں زہر ہوتا ہے) جمع تھیں۔ میں نے اسے سلام کیا تو اس نے جواباً کہا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا إِبْرَاهِيْم یعنی اے ابراہیم! تم پر بھی سلام ہو۔ میں نے کہا: آپ نے مجھے کیسے پہچانا؟ اس نے کہا: جو اللہ پاک کو پہچان لیتا ہے اس پر کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔ میں نے کہا: جب اللہ پاک سے آپ کا ایسا تعلق ہے تو آپ اس کی بارگاہ میں دعا کیوں نہیں کرتے کہ وہ آپ سے ان بِھڑوں کو دور کر دے۔ اس نے کہا: آپ کا بھی اللہ پاک سے تعلق ہے پھر آپ نے اللہ پاک سے یہ دعا کیوں نہ کی کہ وہ آپ سے انار کی خواہش دور کر دے۔ بھڑوں سے پہنچنے والی تکلیف تو دُنیاوی ہے لیکن انار کی خواہش سے پہنچنے والا رنج اُخروی ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابراہیم خوّاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اسے چھوڑ کر آگے چلا گیا۔

وقد قال إبراهيم الخواص كنت مرة في جبل اللكام فرأيت رمانا فاشتهيته فأخذت منه واحدة فشققتها فوجدتها حامضة فمضيت وتركتها فرأيت رجلا مطروحا وقد اجتمعت عليه الزنابير فقلت

1 ...احیاء علوم الدین، 3/66

السلام عليك فقال وعليك السلام يا إبراهيم فقلت كيف عرفتني فقال من عرف الله عزوجل لم يخف عليه شيء فقلت أرى لك حالا مع الله عزوجل فلو سألته أن يحميك من هذه الزنابير فقال وأرى لك حالا مع الله تعالى فلو سألته أن يحميك من شهوة الرمان فإن لدغ الرمان يجد الإنسان ألمه في الآخرة ولدغ الزنابير يجد ألمه في الدنيا فتركته ومضيت[1]

حکایت نمبر:121

بچے کی مَدَنی تربیت

حضرتِ سیِّدُنا سَہْل بن عبد اللہ تُسْتَری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں تین سال کی عمر کا تھا کہ رات کے وَقت اُٹھ کر اپنے ماموں حضرتِ سیِّدُنا محمد بن سوار رحمۃ اللہ علیہ کو نَماز پڑھتے دیکھتا۔ ایک دن انہوں نے مجھ سے فرمایا: کیا تُو اُس اللہ پاک کو یاد نہیں کرتا جس نے تجھے پیدا فرمایا؟ میں نے پوچھا: میں اسے کس طرح یاد کروں؟ فرمایا: رات کو جب سونے لگو تو زَبان کو حَرَکت دیئے بِغیر مَحْض دل میں تین مرتبہ یہ کَلِمات کہو: اَللّٰہُ مَعِیَ، اَللّٰہُ نَاظِرٌ اِلَیَّ، اَللّٰہُ شَاھِدِیْ یعنی اللہ پاک میرے ساتھ ہے، اللہ پاک مجھے دیکھ رہا ہے، اللہ پاک میرا گواہ ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے چند راتیں یہ کَلِمات پڑھے، پھر اُنہیں بتایا۔ انہوں نے فرمایا: اب ہر رات سات مرتبہ پڑھو۔ میں نے ایسا ہی کیا اور پھر ان کو مُطَّلع کیا۔ فرمایا: اب ہر رات گیارہ مرتبہ پڑھو۔ (فرماتے ہیں:) میں نے اِسی طرح پڑھا تو مجھے دِل میں اس کی لَذت محسوس ہوئی۔ جب ایک سال گزر گیا تو میرے ماموں جان حضرت سیِّدُنا محمد بن سوار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے جو کچھ تمہیں سکھایا ہے اسے قَبْر میں جانے تک ہمیشہ پڑھتے رَہنا اِنْ شَآءَ اللہ یہ تمہیں دنیا و آخِرت میں نَفْع دے گا۔ حضرت سیِّدُنا سَہْل بن عبد اللہ تُسْتَری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کئی سال تک ایسا ہی کیا تو اپنے اندر اِس کا بے انتِہا مَزہ پایا۔ میں تنہائی میں یہ ذِکْر کرتا رہا۔ پھر ایک دن میرے ماموں جان نے فرمایا: اے سَہْل! اللہ پاک جس شَخْص کے ساتھ ہو، اسے دیکھتا ہو اور اس کا گواہ ہو تو کیا وہ اس کی نافرمانی کرتا ہے؟ ہر گز نہیں، لہٰذا تم خود کو گناہ سے

[1]...احیاء علوم الدین، 3/67

بچاؤ۔ پھر ماموں جان نے مجھے مکتب میں بھیج دیا۔ میں نے سوچا کہیں میرے ذِکْر میں خَلَل نہ آجائے، لہٰذا اُستاد صاحِب سے یہ شَرْط مقرّر کرلی کہ میں ان کے پاس جاکر صِرْف ایک گھنٹہ پڑھوں گا اور واپَس آجاؤں گا۔ میں نے مکتب میں چھ یا سات برس کی عمر میں قرآن پاک حِفْظ کرلیا۔ میں روزانہ روزہ رکھتا تھا، 12 سال کی عمر تک میں جَو کی روٹی کھاتا رہا۔ 13 سال کی عمر میں مجھے ایک مَسئلہ پیش آیا، اس کے حل کیلئے گھر والوں سے اجازت لے کر میں بصرہ آیا اور وہاں کے علماء سے وہ مَسئلہ پوچھا لیکن مجھے تسلی بخش جواب نہ ملا۔ پھر میں (بصرہ کے قریب ایک علاقے) عَبَّادَان کی طرف چلا گیا۔ میں نے وہاں کے مشہور عالمِ دین حضرتِ سیِّدُنا ابو حبیب حمزہ بن ابی عبد اللہ عَبَّادانی رحمۃ اللہ علیہ سے مَسئلہ پوچھا تو انہوں نے مجھے تسلّی بخش جواب دیا۔ میں ایک عَرصہ ان کی صُحبت میں رہا، ان کے کلام سے فیض حاصِل کرتا اور ان سے آداب سیکھتا پھر میں تُسْتَر کی طرف آگیا۔ میں نے خوراک کا انتِظام یوں کیا کہ میرے لئے ایک دِرْہَم کے جَو خرید لئے جاتے اور انہیں پیس کر روٹی پکالی جاتی۔ میں ہر رات سحری کے وَقْت ایک اُوْقِیَہ (تقریباً 70 گرام) جَو کی روٹی کھاتا، جس میں نمک نہ ہوتا اور نہ ہی ساتھ میں سالن ہوتا، یہ ایک دِرہم مجھے سال بھر کے لئے کافی ہوتا۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ مسلسل تین دن فاقہ کروں گا اور اس کے بعد کھاؤں گا۔ پھر پانچ دن، پھر سات دن اور پھر 25 دنوں کا مسلسل فاقہ کیا (یعنی 25 دن کے بعد ایک بار کھانا کھاتا)۔ 20 سال تک یہی طریقہ رہا پھر میں نے کئی سال تک سَیر و سیاحت کی، واپَس تُسْتَر آیا تو جب تک اللہ پاک نے چاہا شب بیداری اِختیار کی۔

حضرت سیِّدُنا احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے مرتے دم تک حضرت سیِّدُنا سَہْل بن عبد اللہ تُسْتَری رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی نمک اِستِعمال کرتے نہیں دیکھا۔

قال سهل بن عبد الله التستري كنت وأنا ابن ثلاث سنين أقوم بالليل فأنظر إلى صلاة خالي محمد بن سوار فقال لي يوما ألا تذكر الله الذي خلقك فقلت كيف أذكره قال قل بقلبك عند تقلبك في ثيابك ثلاث مرات من غير أن تحرك به لسانك الله معي الله ناظر إلي الله شاهدي فقلت ذلك ليالي ثم أعلمته فقال قل في كل ليلة سبعة مرات فقلت ذلك ثم أعلمته فقال قل ذلك كل ليلة إحدى عشر مرة فقلته فوقع في قلبي حلاوته فلما كان بعد سنة قال لي خالي احفظ ما علمتك ودم عليه إلى أن تدخل القبر

فإنه ينفعك في الدنيا والآخرة فلم أزل على ذلك سنين فوجدت لذلك حلاوة في سري ثم قال لي خالي يوما يا سهل من كان الله معه وناظرا إليه وشاهده أيعصيه إياك والمعصية فكنت أخلو بنفسي فبعثوا بي إلى المكتب فقلت إني لأخشى أن يتفرق علي همي ولكن شارطوا المعلم أني أذهب إليه ساعة فأتعلم ثم أرجع فمضيت إلى الكتاب فتعلمت القرآن وحفظته وأنا ابن ست سنين أو سبع سنين وكنت أصوم الدهر وقوتي من خبز الشعير اثنتي عشرة سنة فوقعت لي مسألة وأنا ابن ثلاث عشرة سنة فسألت أهلي أن يبعثوني إلى أهل البصرة لأسأل عنها فأتيت البصرة فسألت علماءها فلم يشف أحد عني شيئا فخرجت إلى عبادان إلى رجل يعرف بأبي حبيب حمزة بن أبي عبد الله العباداني فسألته عنها فأجابني فأقمت عنده مدة أنتفع بكلامه وأتأدب بآدابه ثم رجعت إلى تستر فجعلت قوتي اقتصادا على أن يشترى لي بدرهم من الشعير الفرق فيطحن ويخبز لي فأفطر عند السحر على أوقية كل ليلة بحتا من غير ملح ولا أدم فكان يكفيني ذلك الدرهم سنة ثم عزمت على أن أطوي ثلاث ليال ثم أفطر ليلة ثم خمسا ثم سبعا ثم خمسا وعشرين ليلة فكنت على ذلك عشرين سنة ثم خرجت أسيح في الأرض سنين ثم رجعت إلى تستر وكنت أقوم الليل كله ما شاء الله تعالى قال أحمد فما رأيته أكل الملح حتى لقي الله تعالى [1]

حکایت نمبر:122

تربیتِ مرید کا ایک انداز

حضرت سیِّدُنا ابو بکر شِبْلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید حضرت سیِّدُنا ابو الحسن علی بن ابراہیم حُصْری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: اگر اس جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک تمہارے دل میں اللہ پاک کے علاوہ کسی چیز کا خیال آیا تو آئندہ میرے پاس نہ آنا۔

قال الشبلي للحصري إن كان يخطر بقلبك من الجمعة التي تأتيني فيها إلى الجمعة الأخرى شيء غير الله تعالى فحرام عليك أن تأتيني [2]

1 ...احیاء علوم الدین، 3/74

2 ...احیاء علوم الدین، 3/77

حکایت نمبر:123

خاموشی حکمت ہے

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا لُقمان حکیم رضی اللہ عنہ حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ عَلَیْہِ السَّلَام زرہ بنا رہے تھے اور چونکہ آپ نے اس سے پہلے زرہ نہیں دیکھی تھی اس لئے اسے دیکھ کر تعجب کرنے لگے اور اس بارے میں سوال کرنا چاہا تو حکمت کے سبب سوال کرنے سے باز رہے۔ جب حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام زِرہ بنانے سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے اور اسے پہن کر ارشاد فرمایا: جنگ کیلئے زرہ کیا ہی اچھی چیز ہے۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا لقمان حکیم رضی اللہ عنہ نے کہا: خاموشی حکمت ہے مگر اس کو اختیار کرنے والے کم ہیں۔ یعنی سوال کے بغیر ہی اس کے متعلق علم ہو گیا اور سوال کی حاجت نہ رہی۔

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا لقمان حکیم رضی اللہ عنہ ایک سال تک حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام کی بارگاہ میں اس ارادے سے حاضر ہوتے رہے کہ انہیں زرہ کے بارے میں بغیر سُوال کئے معلوم ہو جائے۔

ما روی أن لقمان الحكيم دخل على داود عليه السلام وهو يسرد درعا ولم يكن رآها قبل ذلك اليوم فجعل يتعجب مما رأى فأراد أن يسأله عن ذلك فمنعته حكمته فأمسك نفسه ولم يسأله فلما فرغ قام داود ولبسه ثم قال نعم الدرع للحرب فقال لقمان الصمت حكم وقليل فاعله أى حصل العلم به من غير سؤال فاستغنى عن السؤال وقيل انه كان يتردد إليه سنة وهو يريد أن يعلم ذلك من غير سؤال [1]

حکایت نمبر:124

نگاہ رکھنے والا

حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف

[1]...احیاء علوم الدین، 3/114

سے عامل تھے۔ جب آپ واپس آئے تو آپ کی زوجہ نے پوچھا: عامِلِیْن اپنے گھر والوں کے لئے جو کچھ لاتے ہیں آپ ان میں سے کیا چیز لائے ہیں؟ چونکہ آپ کچھ بھی لے کر نہیں آئے تھے تو آپ نے کہا: میرے ساتھ ایک نگاہ رکھنے والا تھا۔ زوجہ نے کہا: آپ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک تو قابلِ اعتماد تھے تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ نگاہ رکھنے والا کیوں بھیجا؟ آپ کی زوجہ نے نگاہ رکھنے والی بات دیگر عورتوں سے بھی کہی اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ جب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا: کیا میں نے آپ کے ساتھ کوئی نگاہ رکھنے والا بھیجا تھا؟ حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی: سِوائے اس کے میں نے کوئی ایسی بات نہیں پائی جس کے ذریعے میں اس کے سامنے عذر بیان کرتا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ مسکرا دیئے اور حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو کچھ دے کر فرمایا: اس کے ذریعے اسے راضی کرو۔

كان معاذ بن جبل عاملا لعمر رضی الله عنه فلما رجع قالت له امرأته ما جئت به مما يأتي به العمال إلى أهلهم وما كان قد أتاها بشيء فقال كان عندي ضاغط قالت كنت أمينا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وعند أبي بكر رضی الله عنه فبعث عمر معك ضاغطا وقامت بذلك بين نسائها واشتكت عمر فلما بلغه ذلك دعا معاذا وقال بعثت معك ضاغطا قال لم أجد ما أعتذر به إليها إلا ذلك فضحك عمر رضی الله عنه وأعطاه شيئا فقال أرضها به[1]

حکایت نمبر: 125

چغل خور کبھی سچا نہیں ہو سکتا

مروی ہے کہ بادشاہ سلیمان بن عبد الملک بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا، حضرت سیِّدُنا امام محمد بن شہاب زُہری رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں تشریف فرما تھے، سلیمان نے آنے والے سے کہا: مجھے پتا چلا ہے تم نے

[1]...احیاء علوم الدین، 3/139

میرے خلاف فلاں فلاں بات کی ہے۔ اس نے جواب دیا: میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا۔ سلیمان نے کہا: جس نے مجھے بتایا ہے وہ سچا آدمی ہے۔ حضرت سیِّدُنا اِمام زُہری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنا تو ارشاد فرمایا: چغل خور کبھی سچا نہیں ہو سکتا۔ یہ سن کر بادشاہ کہنے لگا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس شخص سے کہا: تم سلامتی کے ساتھ لوٹ جاؤ۔

و روی أن سلیمان بن عبد الملك كان جالسا وعنده الزهری فجاءه رجل فقال له سلیمان بلغنی أنك وقعت فی وقلت كذا وكذا فقال الرجل ما فعلت ولا قلت فقال سلیمان إن الذی أخبرنی صادق فقال له الزهری لا یكون النمام صادقا فقال سلیمان صدقت ثم قال للرجل اذهب بسلام[1]

حکایت نمبر:126

امیر المؤمنین! مجھے معاف کر دیجئے

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے مُتَعَلِّق مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے کسی کی چغلی کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے فلاں! جو کچھ تم نے کہا ہے ہم اس کے بارے میں پوچھ گچھ کریں گے، اگر تم سچے ہوئے تو ہم تم سے ناراض ہوں گے اور اگر تم جھوٹے ہوئے تو ہم تمہیں سزا دیں گے اور اگر تم چاہو کہ ہم تمہیں معاف کر دیں تو ہم تمہیں معاف کر دیں گے۔ اس نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! مجھے معاف کر دیجئے۔

و روی عن علی رضی اللہ عنہ أن رجلا سعی إلیه برجل فقال له یا هذا نحن نسأل عما قلت فإن كنت صادقا مقتناك وإن كنت كاذبا عاقبناك وإن شئت أن نقیلك أقلناك فقال أقلنی یا أمیر المؤمنین[2]

حکایت نمبر:127

مجھے اپنی زبان سے خود کو برا کہنا پسند نہیں

امیر بصرہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عامر رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے کہا: مجھے یہ خبر ملی ہے کہ فلاں

1 ...احیاء علوم الدین، 3/156

2 ...احیاء علوم الدین، 3/157

نے آپ کو بتایا کہ میں نے آپ کی بُرائی کی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ایسا ہی ہوا ہے۔ اس نے کہا: تو آپ مجھے بتائیے کہ اس نے آپ سے کیا کہا تا کہ میں اس کے جھوٹ کو آپ کے سامنے ظاہر کر دوں۔ ارشاد فرمایا: مجھے اپنی زبان سے خود کو برا کہنا پسند نہیں ہے اور میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میں اس کی بات کی تصدیق نہ کروں اور تم سے تعلق نہ توڑوں۔

وقال رجل لعبد الله ابن عامر وكان أميرا بلغني أن فلانا أعلم الأمير أني ذكرته بسوء قال قد كان ذلك قال فأخبرني بما قال لك حتى أظهر كذبه عندك قال ما أحب أن أشتم نفسي بلساني وحسبي أني لم أصدقه فيما قال ولا أقطع عنك الوصال[1]

حکایت نمبر:128

بادشاہِ وقت کو تنبیہ

اُمَوی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے پاس ایک شخص آیا اور کلام کی اجازت مانگی اور کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! میں آپ سے کچھ کلام کروں گا اگرچہ آپ کو برا لگے لیکن آپ صَبْر و تحمُّل سے کام لیجئے گا، اگر آپ نے اسے قبول کرلیا تو اس کے پیچھے آپ کی پسندیدہ بات ہے۔ سلیمان نے کہا: کہو۔ اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کو کچھ ایسے لوگوں نے گھیر رکھا ہے جنہوں نے آپ کی دنیا کو اپنے دین کے بدلے میں اور آپ کی رضا کو اپنے رب کی ناراضی کے بدلے میں خرید لیا ہے، اللہ پاک کے مُعاملے میں آپ سے تو خوف رکھتے ہیں لیکن آپ کے معاملے میں اللہ پاک سے نہیں ڈرتے، آپ انہیں اس چیز پر ذمہ دار نہ بنائیے گا جس پر اللہ پاک نے آپ کو امین بنایا ہے، جس چیز کی اللہ پاک نے آپ سے حفاظت چاہی ہے وہ ان کی حفاظت میں نہ دیجئے گا کیونکہ یہ لوگ ایسے کام کرنے میں ہرگز کوتاہی نہیں کریں گے جن سے امت میں دھنسنا ہو، امانتیں ضائع ہوں اور عزتیں پامال ہوں اور ان کی بے حرمتی ہو، ان کے لئے آپ کا قرب پانے کی اعلیٰ چیز سرکشی اور چغلی ہے اور سب سے بڑا وسیلہ غیبت اور لوگوں کی برائیاں کرنا ہے، ان کے جرائم کے بارے میں تو آپ سے پوچھا جا

1 ...احیاء علوم الدین، 3/157

ئے گا مگر آپ کے جرم کے بارے میں ان سے نہیں پوچھا جائے گا لہٰذا اپنی آخرت خراب کرکے ان کی دنیامت سنواریئے کیونکہ سب سے زیادہ نقصان وہ شخص اٹھاتا ہے جو دوسرے کی دنیا کے بدلے اپنی آخرت کا سودا کرتا ہے۔

دخل رجل على سليمان بن عبد الملك فاستأذنه في الكلام وقال إني مكلمك يا أمير المؤمنين بكلام فاحتمله إن كرهته فإن وراءه ما تحب إن قبلته فقال قل فقال يا أمير المؤمنين إنه قد اكتنفك رجال ابتاعوا دنياك بدينهم ورضاك بسخط ربهم خافوك في الله ولم يخافوا الله فيك فلا تأمنهم على ما ائتمنك الله عليه ولا تصخ إليهم فيما استحفظك الله إياه فإنهم لن يألوا في الأمة خسفا وفي الأمانة تضييعا والأعراض قطعا وانتهاكا أعلى قربهم البغي والنميمة وأجل وسائلهم الغيبة والوقيعة وأنت مسئول عما أجرموا وليسوا المسئولين عما أجرمت فلا تصلح دنياهم بفساد آخرتك فإن أعظم الناس غبنا من باع آخرته بدنيا غيره[1]

حکایت نمبر:129

چغل خوری باعث ندامت

ایک شخص نے عَمْرو بن عُبَیْد سے کہا کہ قبیلہ اُسواری سے تعلُّق رکھنے والا ایک شخص اپنی گفتگو میں تمہاری برائیاں کرتا ہے۔ عمرو بن عبید نے کہا: تم نے اس کے ساتھ بیٹھنے کی رعایت نہیں کی کہ اس کی بات ہم تک پہنچادی اور میرا حق بھی ادا نہ کیا کہ میرے بھائی کی طرف سے مجھ تک وہ بات پہنچادی جسے میں ناپسند کرتا ہوں لیکن خیر! تم اسے بتادینا کہ موت ہم دونوں کو آئے گی، قبر نے ہم دونوں کو دبانا ہے اور قیامت میں ہم دونوں اکٹھے ہوں گے اور اللہ پاک ہمارے مابین فیصلہ فرمادے گا اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔

وقال رجل لعمرو بن عبيد إن الأسواري ما يزال يذكرك في قصصه بشر فقال له عمرو يا هذا ما رعيت حق مجالسة الرجل حيث نقلت إلينا حديثه ولا أديت حقي حين أعلمتني عن أخي ما أكره ولكن أعلمه أن الموت يعمنا والقبر يضمنا والقيامة تجمعنا والله تعالى يحكم بيننا وهو خير الحاكمين[2]

1 ...احیاء علوم الدین، 157/3
2 ...احیاء علوم الدین، 157/3

حکایت نمبر:130

چغل خور پر لعنت

ایک چغل خور نے وزیر اسماعیل بن عبّاد کو ایک رُقعہ بھیجا جس میں اس نے یتیم کے مال کی اطلاع دی تھی اور یتیم کے مال کے کثیر ہونے کے سبب اسے اس کے لینے پر اکسایا تھا۔ وزیر نے رقعہ کی پشت پر اس کے جواب میں لکھا: چغل خوری بری چیز ہے اگرچہ وہ بات درست ہی کیوں نہ ہو، اگر تونے یہ رقعہ خیر خواہی کے ارادے سے بھیجا ہے تو اس میں تیرا خسارہ نَفْع سے زیادہ ہے اور اس بات سے اللہ پاک کی پناہ کہ ہم چھپی ہوئی چیز کی پردہ دری کو قبول کریں، اگر تو بڑھاپے کی پناہ میں نہ ہوتا تو تیرے فعل کا جو تقاضا ہے اس کے سبب ہم ضرور ایسا کام کرتے جس سے تجھ کو عِبرت ہوتی، اے ملعون! عیب لگانے سے بچ بے شک اللہ پاک عالمُ الْغَیب ہے، اللہ پاک مَیِّت پر رَحْم فرمائے، یتیم کے حال کو درست کرے، اس کے مال میں اضافہ فرمائے اور چغل خور پر لعنت کرے۔

ورفع بعض السعاة إلى الصاحب بن عباد رقعة نبه فيها على مال يتيم يحمله على أخذه لكثرته فوقع على ظهرها السعاية قبيحة وإن كانت صحيحة فإن كنت أجريتها مجرى النصح فخسرانك فيها افضل من الربح ومعاذ الله أن نقبل مهتوكا في مستور ولولا أنك في خفارة شيبتك لقابلناك بما يقتضيه فعلك في مثلك فتوق يا ملعون العيب فإن الله أعلم بالغيب الميت رحمه الله واليتيم جبره الله والمال ثمره الله والساعي لعنه الله[1]

حکایت نمبر:131

چغل خور غلام

حضرت سیِّدُنا حَمّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے غلام بیچا اور خریدار سے کہا: اس میں

1 ...احیاء علوم الدین، 3/157

چغل خوری کے علاوہ کوئی عیب نہیں۔ اس نے کہا: مجھے منظور ہے اور اس غلام کو خرید لیا۔ غلام چند دن تو خاموش رہا پھر اپنے مالک کی بیوی سے کہنے لگا: میرا آقا تجھے پسند نہیں کرتا اور دوسری عورت لانا چاہتا ہے، جب تیرا خاوند سو رہا ہو تو اُسترے کے ساتھ اس کی گدی کے چند بال مونڈ لینا تاکہ میں کوئی منتر کروں اس طرح وہ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔ دوسری طرف اس کے شوہر سے جا کر کہا: تمہاری بیوی نے کسی کو دوست بنا رکھا ہے اور تمہیں قتل کرنا چاہتی ہے، تم جھوٹ موٹ سو جانا تاکہ تمہیں حقیقت حال معلوم ہو جائے۔ چنانچہ وہ شخص بناوٹی طور پر سو گیا، عورت اُسترا لے کر آئی تو وہ سمجھا کہ اسے قتل کرنا چاہتی ہے لہٰذا وہ اٹھا اور اپنی بیوی کو قتل کر دیا۔ پھر عورت کے گھر والے آئے اور انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس طرح چغل خور کی وجہ سے دو قبیلوں کے درمیان جنگ ہو گئی۔

قال حماد بن سلمة باع رجل عبدا وقال للمشتري ما فيه عيب إلا النميمة قال رضيت فاشتراه فمكث الغلام أياما ثم قال لزوجة مولاه إن سيدي لا يحبك وهو يريد أن يتسرى عليك فخذي الموسى واحلقي من شعر قفاه عند نومه شعرات حتى أسحره عليها فيحبك ثم قال للزوج إن امرأتك اتخذت خليلا وتريد أن تقتلك فتناوم لها حتى تعرف ذلك فتناوم لها فجاءت المرأة بالموسى فظن أنها تريد قتله فقام إليها فقتلها فجاء أهل المرأة فقتلوا الزوج ووقع القتال بين القبيلتين فنسأل الله حسن التوفيق[1]

حکایت نمبر:132

ایک راہب اور شیطان

حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک راہب اپنی عبادت گاہ میں مصروفِ عبادت تھا شیطان نے اسے گمراہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن ناکام رہا، پھر اس نے راہب کو عبادت گاہ کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا مگر پھر بھی راہب خاموش رہا، شیطان نے اس سے کہا: اگر میں چلا گیا تو تجھے بہت افسوس ہو گا۔ راہب

1 ...احیاء علوم الدین، 3/158

پھر بھی خاموش رہا، یہاں تک کہ شیطان نے کہا: میں مسیح (یعنی عیسیٰ) ہوں۔ راہب نے جواب دیا: اگر آپ مسیح ہیں تو میں کیا کروں؟ کیا آپ نے ہی ہمیں عبادت میں کوشش کرنے کا حکم نہیں دیا؟ اور کیا آپ نے ہم سے قیامت کا وعدہ نہیں کیا؟ آج اگر آپ ہمارے پاس کوئی اور چیز لے کر آئے ہیں (جو پہلی باتوں کے خلاف اور ظاہر شریعت کے معارض ہو) تو ہم آپ کی بات ہر گز نہ مانیں گے۔ بالآخر شیطان نے کہا: میں شیطان ہوں اور تجھے گمراہ کرنے آیا تھا مگر نہ کر سکا۔ اس کے بعد شیطان نے راہب سے کہا: تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں چاہو سوال کر سکتے ہو۔ راہب نے کہا: میں تجھ سے کچھ نہیں پوچھنا چاہتا۔ جب شیطان منہ پھیر کر جانے لگا تو راہب نے اس سے کہا: کیا تو سن رہا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! کیوں نہیں۔ تو راہب نے اس سے پوچھا: مجھے انسان کی اس عادت کے بارے میں بتا جو اس کے خلاف تیری مدد گار ہے۔ شیطان بولا: وہ غصہ ہے، آدمی جب غصہ میں ہوتا ہے تو میں اسے اس طرح اُلٹ پلٹ کرتا ہوں جیسے بچے گیند کو اُلٹ پَلَٹ کرتے ہیں۔

عن وهب بن منبه إن راهبا كان في صومعته فأراد الشيطان أن يضله فلم يستطع فجاءه حتى ناداه فقال له افتح فلم يجبه فقال افتح فإني إن ذهبت ندمت فلم يلتفت إليه فقال إني أنا المسيح قال الراهب وإن كنت المسيح فما أصنع بك أليس قد أمرتنا بالعبادة والاجتهاد ووعدتنا القيامة فلو جئتنا اليوم بغيره لم نقبله منك فقال إني الشيطان وقد أردت أن أضلك فلم أستطع فجئتك لتسألني عما شئت فأخبرك فقال ما أريد أن أسألك عن شيء قال فولى مدبرا فقال الراهب ألا تسمع قال بلى قال أخبرني أي أخلاق بني آدم أعون لك عليهم فقال الحدة إن الرجل إذا كان حديدا قلبناه كما يقلب الصبيان الكرة[1]

حکایت نمبر: 133

تین آدمی تین کاغذ

حضرت سیِّدُنا مُعْتَمِر بن سُلَیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص تھا جسے بہت زیادہ غصہ آتا تھا۔ اس نے تین کاغذ لکھے اور تین آدمیوں کو دے دیئے، پہلے سے کہا: جب مجھے

---

1 ...احیاء علوم الدین، 3/165

غصہ آئے تو یہ کاغذ مجھے دے دینا، دوسرے سے کہا: جب میرا غصہ کچھ تھم جائے تو یہ کاغذ مجھے دے دینا اور تیسرے سے کہا: جب میرا غصہ بالکل چلا جائے تو یہ کاغذ مجھے دینا۔ ایک دن اسے بہت زیادہ غصہ آیا تو اسے پہلا کاغذ دیا گیا جس میں لکھا تھا: تیری اور تیرے اس غصے کی کیا حیثیت ہے؟ تُو خدا تو نہیں بلکہ ایک انسان ہے، عنقریب تیرے جسم کا ایک حصہ دوسرے کو کھائے گا۔ یہ پڑھ کر اس کا غصہ کچھ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر اسے دوسرا کاغذ دیا گیا جس میں لکھا تھا: تم زمین والوں پر رحم کرو عرش والا تم پر رحم کرے گا۔ پھر تیسرا کاغذ دیا گیا جس میں لکھا تھا: لوگوں کو اللہ پاک کے حق کے ساتھ پکڑو ان کی اصلاح اسی بات سے ہو گی۔ یعنی حُدُود کو معطل نہ کرو۔

ایک دن خلیفہ مَہدی کو ایک شخص پر غصہ آگیا تو حضرت سیِّدُنا شبیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اللہ پاک کا واسطہ اس سے زیادہ غصہ نہ کر جتنا کوئی اپنے نفس کے لئے کرتا ہے۔

وقال المعتمر بن سليمان كان رجل ممن كان قبلكم يغضب فيشتد غضبه فكتب صحائف وأعطى كل صحيفة رجلا وقال للأول إذا غضبت فأعطني هذه وقال للثاني إذا سكن بعض غضبي فأعطني هذه وقال للثالث إذا ذهب غضبي فأعطني هذه فاشتد غضبه يوما فأعطي الصحيفة الأولى فإذا فيها ما أنت وهذا الغضب إنك لست بإله إنما أنت بشر يوشك أن يأكل بعضك بعضا فسكن بعض غضبه فأعطي الثانية فإذا فيها ارحم من في الأرض يرحمك من في السماء فأعطي الثالثة فإذا فيها خذ الناس بحق الله فإنه لا يصلحهم إلا ذلك أي لا تعطل الحدود وغضب المهدي على رجل فقال شبيب لا تغضب لله بأشد من غضبه لنفسه[1]

حکایت نمبر:134

سرداری کیسے ملی

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا امیر مُعاوِیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیِّدُنا عَرَابہ بن اَوس رضی اللہ عنہ سے

[1]...احیاء علوم الدین، 3/175

پوچھا: اے عرابہ! تم اپنی قوم کے سردار کیسے بنے؟ انہوں نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! میں ان کے جاہلوں سے درگزر کرتا، سوال کرنے والوں کو عطا کرتا اور ان کی حاجات کو پورا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ تو جو شخص میری طرح یہ کام کرے گا وہ مجھ جیسا ہو جائے گا اور جو مجھ سے بھی بڑھ کر کرے گا وہ مجھ سے افضل ہو گا اور جو میرے عمل سے کم کرے گا تو میں اس سے بہتر ہوں۔

قال معاوية لعرابة بن أوس بم سدت قومك يا عرابة قال يا أمير المؤمنين كنت أحلم عن جاهلهم وأعطي سائلهم وأسعى في حوائجهم فمن فعل فعلي فهو مثلي ومن جاوزني فهو أفضل مني ومن قصر عني فأنا خير منه[1]

حکایت نمبر:135

برائی کا بہترین جواب

حضرت سیِّدُنا امام زَیْنُ الْعابِدِین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ کو برا بھلا کہا تو آپ نے اپنی سیاہ رنگ کی چادر اتار کر اسے دے دی اور اسے ایک ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ بعض بزرگوں نے کہا: انہوں نے اس طرح پانچ خصلتوں کو جمع کیا: (۱) بردباری (۲) تکلیف نہ دینا (۳) اس شخص کو اللہ پاک سے دُور کرنے والی بات سے بچانا (۴) توبہ اور ندامت پر اُکسانا اور (۵) برائی کے بدلے بھلائی کرنا۔ اس طرح آپ نے معمولی دنیا کے بدلے یہ تمام چیزیں خرید لیں۔

عن علي بن الحسين بن علي رضي الله عنهم أنه سبه رجل فرمى إليه بخميصة كانت عليه وأمر له بألف درهم فقال بعضهم جمع له خمس خصال محمودة الحلم وإسقاط الأذى وتخليص الرجل مما يبعد من الله عزوجل وحمله على الندم والتوبة ورجوعه إلى مدح بعد الذم اشترى جميع ذلك بشيء من الدنيا يسير[2]

1 ...احیاء علوم الدین، 3/178

2 ...احیاء علوم الدین، 3/178

حکایت نمبر:136

ذلیل تو زیادتی کرنے والا ہوتا ہے

ایک شخص نے حضرت سیّدُنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے عرض کی: کچھ لوگوں کے ساتھ میرا کسی بات پر جھگڑا ہو گیا ہے میں اس جھگڑے کو ختم کرنا چاہتا ہوں لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجھے یہ نہ کہا جائے کہ "پیچھے ہٹنے میں تمہاری ذِلّت ہے۔" حضرت سیّدُنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ذلیل تو زیادتی کرنے والا ہوتا ہے۔

وقال رجل لجعفر بن محمد إنه قد وقع بيني وبين قوم منازعة في أمر وإني أريد أن أتركه فأخشى أن يقال لي إن تركك له ذل فقال جعفر إنما الذليل الظالم (1)

حکایت نمبر:137

بردباری ہر درد کی دوا ہے

کسی عقل مند کے پاس اس کا ایک دوست گیا تو عقل مند نے اس کے سامنے کھانا رکھا، اس کی بیوی انتہائی بداَخلاق تھی، اس نے آکر دستر خوان اٹھایا اور اپنے شوہر کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا، دوست یہ معاملہ دیکھ کر غصے کی حالت میں باہر نکل گیا، عقل منداس کے پیچھے گیا اور کہا: اس دن کو یاد کرو جب ہم تمہارے گھر میں کھانا کھا رہے تھے اور ایک مرغی دستر خوان پر آگری جس نے سارا کھانا خراب کر دیا لیکن ہم میں سے کسی کو بھی غصہ نہ آیا۔ دوست نے کہا: ہاں بات تو یہی ہے۔ عقل مند نے کہا: اس عورت کو بھی اس مرغی کی طرح سمجھو۔ چنانچہ دوست کا غصہ ختم ہو گیا، واپس لوٹا اور کہنے لگا: کسی دانش وَر نے سچ کہا ہے کہ بردباری ہر درد کی دوا ہے۔

دخل على بعض الحكماء صديق له فقدم إليه طعاما فخرجت امرأة الحكيم وكانت سيئة الخلق

---

(1)...احیاء علوم الدین، 3/178

فرفعت المائدة وأقبلت على شتم الحكيم فخرج الصديق مغضبا فتبعه الحكيم وقال له تذكر يوم كنا في منزلك نطعم فسقطت دجاجة على المائدة فأفسدت ما عليها فلم يغضب أحد منا قال نعم قال فاحسب أن هذه مثل تلك الدجاجة فسرى عن الرجل غضبه وانصرف وقال صدق الحكيم الحلم شفاء من كل ألم (1)

حکایت نمبر:138

میں نے اسے پتھر سمجھا اس لئے غصہ نہیں کیا

کسی شخص نے ایک دانش ور کے پاؤں پر چوٹ لگائی جس کے باعث اسے تکلیف تو ہوئی لیکن غصہ نہ آیا، اس بارے میں اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا: میں نے اس شخص کو ایک پتھر سمجھا کہ جس کے سبب مجھے چوٹ آگئی لہٰذا میں نے غصہ نہیں کیا۔

حضرت سیِّدُنا محمود ورّاق رحمۃ اللہ علیہ نے اشعار کی صورت میں فرمایا:

سَاَلْزِمُ نَفْسِی الصَّفْحَ عَنْ کُلِّ مُذْنِبٍ　　وَاِنْ کَثُرَتْ مِنْهُ عَلَیَّ الْجَرَآئِم

وَمَاالنَّاسُ اِلَّا وَاحِدٌ مِّنْ ثَلَاثَةٍ　　شَرِیْفٌ وَّمَشْرُوْفٌ وَّمِثْلٌ مُقَاوِم

فَاَمَّا الَّذِیْ فَوْقِیْ فَاَعْرِفُ قَدْرَهٗ　　وَاَتْبَعُ فِیْهِ الْحَقَّ وَالْحَقُّ لَازِم

وَاَمَّا الَّذِیْ دُوْنِیْ فَاِنْ قَالَ صُنْتُ عَنْ　　اِجَابَتِهٖ عِرْضِیْ وَاِنْ لَامَ لَائِم

وَاَمَّا الَّذِیْ مِثْلِیْ فَاِنْ زَلَّ اَوْهَفَا　　تَفَضَّلْتُ اِنَّ الْفَضْلَ بِالْحِلْمِ حَاکِم

ترجمہ: (۱)... ہر خطا کو معاف کرنا میں نے خود پر لازم کرلیا ہے چاہے اس کے جرائم زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

(۲)... لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں: اعلیٰ، کمتر اور ہم پلّہ۔

(1)... احیاء علوم الدین، 3/179

(۳)...اپنے سے اعلیٰ کا مقام و مرتبہ میں جانتا ہوں، اس کے بارے میں حق کی اِتّباع کرتا ہوں اور حق ہی لازم ہے۔

(۴)... اپنے سے کمتر کو جواب نہ دے کر اپنی عزت بچاتا ہوں اگرچہ ملامت کرنے والا مجھے ملامت کرے۔

(۵)...اور اگر میرا ہم پلّہ غَلَطی یا کوتاہی کرے تو میں مہربانی کرکے فضیلت پاتا ہوں کیونکہ بردباری کے ذریعے افضل ہونا حاکم بنا دیتا ہے۔

وضرب رجل قدم حكيم فأوجعه فلم يغضب فقيل له في ذلك فقال أقمته مقام حجر تعثرت به فذبحت الغضب وقال محمود الوراق

سألزم نفسي الصفح عن كل مذنب ... وإن كثرت منه على الجرائم

وما الناس إلا واحد من ثلاثة ... شريف ومشروف ومثلي مقاوم

فأما الذي فوقي فأعرف قدره ... وأتبع فيه الحق والحق لازم

وأما الذي دوني فإن قال صنت عن ... إجابته عرضي وإن لام لائم

وأما الذي مثلي فإن زل أو هفا ... تفضلت إن الفضل بالحلم حاكم[1]

حکایت نمبر:139

حق دار کھڑے ہو جائیں

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ قیامت کے دن اللہ پاک ایک منادی کو حکم دے گا تو وہ اعلان کرے گا کہ جس شخص کا اللہ پاک کے پاس کوئی حق ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ یہ سن کر معاف کرنے والے

1 ...احیاء علوم الدین، 3/179

کھڑے ہوں گے۔ پس اللہ پاک ان لوگوں کو معاف کرنے کا بدلہ عطا فرمائے گا۔

عن ابن عمر عن أبي بكر أنه قال بلغنا أن الله تعالى يأمر مناديا يوم القيامة فينادي من كان له عند الله شيء فليقم فيقوم أهل العفو فيكافئهم الله بما كان من عفوهم عن الناس (1)

حکایت نمبر:140

معاف کرو انعام پاؤ!

حضرت سیِّدُنا مُبارَک بن فَضالہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا سواد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اہل بصرہ کے ایک وفد کے ساتھ خلیفہ ابو جعفر منصور کے پاس بھیجا۔ میں خلیفہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک آدمی کو لایا گیا، خلیفہ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ میں نے سوچا میرے ہوتے ہوئے ایک مسلمان کو قتل کیا جارہا ہے! لہٰذا میں نے کہا: امیر المؤمنین! اجازت ہو تو آپ کو ایک حدیث سناؤں جو میں نے حضرت سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سنی ہے۔ خلیفہ نے کہا: کونسی حدیث؟ میں نے کہا: میں نے حضرت سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن اللہ پاک سب لوگوں کو ایک ایسی جگہ پر جمع فرمائے گا جہاں وہ پکارنے والے کی آواز سن سکیں گے اور ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکیں گے پھر ایک پکارنے والا کھڑا ہو کر پکارے گا: اللہ پاک کے پاس جس کا انعام ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ پس اس دن صرف وہی کھڑا ہو گا جس نے کسی کو معاف کیا ہو گا۔ ابو جعفر منصور نے پوچھا: اللہ پاک کی قسم! کیا تم نے واقعی یہ حدیث حضرت سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سنی ہے؟ میں نے کہا: اللہ پاک کی قسم! میں نے یہ حدیث انہی سے سنی ہے۔ یہ سن کر خلیفہ نے کہا: ہم نے اسے معاف کر دیا۔

عن مبارك بن فضالة قال وفد سوار بن عبد الله في وفد من أهل البصرة إلى أبي جعفر قال فكنت عنده إذا أتى برجل فأمر بقتله فقلت يقتل رجل من المسلمين وأنا حاضر فقلت يا أمير المؤمنين ألا أحدثك حديثا سمعته الحسن قال وما هو قلت سمعته يقول إذا كان يوم القيامة جمع الله عزوجل

(1)...احیاء علوم الدین، 3/183

الناس فی صعید واحد حیث یسمعهم الداعی وینفذهم البصر فیقوم مناد فینادی من له عند الله ید فلیقم فلا یقوم إلا من عفا فقال واللہ لقد سمعته من الحسن فقلت واللہ لسمعته منه فقال خلینا عنه[1]

حکایت نمبر:141

چور کو بھی دعا دی

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کچھ سامان خریدنے بازار گئے، خریدنے کے بعد اپنے عمامے شریف میں باندھے گئے دراہم نکالنے لگے تو گرہ کھلی ہوئی تھی اور دراہم نہیں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں بیٹھا تھا تب تو میرے پاس ہی تھے۔ یہ سن کر لوگ چور کو بد دعائیں دینے لگے۔ کوئی کہنے لگا: یااللہ! جس نے یہ رقم لی ہے اس کا ہاتھ کاٹ دے۔ کوئی کہنے لگا: یااللہ! اس کے ساتھ بُرا سُلوک کر۔ یہ دیکھ کر حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہوئے: یااللہ! اگر اس نے یہ دراہم کسی ضرورت کی وجہ سے لئے ہیں تو اس کے لئے ان میں برکت عطا فرما اور کسی گناہ کے لئے چرائے ہیں تو اسے اس کا آخری گناہ بنادے۔

جلس ابن مسعود فی السوق یبتاع طعاما فابتاع ثم طلب الدراهم وکانت فی عمامته فوجدها قد حلت فقال لقد جلست وإنها لمعی فجعلوا یدعون علی من أخذها ویقولون اللهم اقطع ید السارق الذی أخذها اللهم افعل به کذا فقال عبد الله اللهم إن کان حمله علی أخذها حاجة فبارك له فیها وإن کان حملته جراءة علی الذنب فاجعله آخر ذنوبه[2]

حکایت نمبر:142

نصیحت کا بہترین انداز

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک رات ہم حکم بن ایّوب کے گھر گئے وہ اس وقت

1 ...احیاء علوم الدین، 3/183

2 ...احیاء علوم الدین، 3/184

بصرہ کا امیر تھا، اتنے میں حضرت سیّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بھی کچھ ڈرے سہمے آئے تو ہم ان کے ساتھ اندر داخل ہو گئے، ہم ان کے سامنے مرغی کے چوزے لگ رہے تھے۔انہوں نے امیر کے سامنے حضرت سیّدُنا یوسف عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا قصہ بیان کرنا شروع کر دیا کہ ان کے بھائیوں نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا، کنویں میں ڈالا، ان کو بیچا اور اپنے باپ کو غمگین کیا اور عورتوں کا حضرت سیّدُنا یوسف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ساتھ مکر اور آپ کا قیدی بننا بھی بیان کیا۔ پھر فرمایا اے امیر! دیکھیں اللہ پاک نے ان کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا، بھائیوں پر ان کو برتری دی، ان کا ذکر بلند کیا اور ان کو زمین کے خزانوں کا مالک بنا دیا اور جب انہیں حکومت مل گئی اور ان کے گھر والے ان کے سامنے جمع ہوئے تو انہوں نے کیا خوب فرمایا: قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ ؕ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ(۹۲) [1]

ترجمۂ کنز الایمان: کہا آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

وقال مالك بن دينار أتينا منزل الحكم بن أيوب ليلا وهو على البصرة أمير وجاء الحسن وهو خائف فدخلنا معه عليه فما كنا مع الحسن إلا بمنزلة الفراريج فذكر الحسن قصة يوسف عليه السلام وما صنع به إخوته من بيعهم إياه وطرحهم له في الجب فقال باعوا أخاهم وأحزنوا أباهم وذكر ما لقي من كيد النساء ومن الحبس ثم قال أيها الأمير ماذا صنع الله به أداله منهم ورفع ذكره وأعلى كلمته وجعله على خزائن الأرض فماذا صنع حين أكمل له أمره وجمع له أهله {قال لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو أرحم الراحمين} [2]

حکایت نمبر:143

کیا خُوب اِستِدلال ہے

مروی ہے کہ زِیاد نے خارجیوں میں سے ایک آدمی کو پکڑا تو وہ چھوٹ کر فرار ہو گیا۔ زیاد نے اس کے

1 ...پ13، یوسف:92

2 ...احیاء علوم الدین، 3/184

بھائی کو پکڑ لیا اور کہا: اپنے بھائی کو لاؤ ورنہ تمہاری گردن اُڑا دوں گا۔ اس نے کہا: اگر میں امیر المؤمنین کا حکم نامہ پیش کروں تو کیا آپ مجھے چھوڑ دیں گے؟ زیاد نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: میں غالب حکمت والے کا حکم لاتا ہوں اور اس پر بطور گواہ دو حضرت سیّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ الله اور حضرت سیّدُنا موسٰی علیہ السلام کو پیش کرتا ہوں۔ پھر اس نے یہ آیتِ طَیِّبہ تلاوت کی:

اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰى(۳۶) وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى(۳۷) اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى(۳۸) (1)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا اسے اس کی خبر نہ آئی جو صحیفوں میں ہے موسٰی کے اور ابراہیم کے جو احکام پورے بجالایا کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھاتی۔

زیاد نے کہا: اس کو چھوڑ دو اس نے اپنی رہائی کی دلیل بیان کر دی ہے۔

روی أن زیاد رضی الله عنه أخذ رجلا من الخوارج فأفلت منه فأخذ أخا له فقال له إن جئت بأخیك وإلا ضربت عنقك فقال أرأیت إن جئتك بكتاب من أمیر المؤمنین تخلی سبیلی قال نعم قال فأنا آتیك بكتاب من العزیز الحكیم وأقیم علیه شاهدین إبراهیم وموسى ثم تلا {أم لم ینبأ بما فی صحف موسى وإبراهیم الذی وفى أن لا تزر وازرة وزر أخرى} فقال زیاد: خلوا سبیله هذا رجل قد لقن حجته (2)

حکایت نمبر:144

حاکم و رعایا اپنے حقوق کا خیال رکھیں

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی الله عنه کو اطلاع ہوئی کہ رعایا میں سے کچھ لوگوں کو اپنے حُکام سے شکایت ہے تو آپ رضی الله عنه نے حکام اور رعایا کو بلالیا۔ جب وہ آئے تو آپ کھڑے ہوئے اور الله پاک کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اے لوگو! اور اے رعایا! بے شک ہمارے تم پر دو حق ہیں: (۱) پیٹھ پیچھے خیر خواہی کرو اور (۲) اچھے کاموں پر ہماری مدد کرو۔ اے حاکمو! تم پر رعایا کے کچھ حقوق ہیں اور جان لو

1 ...پ27، النجم:36تا38

2 ...احیاء علوم الدین، 3/184

کہ حکمران کی بُردباری اور نرمی سے بڑھ کر اللہ پاک کو کوئی چیز پسند نہیں اور حاکم کے جَہل اور سخت گیری سے زیادہ کوئی چیز اللہ پاک کے ہاں ناپسندیدہ اور بُری نہیں۔ یاد رکھو! جو شخص اپنے ماتحتوں کو امن وعافیت میں رکھتا ہے اسے اپنے مافَوق سے عافیت پہنچتی ہے۔

بلغ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ أن جماعة من رعيته اشتكوا من عماله فأمرهم أن يوافوه فلما أتوه قام فحمد الله وأثنى عليه ثم قال أيها الناس أيتها الرعية إن لنا عليكم حقا النصيحة بالغيب والمعاونة على الخير أيتها الرعاة إن للرعية عليكم حقا فاعلموا أنه لاشيء أحب إلى الله ولا أعز من حلم إمام ورفقه ليس جهل أبغض إلى الله ولا أغم من جهل إمام وخرجه واعلموا أنه من يأخذ بالعافية فيمن بين ظهريه يرزق العافية ممن هو دونه(1)

حکایت نمبر:145

نصیحت آموز جواب

حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت سیِّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کو مکتوب لکھا جس میں انہیں کسی کام کی تاخیر پر ملامت کی تو انہوں نے جواب میں لکھا: بھلائی کے کاموں میں غور وفکر کرنا زیادہ عقل مندی ہے اور عقل مند وہی ہے جو جلد بازی سے پرہیز کرے اور جو بردباری سے محروم ہو وہ ناکام و نامراد ہے۔ مُستَقِل مزاج شخص کامیابی سے ہمکَنار ہوتا ہے یا پھر کامیابی کے قریب ہو جاتا ہے جبکہ جلد باز غَلَطی کرتا ہے یا پھر غَلَطی کرنے کے قریب ہو جاتا ہے۔ جسے نرمی نفع دیتی ہے اسے سختی نقصان بھی دیتی ہے اور جو تَجرِبات سے نہیں سیکھتا وہ بلندی تک نہیں پہنچ سکتا۔

روی أن عمرو بن العاص كتب إلى معاوية يعاتبه في التأني فكتب إليه معاوية أما بعد فإن الفهم في الخير زيادة رشد وإن الرشيد من رشد عن العجلة وإن الجانب من خاب عن الأناة وإن المتثبت مصيب

1 ...احیاء علوم الدین، 3/185

أو كاد أن يكون مصيبا وإن العجل مخطئ أو كاد أن يكون مخطئا وأن من لا ينفعه الرفق يضره الخرق ومن لا ينفعه التجارب لا يدرك المعالي[1]

حکایت نمبر:146

نوکر مالک بن گیا

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اپنی کسی زمین کو دیکھنے نکلے راستے میں ایک باغ سے گزرے تو آپ نے دیکھا وہاں ایک سیاہ فام غلام کام کر رہا ہے جب اس کا کھانا آیا تو اسی وقت ایک کتا بھی باغ میں داخل ہوا اور غلام کے قریب ہو گیا، غلام نے ایک روٹی اس کے سامنے ڈال دی، کتے نے وہ کھالی پھر دوسری ڈالی تو وہ بھی اس نے کھالی غلام نے تیسری روٹی بھی ڈال دی تو کتا وہ بھی کھا گیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ یہ سب کچھ ملاحظہ فرما رہے تھے آپ نے فرمایا: اے غلام! تمہیں دن میں کتنا کھانا ملتا ہے؟ اس نے کہا: وہی کچھ جو آپ نے دیکھا۔ پوچھا: تم نے اس کتے کو کیوں ترجیح دی؟ اس نے کہا: اس علاقے میں کتے نہیں ہوتے یہ کہیں دور سے آیا ہے اور بھوکا ہے، مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ سیر ہو کر کھاؤں اور یہ بھوکا رہے۔ آپ نے فرمایا: تم آج کیا کرو گے؟ اس نے کہا: بھوکا رہوں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سوچا میں اسے سخاوت پر ملامت کر رہا ہوں جبکہ یہ غلام تو مجھ سے بھی زیادہ سخی ہے چنانچہ آپ نے باغ، باغ کے آلات اور غلام سب خرید لیا، غلام کو آزاد کیا اور سب کچھ اسی کو دے دیا۔

قيل خرج عبد الله بن جعفر إلى ضيعة له فنزل على نخيل قوم وفيه غلام أسود يعمل فيه إذ أتى الغلام بقوته فدخل الحائط كلب ودنا من الغلام فرمى إليه الغلام بقرص فأكله ثم رمى إليه الثاني والثالث فأكله وعبد الله ينظر إليه فقال يا غلام كم قوتك كل يوم قال ما رأيت قال فلم آثرت به هذا الكلب قال ما هي بأرض كلاب إنه جاء من مسافة بعيدة جائعا فكرهت أن أشبع وهو جائع قال فما أنت صانع اليوم قال أطوي يومي هذا فقال عبد الله بن جعفر ألام على السخاء إن هذا الغلام لأسخى مني فاشترى الحائط والغلام وما فيه من الآلات فأعتق الغلام ووهبه منه[2]

1 ...احیاء علوم الدین، 3/186

2 ...احیاء علوم الدین، 3/258

حکایت نمبر:147

مرتے ہوئے ایثار

حضرت سیِّدُنا ابو جَہْم بن حُذَیفَہ عَدَوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگ یرموک کے موقع پر میں اپنے چچازاد بھائی کو تلاش کر رہا تھا اور میرے پاس کچھ پانی تھا میں نے سوچا اگر ان میں زندگی کی کچھ رَمَق باقی ہوگی تو میں انہیں پانی پلاؤں گا اور ان کا (خون آلود) چہرہ دھوؤں گا میں نے انہیں زندہ پایا تو میں نے پوچھا: کیا آپ کو پانی پلاؤں؟ انہوں نے مجھے اشارے سے کہا: ہاں۔ اتنے میں ایک شخص کی کَراہنے کی آواز آئی میرے چچازاد بھائی نے اس کی جانب اشارہ کیا جب میں وہاں گیا تو دیکھا کہ وہ حضرت سیِّدُنا ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ تھے میں نے پوچھا: آپ کو پانی پلاؤں؟ اتنے میں کسی اور زخمی کی کراہنے کی آواز آئی انہوں نے اس کی اشارہ کیا جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا اس کا انتقال ہو چکا تھا، حضرت سیِّدُنا ہِشام رضی اللہ عنہ کی طرف واپس لوٹا تو وہ بھی فوت ہو چکے تھے پھر میں اپنے چچازاد بھائی کی طرف آیا تو دیکھا کہ ان کی روح بھی پرواز کر چکی تھی، اللہ پاک ان تمام نُفُوسِ قُدْسیہ پر رحمت نازل فرمائے۔

قال حذيفة العدوی انطلقت يوم اليرموك أطلب ابن عم لی ومعی شیء من ماء وأنا أقول إن كان به رمق سقيته ومسحت به وجهه فإذا أنا به فقلت أسقيك فأشار إلی أن نعم فإذا رجل يقول آه فأشار ابن عمی إلی أن أنطلق به إليه فجئته فإذا هو هشام بن العاص فقلت أسقيك فسمع به آخر فقال آه فأشار هشام انطلق به إليه فجئته فإذا هو قد مات فرجعت إلی هشام فإذا هو قد مات فرجعت إن ابن عمی فإذا هو قد مات رحمة الله عليهم أجمعين[1]

حکایت نمبر:148

مال کا وبال

حضرت سیِّدُنا جَرِیر بن حازِم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیِّدُنا لَیث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک

---

[1]...احیاء علوم الدین، 3/258

مرتبہ حضرت سیّدُنا عیسٰی علیہ السلام سَفَر پر روانہ ہوئے، راستے میں ایک شخص ملا، اس نے عرض کی: حضور! مجھے بھی اپنی بابرکت صحبت میں رہنے کی اجازت عطا فرمادیں، میں بھی آپ کے ساتھ سفر کرنا چاہتا ہوں۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اسے اپنی ہمراہی کی اجازت عطا فرمادی اور دونوں ایک ساتھ سفر کرنے لگے۔ ایک نہر کے کنارے پہنچ کر بیٹھ گئے اور کھانا کھانے لگے دونوں کے پاس تین روٹیاں تھیں، ایک ایک روٹی دونوں نے کھالی اور تیسری روٹی بچی رہی۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام روٹی کو وہیں چھوڑ کر نہر پر گئے اور پانی پیا، پھر جب واپس آئے تو دیکھا کہ روٹی غائب ہے، آپ نے اس شخص سے پوچھا: تیسری روٹی کہاں گئی؟ اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام چلنے لگے تو وہ شخص بھی آپ کے ساتھ ہو لیا راستے میں ایک ہِرنی اپنے دو خوبصورت بچوں کے ساتھ کھڑی تھی، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ہرنی کے ایک بچے کو اپنی طرف بلایا تو وہ آپ کا حکم پاتے ہی فوراً حاضرِ خدمت ہو گیا، آپ نے اسے ذبح کیا، اسے بھونا اور دونوں نے اس کا گوشت کھایا، پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس کی ہڈیاں ایک جگہ جمع کیں اور فرمایا: "قُمْ بِاِذْنِ اللهِ یعنی اللہ پاک کے حکم سے کھڑا ہو جا۔" یکایک وہ ہڈیاں دوبارہ ہرنی کا بچہ بن گئیں اور وہ بچہ اپنی ماں کی طرف روانہ ہو گیا، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس شخص سے فرمایا: اے شخص! تجھے اس ذات کی قسم! جس نے تجھے میرے ہاتھوں یہ مُعْجِزَہ دکھایا، تو سچ سچ بتا کہ وہ روٹی کس نے لی تھی؟ وہ شخص بولا: مجھے معلوم نہیں۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام اس شخص کو لے کر دوبارہ سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں ایک دریا آیا آپ نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر پانی پر چلتے ہوئے دریا پار کر لیا، پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس سے فرمایا: تجھے اُس پاک پروردگار کی قسم! جس نے تجھے میرے ہاتھوں یہ معجزہ دکھایا سچ سچ بتا کہ تیسری روٹی کس نے لی تھی؟ اس نے پھر وہی جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام اس شخص کو لے کر آگے بڑھے، راستے میں ایک ویران صحرا آگیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: بیٹھ جاؤ، پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے کچھ ریت جمع کی اور فرمایا: اے ریت! اللہ پاک کے حکم سے سونا بن جا تو وہ ریت فوراً سونے میں تبدیل ہو گئی۔ آپ نے اس کے تین حصے کئے اور فرمایا: ایک حصہ میرا دوسرا تیرا اور تیسرا حصہ اس کے لئے ہے جس نے وہ روٹی لی تھی، یہ سن کر وہ شخص بولا: وہ روٹی میں نے ہی چُھپائی تھی۔ حضرت سیّدُنا عیسٰی رُوحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس شخص سے فرمایا: یہ تینوں حصے تم

ہی لے لو، اتنا کہنے کے بعد آپ عَلَیْہِ السَّلَام اس شخص کو وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہو گئے۔ وہ اتنا زیادہ سونا ملنے پر بہت خوش ہوا، اور اس نے وہ سارا سونا اُٹھالیا اتنے میں وہاں دو اور شخص پہنچے جب انہوں نے دیکھا کہ اس ویرانے میں اکیلا شخص ہے اور اس کے پاس بہت سا سونا ہے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ ہم اس شخص کو قتل کر دیتے ہیں اور اس سے سونا چھین لیتے ہیں جب وہ اسے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے تو اس شخص نے کہا: تم مجھے قتل نہ کرو بلکہ ہم اس سونے کو باہم تقسیم کر لیتے ہیں، اس پر وہ دونوں شخص قتل سے باز رہے اور اس بات پر راضی ہو گئے کہ ہم یہ سونا برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں، پھر اس شخص نے کہا: ایسا کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص جا کر قریبی بازار سے کھانا خرید لائے کھانا کھانے کے بعد ہم یہ سونا باہم تقسیم کر لیں گے۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص بازار گیا جب اس نے کھانا خریدا تو اس کے دل میں یہ شیطانی خیال آیا کہ میں اس کھانے میں زہر ملا دیتا ہوں جیسے ہی وہ دونوں اسے کھائیں گے تو مر جائیں گے اور سارا سونا میں لے لوں گا۔ چنانچہ اس نے کھانے میں زہر ملا دیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف چل دیا، وہاں ان دونوں کی نیّتوں میں بھی سونا دیکھ کر فُتور آ گیا اور انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جیسے ہی ہمارا تیسرا ساتھی کھانا لے کر آئے گا ہم اسے قتل کر دیں گے اور سونا ہم دونوں آپس میں بانٹ لیں گے چنانچہ جیسے ہی وہ کھانا لے کر ان کے پاس پہنچا ان دونوں نے اسے قتل کر دیا اور بڑے مزے سے زہر ملا کھانا کھانے لگے، کچھ ہی دیر بعد زہر نے اپنا اثر دکھایا اور وہ دونوں بھی وہیں ڈھیر ہو گئے اور سونا ویسے ہی وہاں پڑا رہا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت سیِّدُنا عیسٰی رُوحُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام دوبارہ وہیں سے گزرے تو دیکھا کہ سونا وہیں موجود ہے اور وہاں تین لاشیں پڑی ہیں۔ یہ دیکھ کر اپنے حَوارِیوں سے فرمایا: یہ دنیا ہے اس سے بچو۔

وقد روی عن جریر عن لیث قال صحب رجل عیسی ابن مریم علیه السلام فقال أكون معك وأصحابك فانطلقا فانتهيا إلى شط نهر فجلسا يتغديان ومعهما ثلاثة أرغفة فأكلا رغيفين وبقي رغيف ثالث فقام عيسى عليه السلام إلى النهر فشرب ثم رجع فلم يجد الرغيف فقال للرجل من أخذ الرغيف فقال لا أدري قال فانطلق ومعه صاحبه فرأى ظبية ومعها خشفان لها قال فدعا أحدهما فأتاه فذبحه فاشتوى منه فأكل هو وذلك الرجل ثم قال للخشف قم بإذن الله فقام فذهب فقال للرجل أسألك

بالذی أراك هذه الآیة من أخذ الرغیف فقال لا أدری ثم انتهیا إلی وادی ماء فأخذ عیسی بید الرجل فمشیا علی الماء فلما جاوزا قال له أسألك بالذی أراك هذه الآیة من أخذ الرغیف فقال لا أدری فانتهیا إلی مفازة فجلسا فأخذ عیسی علیه السلام یجمع ترابا وکثیبا ثم قال کن ذهبا بإذن الله تعالی فصار ذهبا فقسمه ثلاثة أثلاث ثم قال ثلث لی وثلث لك وثلث لمن أخذ الرغیف فقال أنا الذی أخذت الرغیف فقال کله لك وفارقه عیسی علیه السلام فانتهی إلیه رجلان فی المفازة ومعه المال فأرادا أن یأخذاه منه ویقتلاه فقال هو بیننا أثلاثا فابعثوا أحدکم إلی القریة حتی یشتری لنا طعاما نأکله قال فبعثوا أحدهم فقال الذی بعث لأی شیء أقاسم هؤلاء هذا المال لکنی أضع فی هذا الطعام سما فأقتلهما وآخذ المال وحدی قال ففعل وقال ذانك الرجلان لأی شیء نجعل لهذا ثلث المال ولکن إذا رجع قتلناه واقتسمنا المال بیننا قال فلما رجع إلیهما قتلاه وأکلا الطعام فماتا فبقی ذلك المال فی المفازة وأولئك الثلاثة عنده قتلی فمر بهم عیسی علیه السلام علی تلك الحالة فقال لأصحابه هذه الدنیا فاحذروها[1]

حکایت نمبر:149

کاش وہ کتاب نہ لکھی جاتی

منقول ہے کہ کسی دور میں صبح کے وقت بصرہ کی گلیوں سے گزرنے والے کو گھروں سے قرآن پاک پڑھنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ کسی نے ریاکاری کی باریکیوں پر ایک کتاب لکھی تو لوگوں نے اونچی آواز سے تلاوت کرنا بند کر دی، جس کی وجہ سے تلاوت قرآن میں لوگوں کی رغبت کم ہو گئی۔ کہنے والوں نے کہا:" کاش! وہ کتاب نہ لکھی جاتی۔

معلوم ہوا کہ ریاکار کی ریاکاری بھی لوگوں کو بہت فائدہ دیتی ہے بشرطیکہ لوگ اس کی ریاکاری سے

1 ...احیاء علوم الدین، 3/273

بے خبر ہوں۔“

وقد روی أنه کان یجتاز الانسان فی سکك البصرة عند الصبح فیسمع اصوات المصلین بالقرآن من البیوت فصنف بعضهم کتابا فی دقائق الریاء فترکوا ذلك وترك الناس الرغبة فیه فکانوا یقولون لیت ذلك الکتاب لم یصنف

فإظهار المرائی فیه خیر کثیر لغیره إذا لم یعرف ریاؤه(1)

حکایت نمبر:150

سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حجاج بن یوسُف

حضرت سیِّدُنا سعید بن ابومَروان رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں حضرت سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں حَجّاج بن یُوسُف ثَقَفِی اپنے محافِظوں کے ساتھ زرد رنگ کے ترکی گھوڑے پر سوار مسجد کے ایک دروازے سے اندر داخل ہوا۔ اس نے مسجد میں ادھر ادھر دیکھا تو اسے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے بڑی مجلس کوئی نظر نہ آئی، وہ اس جانب متوجہ ہوا حتّٰی کہ قریب آکر اپنی سواری کو بٹھایا اور اس سے اتر کر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف چل دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دیکھا تو اپنے پاس اس کے لئے تھوڑی جگہ بنائی۔ حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں بھی اپنی جگہ سے تھوڑا سا سرک گیا حتی کہ میرے اور حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) کے مابین حجاج کے بیٹھنے کے لئے کافی کشادگی ہوگئی۔ حجاج آیا اور ہمارے درمیان بیٹھ گیا، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روز کی طرح معمول کے مطابق اپنی گفتگو فرماتے رہے، آپ نے اپنی گفتگو کو ذرا بھی نہیں روکا۔ حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے سوچا آج میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان لیتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ حجاج کی وجہ سے کہیں یہ ایسی زائد گفتگو تو نہیں کرتے جو انہیں اس کے قریب کردے یا پھر حجاج کے خوف سے اپنے کلام میں کوئی کمی تو نہیں کرتے۔ حضرت سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بالکل معمول کی طرح کلام فرماتے رہے

1 ...احیاء العلوم، 942/3

جیسا کہ روز فرمایا کرتے تھے حتی کہ آپ کی گفتگو اپنے اختتام کو پہنچ گئی، جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کلام سے فارغ ہوئے تو آپ نے حجّاج کی کوئی پروانہ کی۔ حجّاج نے اپنا ہاتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر رکھا اور کہا: شیخ نے سچ اور خوب بات کہی، تم لوگ ضرور اس مجلس اور اس جیسی دیگر مجالس کو اختیار کیا کرو اور اسے اپنی عادت بناؤ کیونکہ مجھے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ حدیث پہنچی ہے: اِنَّ مَجَالِسَ الذِّکْرِ رِیَاضُ الْجَنَّۃِ یعنی ذکر کی مجالس جنّت کے باغات ہیں۔ اگر ہم لوگوں کے امور میں مشغول نہ ہوتے تو تم سے زیادہ ان مجالس میں بیٹھتے کیونکہ ہم ان کی فضیلت کو جانتے ہیں۔

حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بعد حجاج نے ایسی گفتگو کی کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور تمام لوگ اس کی فصاحت و بلاغت دیکھ کر حیران رہ گئے، وہ اپنی گفتگو کرنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد ملکِ شام کا ایک شخص حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، اس وقت حجاج جا چکا تھا۔ اس شخص نے کہا: اے اللہ پاک کے مسلمان بندو! کیا تمہیں اس بات پر تعجب نہیں کہ میں ایک بوڑھا شخص ہوں، میں جہاد کرتا ہوں اور مجھے خیمے، گھوڑے اور خچر کی بھی ضرورت ہے، مجھے تین سو درہم کا عطیہ ملا ہے جبکہ میری سات بیٹیاں ہیں۔ اس نے اپنی حالت کی شکایت کی حتی کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں کو اس پر رحم آگیا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سر جھکائے اس کی بات سنتے رہے جب اس شخص کی بات پوری ہوگئی تو آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: ان حکمرانوں کو کیا ہو گیا ہے اللہ پاک انہیں ہلاک کرے، انہوں نے اللہ پاک کے بندوں کو غلام اور اللہ پاک کے مال کو اپنی دولت بنا لیا ہے، درہم و دینار کے لئے لوگوں سے لڑتے ہیں، جب اللہ پاک کے دشمنوں سے جہاد کرتے ہیں تو خود بلند خیموں میں اور تیز رفتار عمدہ سواریوں پر ہوتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو دشمن کے مقابل بھیجتے ہیں تو بھوکا پیاسا اور پیدل۔ آپ مسلسل گفتگو کرتے رہے حتی کہ آپ نے ان کے شدید عیب بیان فرمائے۔ اتنے میں ایک شامی شخص جو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کھڑا ہوا اور جلدی سے حجاج کے پاس جا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری گفتگو اسے بتا دی۔ تھوڑی ہی دیر میں حجاج کے قاصد حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ

علیہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ کو امیر نے طلب کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کھڑے ہوئے، جبکہ آپ کی سخت کَلامی کے باعث ہم آپ کے بارے میں فکر مند تھے، کچھ ہی دیر گزری تھی کہ آپ حجاج کے پاس سے مسکراتے ہوئے واپس تشریف لے آئے۔ میں نے آپ کو اس طرح کھل کر ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا آپ صرف مسکرایا کرتے تھے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی نشست گاہ پر تشریف فرما ہوئے اور امانت کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: تم امانت کے ساتھ بیٹھتے ہو گویا تم یہ خیال کرتے ہو کہ خِیانت صرف دِرہم و دینار میں ہوتی ہے، نہیں بلکہ شدید خیانت یہ ہے کہ ایک شخص ہمارے پاس بیٹھے، ہم اس سے مطمئن ہو جائیں پھر وہ ہمیں آگ کے شعلے کے پاس لے جائے۔ میں حجاج کے پاس گیا تو اس نے کہا: آپ اپنی زبان کو قابو میں رکھیں اور آپ کا یہ کہنا کہ جب ہم دُشمنِ خُدا سے لڑتے ہیں تو یہ یہ صورت حال ہوتی ہے اور جب اپنے بھائیوں کو بھیجتے ہیں تو یہ یہ صورت حال ہوتی ہے، مجھے آپ سے کوئی سروکار نہیں، آپ لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتے ہیں، اس معاملے میں ہم آپ کی نصیحت کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، لہٰذا آپ اپنی زبان کو سنبھالیں۔ حضرت سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر اللہ پاک نے اسے مجھ سے دور کر دیا۔

وقد روى عن سعيد بن أبي مروان قال كنت جالسا إلى جنب الحسن إذ دخل علينا الحجاج من بعض أبواب المسجد ومعه الحرس وهو على برذون أصفر فدخل المسجد على برذونه فجعل يلتفت في المسجد فلم ير حلقة أحفل من خلقه الحسن فتوجه نحوها حتى بلغ قريبا منها ثم ثنى وركه فنزل ومشى نحو الحسن فلما رآه الحسن متوجها إليه تجافى له عن ناحية مجلسه قال سعيد وتجافيت له أيضا عن ناحية مجلسي حتى صار بيني وبين الحسن فرجة ومجلس للحجاج فجاء الحجاج حتى جلس بيني وبينه والحسن يتكلم بكلام له يتكلم به في كل يوم فما قطع الحسن كلامه قال سعيد فقلت في نفسي لأبلون الحسن اليوم ولأنظرن هل يحمل الحسن جلوس الحجاج إليه أن يزيد في كلامه يتقرب إليه أو يحمل الحسن هيبة الحجاج أن ينقص من كلامه فتكلم الحسن كلاما واحدا نحوا مما كان يتكلم به في

كل يوم حتى انتهى إلى آخر كلامه فلما فرغ الحسن من كلامه وهو غير مكترث به رفع الحجاج يده فضرب بها على منكب الحسن ثم قال صدق الشيخ وبر فعليكم بهذه المجالس وأشباهها فاتخذوها حلقا وعادة فإنه بلغني عن رسول الله صلى الله عليه وسلم إن مجالس الذكر رياض الجنة حديث أن مجالس الذكر رياض الجنة تقدم في الأذكار والدعوات

ولولا ما حملناه من أمر الناس ما غلبتمونا على هذه المجالس لمعرفتنا بفضلها قال ثم افتر الحجاج فتكلم حتى عجب الحسن ومن حضر من بلاغته فلما فرغ طفق فقام فجاء رجل من أهل الشام إلى مجلس الحسن حين قام الحجاج فقال عباد الله المسلمين ألا تعجبون أني رجل شيخ كبير وأني أغزو فأكلف فرسا وبغلا وأكلف فسطاطا وأن لي ثلثمائة درهم من العطاء وأن لي سبع بنات من العيال فشكا من حاله حتى رق الحسن له ولأصحابه والحسن مكب فلما فرغ الرجل من كلامه رفع الحسن رأسه فقال ما لهم قاتلهم الله اتخذوا عباد الله خولا ومال الله دولا وقتلوا الناس على الدينار والدرهم فإذا غزا عدو الله غزا في الفساطيط الهبابة وعلى البغال السباقة وإذا أغزى أخاه أغزاه طاويا راجلا فما فتر الحسن حتى ذكرهم بأقبح العيب وأشده فقام رجل من أهل الشام كان جالسا إلى الحسن فسعى به إلى الحجاج وحكى له كلامه فلم يلبث الحسن أن أتته رسل الحجاج فقالوا أجب الأمير فقام الحسن وأشفقنا عليه من شدة كلامه الذي تكلم به فلم يلبث الحسن أن رجع إلى مجلسه وهو يبتسم وقلما رأيته فاغرا فاه يضحك إنما كان يتبسم فأقبل حتى قعد في مجلسه فعظم الأمانة وقال إنما تجالسون بالأمانة كأنكم تظنون أن الخيانة ليست إلا في الدينار والدرهم إن الخيانة أشد الخيانة أن يجالسنا الرجل فنطمئن إلى جانبه ثم ينطلق فيسعى بنا إلى شرارة من نار إني أتيت هذا الرجل فقال أقصر عليك من لسانك وقولك إذا غزا عدو الله غزا كذا وكذا وإذا أغزى أخاه أغزاه كذا لا أبالك تحرض علينا الناس أما إنا على ذلك لا نتهم نصيحتك فأقصر عليك من لسانك قال فدفعه الله عني [1]

---

1 ...احیاء علوم الدین، 3/329

حکایت نمبر:151

سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ اور ریاکار راہب

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے سمعان نامی ایک راہب سے معرفت سیکھی ہے، میں اس کے گرجا میں داخل ہوا تو میں نے کہا: اے سمعان! تو کب سے اس گرجا میں ہے؟ اس نے کہا: 70 سال سے۔ میں نے پوچھا: تیرا کھانا کیا ہے؟ اس نے کہا: اے مُوَحِّد! اس سے تجھے کیا غَرَض؟ میں نے کہا: میں جاننا چاہتا ہوں۔ وہ بولا: ہر رات ایک دانہ چنے کا۔ میں نے پوچھا: تمہارے دل میں کیا بات جوش مارتی ہے جو ایک دانہ تمہیں کافی ہو جاتا ہے؟ کہنے لگا: تم اپنے سامنے اس عبادت خانے کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: لوگ ہر سال ایک دن یہاں آتے ہیں، میرے عبادت خانہ کو سجاتے ہیں، اس کے گرد طواف کرتے ہیں اور میری عزت و تعظیم کرتے ہیں، لہٰذا جب بھی میرا نفس عبادت سے تھکتا ہے میں اس گھڑی کی عزت کو یاد کر لیتا ہوں تو ایک ساعت کی عزت کی خاطر پورے سال کا بوجھ برداشت کر لیتا ہوں۔ اے مُوَحِّد! ہمیشہ کی عزت کے لئے ایک ساعت کی مشقت برداشت کرو۔ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے دل میں مَعْرِفَتِ الٰہی کی وُقْعَت پیدا ہو گئی، تو اس نے کہا: کافی ہے یا اور بھی کچھ بتاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ اس نے کہا: گرجا سے نیچے اترو۔ میں نیچے اترا تو اس نے میرے سامنے ایک پڑیا لٹکائی جس میں 20 دانے تھے کہنے لگا: عبادت خانے میں داخل ہو جاؤ جو چیز میں نے تمہاری طرف لٹکائی ہے لوگوں نے دیکھ لی ہے، جب میں عبادت خانے میں داخل ہوا تو سارے نَصرانی میرے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے: اے مُوَحِّد! شیخ نے آپ کی طرف کیا چیز لٹکائی ہے؟ میں نے کہا: اپنی غذا۔ وہ کہنے لگے: آپ اسے کیا کریں گے، اس کے زیادہ حق دار تو ہم ہیں۔ پھر کہنے لگے اس کی قیمت بتاؤ۔ میں نے کہا: 20 دینار۔ انہوں نے مجھے 20 دینار دے دیئے۔ میں راہب کے پاس لوٹا تو اس نے کہا: اے مُوَحِّد! تم نے وہاں کیا کیا؟ میں نے کہا: میں نے وہ چیز انہیں بیچ دی۔ اس نے کہا: کتنے میں؟ میں نے کہا: بیس دینار میں۔ وہ کہنے لگا: تم نے غلطی کی اگر تم اس کی قیمت 20 ہزار دینار بھی لگاتے تو وہ تمہیں ضرور دیتے۔

قال إبراهيم بن أدهم رحمه الله تعلمت المعرفة من راهب يقال له سمعان دخلت عليه في صومعته فقلت يا سمعان منذ كم أنت في صومعتك قال منذ سبعين سنة قلت فما طعامك قال يا حنيفي وما دعاك إلى هذا قلت أحببت أن أعلم قال في كل ليلة حمصة قلت فما الذي يهيج من قلبك حتى تكفيك هذه الحمصة قال ترى الدير الذي بحذائك قلت نعم قال إنهم يأتوني في كل سنة يوما واحدا فيزينون صومعتي ويطوفون حولها ويعظموني فكلما تثاقلت نفسي عن العبادة ذكرتها عز تلك الساعة فأنا أحتمل جهد سنة لعز ساعة فاحتمل يا حنيفي جهد ساعة لعز الأبد فوقر في قلبي المعرفة فقال حسبك أو أزيدك قلت بلى قال أنزل عن الصومعة فنزلت فأدلى لي ركوة فيها عشرون حمصة فقال لي ادخل الدير فقد رأوا ما أدليت إليك فلما دخلت الدير اجتمع على النصارى فقالوا يا حنيفي ما الذي أدلى إليك الشيخ قلت من قوته قالوا فما تصنع به ونحن أحق به ثم قالوا ساوم قلت عشرون دينارا فأعطوني عشرين دينارا فرجعت إلى الشيخ فقال يا حنيفي ما الذي صنعت قلت بعته منهم قال بكم قلت بعشرين دينارا قال أخطأت لو ساومتهم بعشرين ألف دينار لأعطوك هذا عز من لا تعبده فانظر كيف يكون عز من تعبده يا حنيفي أقبل على ربك ودع الذهاب والجيئة[1]

حکایت نمبر:152

طبیب مجھے دیکھ چکا ہے

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو ان کی خدمت میں عرض کی گئی: "کیا ہم آپ کے لئے طبیب بلوالیں؟" فرمایا: "میرا طبیب مجھے دیکھ چکا ہے، اس نے فرمایا ہے کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔"

وقد روي عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه أنه قيل له لو دعونا لك طبيبا فقال الطبيب قد نظر إلي وقال: إني فعال لما أريد[2]

---

1 ...احیاء علوم الدین، 3/334

2 ...احیاء علوم الدین، 4/286

حکایت نمبر:153

طبیب ہی نے مجھے بیمار کیا ہے

حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو کسی نے پوچھا: آپ کو کیا بیماری ہے؟ فرمایا: ”مجھے گناہوں کا مرض ہے۔“ عرض کی گئی: آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں۔ لوگوں نے عرض کی: کیا ہم آپ کے لئے کسی طبیب کو بلائیں؟ فرمایا: ”طبیب (یعنی رب کریم) نے ہی مجھے بیمار کیا ہے۔“

وقیل لأبی الدرداء فی مرضه ما تشتکی قال ذنوبی قیل فما تشتهی قال مغفرة ربی قالوا ألا ندعو لك طبیبا قال الطبیب أمرضنی (1)

حکایت نمبر:154

فالج کا علاج نہ کروایا

حضرت سیِّدُنا رَبیع بن خُثَیْم رحمۃ اللہ علیہ کو فالج کا مرض لاحق ہوا تو ان سے کہا گیا: ”آپ اس کا علاج کیوں نہیں کرواتے؟“ فرمایا: ”میں نے ارادہ کیا تھا پھر مجھے یاد آیا کہ قوم عاد و ثمود اور کنویں والے اور ان کے درمیان جو بہت سی قومیں گزریں ان میں طبیب بھی تھے اور طبیب و مریض دونوں ہی ہلاک ہوئے انہیں ان کے علاج نے کوئی فائدہ نہ دیا۔“

وکان الربیع بن خیثم أصابه فالج فقیل له لو تداویت فقال قد هممت ثم ذکرت عادا وثمود وأصحاب الرس وقرونا بین ذلك کثیرا وکان فیهم الأطباء فهلك المداوی والمداوی ولم تغن الرقی شیئا (2)

حکایت نمبر:155

علاج نہ کروانا بہتر ہے

حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں یہ پسند کرتا ہوں جو شخص توکل کا دعویٰ

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/286

2 ...احیاء علوم الدین، 4/286

کرتے ہوئے اس پر چلے اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ علاج کے معاملہ میں دوائی وغیرہ استعمال نہ کرے۔ اور طبیب کے پوچھنے کے باوجود بھی بیماری کا اظہار نہ کرے، اگرچہ اس کو کئی بیماریاں لاحق ہوں۔

وکان أحمد بن حنبل یقول أحب لمن اعتقد التوکل وسلك هذا الطریق ترك التداوی من شرب الدواء وغیره وإن کان به علل فلا یخبر المتطبب بها أیضا إذا سأله[1]

حکایت نمبر:156

تین دن تک جسم سیاہ رہا

حضرت سیِّدُنا ابو عمرو بن علوان رحمۃ اللہ علیہ ایک طویل واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک دن میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ میرا دل ایک خواہش میں کھو گیا جس کے بارے میں دیر تک سوچتا رہا حتّٰی کہ مجھ پر شہوت کا غلبہ ہو گیا اور میں زمین پر گر گیا۔ میرا تمام جسم سیاہ ہو گیا۔ میں گھر میں چھپ کر بیٹھ گیا اور تین روز تک باہر نہ نکلا۔ میں اپنے جسم کو صابن سے دھوتا لیکن سیاہی بڑھتی جاتی۔ تین دن بعد وہ سیاہی ختم ہو گئی۔ اس وقت میں (عراق کے علاقے) "رِقَّہ" میں تھا۔ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بلایا۔ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا: "کیا تجھے حیا نہ آئی کہ تو اللہ پاک کی بارگاہ میں کھڑا تھا اور تیرے نفس نے تجھے شہوت میں اس قدر ڈبو دیا کہ تجھ پر غالب آ گیا اور تجھے اللہ پاک کی بارگاہ سے نکال دیا۔ اگر میں تیرے لئے اللہ پاک سے دعا نہ مانگتا اور تیری طرف سے توبہ نہ کرتا تو تُو اسی رنگ کے ساتھ اللہ پاک سے ملاقات کرتا۔" حضرت سیِّدُنا ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے تعجب ہوا کہ ان کو یہ بات کیسے معلوم ہو گئی حالانکہ یہ تو بغداد میں ہیں اور میں مقام رقہ میں تھا؟

حکی عن أبی عمرو بن علوان فی قصة یطول ذکرها قال فیها کنت قائما ذات یوم أصلی فخار قلبی هوی طاولته بفکرتی حتی تولد منه شهوة الرجال فوقعت إلی الأرض واسود جسدی کله فاستترت فی البیت فلم أخرج ثلاثة أیام وکنت أعالج غسله فی الحمام بالصابون فلا یزداد إلا سوادا حتی انکشف بعد ثلاث

[1] ...احیاء علوم الدین، 4/286

فلقيت الجنيد وكان قد وجه إلى فأشخصني من الرقة فلما أتيته قال لي أما استحييت من الله تعالى كنت قائما بين يديه فسارت نفسك بشهوة حتى استولت عليك برقة وأخرجتك من بين يدي الله تعالى فلولا أني دعوت الله لك وتبت إليه عنك للقيت الله بذلك اللون قال فعجبت كيف علم بذلك وهو ببغداد وأنا بالرقة(1)

حکایت نمبر:157

ظاہری وباطنی حُسن سے محروم

منقول ہے کہ ایک بار عباسی خلیفہ مامونُ الرَّشید نے فوج کا جائزہ لیا، ان میں ایک بدصورت شخص نظر آیا۔ خلیفہ نے اس سے گفتگو کی تو وہ ہَکلا بھی نکلا۔ خلیفہ نے اسے معزول کر دیا اور کہنے لگا: اگر روح کی چمک ظاہر پر پڑنے لگے تو اسے صباحت یعنی خوبصورتی کہتے ہیں اور اگر باطن پر پڑنے لگے تو فصاحت کہلاتی ہے۔ یہ شخص تو ظاہری و باطنی ہر دو حُسن سے محروم ہے۔

واستعرض المأمون جيشا فعرض عليه رجل قبيح فاستنطقه فإذا هو ألكن فأسقط اسمه من الديوان وقال الروح إذا أشرقت على الظاهر فصباحة أو على الباطن ففصاحة وهذا ليس له ظاهر ولا باطن(2)

حکایت نمبر:158

اِصلاح کا انوکھا انداز

منقول ہے کہ کسی شخص نے ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی تنگدستی کا شکوہ کیا اور اس سے ہونے والے رنج و غم کا اظہار کیا۔ انہوں نے اس سے پوچھا: کیا تمہیں 10 ہزار درہم کے بدلے اندھا ہونا قبول ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ پوچھا: کیا تمہیں دس ہزار درہم کے بدلے گونگا ہونا قبول ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: کیا تمہیں 20 ہزار درہم کے بدلے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹوانا

---

1 ...احیاء علوم الدین، 54/4

2 ...احیاء علوم الدین، 105/4

قبول ہے ؟اس نے عرض کی: نہیں۔ پوچھا: کیا تمہیں 10 ہزار درہم کے بدلے پاگل ہونا قبول ہے ؟اس نے عرض کی: نہیں۔تب انہوں نے فرمایا: تمہیں حیا نہیں آتی کہ پچاس ہزار کا سامان ہونے کے باوُجود اپنے آقا و مولیٰ کی شکایت کر رہے ہو؟

شكا بعضهم فقره إلى بعض أرباب البصائر وأظهر شدة اغتمامه به فقال له أيسرك أنك أعمى ولك عشرة آلاف درهم فقال لا فقال أيسرك أنك أخرس ولك عشرة آلاف درهم فقال لا فقال أيسرك أن أقطع اليدين والرجلين ولك عشرون ألفا فقال لا فقال أيسرك أنك مجنون ولك عشر آلاف درهم فقال لا فقال أما تستحي أن تشكو مولاك وله عندك عروض بخمسين ألفا(1)

حکایت نمبر:159

قاری صاحب کا قصہ

منقول ہے کہ ایک قاری صاحب شدید تنگدستی کا شکار ہوگئے یہاں تک کہ یہ معاملہ برداشت سے باہر ہو گیا، کسی نے خواب میں آکر کہا: کیا ہم تمہیں ایک ہزار دینار کے بدلے سورۂ انعام بھلادیں؟ قاری صاحب نے کہا: نہیں۔ پھر پوچھا گیا: سورۂ ھود بھلادیں؟ قاری صاحب نے کہا: نہیں۔ پھر پوچھا گیا: سورۂ یوسف بھلادیں؟ قاری صاحب نے کہا: نہیں۔خواب میں کہنے والے نے کئی سورتوں کے نام لئے پھر کہا: تمہارے پاس ایک لاکھ دینار ہے اور تم شکوہ کرتے ہو ؟ قاری صاحب بیدار ہوئے تو تنگدستی کا غم دور ہو چکا تھا۔

حكى أن بعض القراء اشتد به الفقر حتى ضاق به ذرعا فرأى في المنام كأن قائلا يقول له تود أنا أنسيناك من القرآن سورة الأنعام وأن لك ألف دينار قال لا قال فسورة هود قال لا قال فسورة يوسف قال لا فعدد عليه سورا ثم قال فمعك قيمة مائة ألف دينار وأنت تشكو فأصبح وقد سري عنه(2)

1 ...احیاء علوم الدین، 124/4

2 ...احیاء علوم الدین، 124/4

حکایت نمبر:160

پوری سلطنت کی قیمت پانی کا ایک گلاس

حضرت سیِّدُنا ابنِ سماک رحمۃ اللہ علیہ کسی عباسی خلیفہ کے پاس تشریف فرما تھے۔ خلیفہ ہاتھ میں پانی کا گلاس تھامے عرض گزار ہوا: مجھے نصیحت فرمائیے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سخت پیاس کی حالت میں اگر تمہیں یہ پانی کا گلاس تمام مال کے بدلے لینا پڑے تو کیا تم تمام مال دے کر پانی لو گے؟ خلیفہ نے عرض کی: جی ہاں۔ پوچھا: اگر اس پانی کے بدلے تمام حکومت چھوڑنی پڑے تو کیا تم حکومت چھوڑ دو گے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: جس حکومت کی قیمت پانی کا ایک گلاس ہے اس پر تمہیں ذرا بھی خوش نہیں ہونا چاہئے۔

ودخل ابن السماك على بعض الخلفاء وبيده كوز ماء يشربه فقال له عظني فقال لو لم تعط هذه الشربة إلا ببذل جميع أموالك وإلا بقيت عطشان فهل كنت تعطيه قال نعم فقال لو لم تعط إلا بملكك كله فهل كنت تتركه قال نعم قال فلا تفرح بملك لا يساوي شربة ماء[1]

حکایت نمبر:161

ایک بزرگ اور قیدی دوست

کسی بزرگ کا ایک دوست تھا جسے بادشاہ نے قید کر دیا اس نے اپنے دوست کو اِطّلاع دی اور شکوہ بھی کیا۔ انہوں نے پیغام بھجوایا: اللہ پاک کا شکر ادا کرو۔ بادشاہ نے اسے سزا دی اس نے پھر اپنے دوست کو اطلاع دی اور شکوہ کیا تو انہوں نے پھر پیغام بھجوایا: اللہ پاک کا شکر ادا کرو۔ اسی دوران دَسْت کی بیماری میں مبتلا ایک مجوسی کو لایا گیا اور اس کے ساتھ قید کر دیا گیا بیڑی کا ایک کڑا اس کے پاؤں میں تھا تو دوسرا کڑا مجوسی کے پاؤں میں۔ اس نے پھر پیغام بھیجا تو دوست کا جواب ملا: اللہ پاک کا شکر کرو۔ مجوسی کو قضائے حاجت کے لئے کئی بار اٹھنا پڑتا تو اسے بھی مجبوراً ساتھ اٹھنا پڑتا اور مجوسی کے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ ٹھہرنا

[1] ...احیاء علوم الدین، 4/124

پڑ تا۔ قیدی دوست نے یہ سب لکھ کر دوست کو بھیجا تو جواب ملا: اللہ پاک کا شکر ادا کرو۔ قیدی دوست نے لکھ کر بھیجا کب تک شکر کروں ؟ اس سے بڑی مصیبت کیا ہو سکتی ہے ؟ بُزرگ دوست نے جواب لکھا: اگر مجوسی کی کمر میں بندھا زُنّار تمہاری کمر میں ہو تا تو تم کیا کرتے ؟

كان لبعض أرباب القلوب صديق فحبسه السلطان فأرسل إليه يعلمه ويشكو إليه فقال له اشكر الله فضربه فأرسل إليه يعلمه ويشكو إليه فقال اشكر الله فجيء بمجوسي فحبس عنده وكان مبطونا فقيد وجعل حلقة من قيده في رجله وحلقة في رجل المجوسي فأرسل إليه فقال اشكر الله فكان المجوسي يحتاج إلى أن يقوم مرات وهو يحتاج إلى أن يقوم معه ويقف على رأسه حتى يقضي حاجته فكتب إليه بذلك فقال اشكر الله فقال إلى متى هذا وأي بلاء أعظم من هذا فقال لو جعل الزنار الذي في وسطه على وسطك ماذا كنت تصنع[1]

حکایت نمبر:162

راکھ ڈالنا تو نعمت ہے

منقول ہے کہ ایک بزرگ سڑک سے گزر رہے تھے کہ ان کے سر پر راکھ کا ایک تھال گرادیا گیا۔ وہ بارگاہِ خداوندی میں سجدہ شکر بجالائے۔ سجدہ کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: میں تو آگ کا مُنتظِر رہتا تھا اس کی جگہ راکھ کا ڈالنا نعمت ہے۔

مر بعض الشيوخ في شارع فصب على رأسه طشت من رماد فسجد لله تعالى سجدة الشكر فقيل له ما هذه السجدة فقال كنت أنتظر أن تصب على النار فالاقتصار على الرماد نعمة[2]

حکایت نمبر:163

عاشقوں کا کلام قابل بیان نہیں ہوتا

ایک فاختہ کا نَر اس کے قریب ہونا چاہتا تھا لیکن فاختہ اسے قریب نہیں ہونے دیتی۔ نر نے پوچھا: کونسی چیز تمہیں مجھ سے روک رہی ہے ؟ اگر تم یہ کہو کہ میں تمہاری خاطر دونوں جہاں حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام

1 ...احیاء علوم الدین، 4/129

2 ...احیاء علوم الدین، 4/129

کی حکومت سمیت الٹ پلٹ دوں تو میں یہ بھی کر ڈالوں۔ حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے یہ بات سن لی اور اسے بلا کر ڈانٹا تو اس نے عرض کی: یا نَبِیَّ اللہ! عاشقوں کا کلام قابلِ بیان نہیں ہوتا۔

حکی أن فاختة كان يراودها زوجها فتمنعه فقال ما الذی يمنعك عنی ولو أردت أن أقلب لك الكونين مع ملك سليمان ظهرا لبطن لفعلته لأجلك فسمعه سليمان عليه السلام فاستدعاه وعاتبه فقال يا نبی الله كلام العشاق لا يحكى[1]

حکایت نمبر:164

مخالفت کا انجام

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطا رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی مُخالَفَت کرتے ہوئے کہا: مال دار شکر گزار صبر کرنے والے فقیر سے افضل ہے۔ تو حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے خلاف دعا کی تو ان کو اولاد کے قتل، مال کے ضیاع اور چودہ سال تک عقل کے زوال کی سخت آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ خود فرمایا کرتے: مجھے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی بد دعا لگی ہے، لہٰذا بعد میں انہوں نے اپنی بات سے رجوع کر لیا اور صبر کرنے والے فقیر کو مال دار شکر گزار سے افضل سمجھنے لگے۔

ويقال كان أبو العباس بن عطاء قد خالفه فی ذلك وقال الغنی الشاكر أفضل من الفقير الصابر فدعا عليه الجنيد فأصابه ما أصابه من البلاء من قتل أولاده وإتلاف أمواله وزوال عقله أربع عشرة سنة فكان يقول دعوة الجنيد أصابتنی ورجع إلى تفضيل الفقير الصابر على الغنی الشاكر[2]

حکایت نمبر:165

70 یا 80 سال سے شکرِ نعمت

ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں نے سفر کے دوران ایک بزرگ کی زیارت کی جو بوڑھے ہو چکے

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/135

2 ...احیاء علوم الدین، 4/140

تھے۔ میں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: عالَمِ شباب میں مجھے اپنے چچا کی بیٹی سے محبت ہو گئی۔ وہ بھی مجھ سے محبت کرتی تھی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس نے مجھ سے شادی کر لی۔ شبِ زِفاف میں نے اس سے کہا: آؤ! یہ رات ہم اللہ پاک کے شکر میں گزاریں کہ اس نے ہمیں ملا دیا پس ہم رات بھر نوافل پڑھتے رہے اور ہم دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے کے لیے فارغ نہ ہوا۔ دوسری رات آئی تو وہی فیصلہ کیا اور رات بھر نماز پڑھتے رہے۔ ہم 70 یا 80 سال سے ہر رات اسی طرح کرتے آرہے ہیں۔ بزرگ نے اپنی بوڑھی زوجہ سے فرمایا: کیا یہی بات نہیں ہے؟ ان کی زوجہ نے کہا: یہ ٹھیک فرما رہے ہیں۔

قد روی عن بعضهم أنه قال رأيت فى بعض الأسفار شيخا كبيرا قد طعن فى السن فسألته عن حاله فقال إنى كنت فى ابتداء عمرى أهوى ابنة عم لى وهى كذلك كانت تهوانى فاتفق أنها زوجت منى فليلة زفافها قلت: تعالى حتى نحيى هذه الليلة شكرا لله تعالىٰ على ما جمعنا فصلينا تلك الليلة ولم يتفرغ أحدنا إلى صاحبه فلما كانت الليلة الثانية قلنا مثل ذلك فصلينا طول الليل فمنذ سبعين أو ثمانين سنة نحن على تلك الحالة كل ليلة أليس كذلك يا فلانة قالت العجوز هو كما يقول الشيخ[1]

حکایت نمبر:166

واہ! یہ تو خوشی کی بات ہے

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن اَکثم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَا فَعَلَ اللہ بِکَ یعنی اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا: اللہ پاک نے مجھے اپنی بارگاہِ عالی میں کھڑا کر کے فرمایا: "اے بد عمل بوڑھے! تو نے فلاں فلاں کام کیا۔" فرماتے ہیں: مجھ پر اس قدر رُعب طاری ہو گیا کہ اللہ پاک ہی جانتا ہے۔ پھر میں نے عرض کی: اے میرے رب کریم! مجھے تیرا یہ حال نہیں بتایا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا: "پھر میرے بارے میں کیا بیان کیا گیا؟" میں نے عرض کی: مجھ سے حضرت عبد الرزاق نے، ان سے حضرت مَعْمَر نے، ان سے حضرت امام زُہری نے اور ان سے حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے اور وہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے اور آپ نے حضرتِ جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام کے

1...احیاء علوم الدین، 4/ 141

حوالے سے بیان فرمایا کہ تُو فرماتا ہے: ”میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں تو وہ میرے ساتھ جو چاہے گمان رکھے۔“ میرا گمان یہ تھا کہ تُو مجھے عذاب نہیں دے گا، تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: جبریل نے سچ کہا، میرے نبی نے سچ کہا، انس، زُہری، معمر، عبد الرزاق نے بھی سچ کہا اور میں نے بھی سچ کہا۔ حضرت سیّدُنا یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر مجھے جنتی لباس پہنایا گیا اور جنت تک میرے آگے آگے غلام چلتے رہے تو میں نے کہا: واہ! یہ تو خوشی کی بات ہے۔

رئی یحیی بن أکثم بعد موته فی النوم فقیل له ما فعل الله بك فقال أوقفنی الله بین یدیه وقال یا شیخ السوٴ فعلت وفعلت وقال فأخذنی من الرعب ما یعلم الله ثم قلت یا رب ما هکذا احدثت عنك فقال وما حدثت عنی فقلت حدثنی عبد الرزاق عن معمر عن الزهری عن أنس عن نبیك صلی الله علیه وسلم عن جبریل علیه السلام أنك قلت أنا عند ظن عبدی بی فلیظن بی ما شاء وکنت أظن بك أن لا تعذبنی فقال الله عزوجل صدق جبریل وصدق نبیی وصدق أنس وصدق الزهری وصدق معمر وصدق عبد الرزاق وصدقت قال فألبست ومشی بین یدی الولدان إلی الجنة فقلت یا لها من فرحة[1]

حکایت نمبر:167

ایک جملہ دنیا و آخرت کی تباہی کا سبب بن گیا

ایک روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل کے دو شخصوں کے مابین اللہ پاک کی خاطر دوستی تھی، ان میں سے ایک گناہوں میں مبتلا رہتا تھا اور دوسرا عبادت گزار تھا۔ دوسرا شخص اسے سمجھاتا اور گناہوں سے باز رکھنے کی کوشش کرتا تو وہ اس کے جواب میں کہتا: تم میرے اور میرے رب کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ کیا تمہیں مجھ پر نگران بنا کر بھیجا گیا ہے؟ حتّٰی کہ ایک دن جب عابد نے اسے کبیرہ گناہ کرتے دیکھا تو غصے میں آکر کہہ دیا کہ اللہ پاک تیری مغفرت نہ فرمائے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ”بروزِ قیامت اللہ پاک ارشاد فرمائے گا: کیا کسی کو طاقت ہے کہ میری رحمت میرے بندوں سے روک لے؟ پھر گناہگار سے ارشاد فرمائے گا: جا! میں نے تجھے بخش دیا اور عابد سے ارشاد فرمائے گا: تو نے اپنے لئے آگ کو لازم کر لیا

1 ...احیاء علوم الدین، 4/145

ہے۔" اس کے بعد رسولِ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے! اس عابد نے ایسی بات کہی جس نے اس کی دنیا و آخرت تباہ کر دی۔

فی الحدیث أن رجلین من بنی إسرائیل تواخیا فی اللہ تعالیٰ فکان أحدھما یسرف علی نفسه وکان الآخر عابدا وکان یعظه ویزجره فکان یقول دعنی وربی أبعثت علی رقیبا حتی رآه ذات یوم علی کبیرة فغضب فقال لا یغفر اللہ لك

قال فیقول اللہ تعالیٰ یوم القیامة أیستطیع أحد أن یحظر رحمتی علی عبادی اذھب أنت فقد غفرت لك ثم یقول للعابد وأنت فقد أوجبت لك النار قال فوالذی نفسی بیده لقد تکلم بکلمة أھلکت دنیاه وآخرته[1]

حکایت نمبر:168

ڈاکو حواریوں میں شامل ہو گیا

مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص 40 سال تک ڈاکہ ڈالتا رہا۔ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا عیسیٰ رُوحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس کے پاس سے گزرے۔ آپ کے پیچھے عبادت گزار حواری بھی تھا۔ یہ دیکھ کر اس ڈاکو نے اپنے دل میں کہا: اللہ پاک کے نبی یہاں سے گزر رہے ہیں اور ان کے ساتھ ان کا ایک حواری بھی ہے، اگر میں ان کے ساتھ سفر میں شامل ہو جاؤں تو میں ان دو کے ساتھ تیسرا ہو جاؤں گا چنانچہ وہ شریکِ سفر ہو گیا اور حواری کے قریب ہونے کی کوشش کرنے لگا اور حواری کی عظمت کے پیشِ نظر خود کو حقیر سمجھتے ہوئے اپنے دل میں کہنے لگا: میرے جیسا شخص اس عبادت گزار بندے کے ساتھ چلنے کا حق دار نہیں ہو سکتا، جب حواری کو اس کے آنے کا علم ہوا تو اس نے اپنے دل میں کہا کہ اس جیسا شخص میرے ساتھ چل رہا ہے اور آگے بڑھ کر حضرت سیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ چلنے لگا، ڈاکو پیچھے رہ گیا۔ اللہ پاک نے حضرت سیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ ان دونوں سے کہہ دیں کہ نئے سرے سے عمل شروع کریں کیونکہ ان کے پچھلے تمام اعمال مٹا دیئے گئے، حواری کے اعمالِ حسنہ خود پسندی کی وجہ سے ضائع ہو گئے اور ڈاکو کے اعمالِ سَیِّئَہ خود کو حقیر سمجھنے کے سبب مٹا دیئے گئے۔ آپ نے ان

1 ...احیاء علوم الدین، 4/152

دونوں کو اس وحی سے مطلع کیا اور اس شخص کو اپنا ہم سفر بنالیا اور اسے اپنے حواریوں میں شامل کرلیا۔

روی أیضا أن لصا کان یقطع الطریق فی بنی إسرائیل أربعین سنة فمر علیه عیسی علیه السلام وخلفه عابد من عباد بنی إسرائیل من الحواریین فقال اللص فی نفسه هذا نبی الله یمر وإلی جنبه حواریه لو نزلت فکنت معهما ثالثا قال فنزل فجعل یرید أن یدنو من الحواری ویزدری نفسه تعظیما للحواری ویقول فی نفسه مثلی لا یمشی إلی جنب هذا العابد قال وأحس الحواری به فقال فی نفسه هذا یمشی إلی جانبی فضم نفسه ومشی إلی عیسی علیه الصلاة والسلام فمشی بجنبه فبقی اللص خلفه فأوحی الله تعالی إلی عیسی علیه الصلاة والسلام قل لهما لیستأنفا العمل فقد أحبطت ما سلف من أعمالهما أما الحواری فقد أحبطت حسناته لعجبه بنفسه وأما الآخر فقد أحبطت سیئاته بما ازدری علی نفسه فأخبرهما بذلك وضم اللص إلیه فی سیاحته وجعله من حواریه[1]

حکایت نمبر:169

ایک سرکش کی مغفرت

حضرت سیِّدُنا مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ (بنی اسرائیل کے) ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام اللہ پاک کی بارگاہ میں سجدہ ریز تھے کہ ایک سرکش شخص نے ان کی گردن کو روند دیا حتّٰی کہ روندنے کی شدت کے باعث کنکری ان کی پیشانی کے ساتھ مل گئی۔ نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے جلال کی حالت میں اپنا سر اٹھایا اور اس سے فرمایا: جاؤ! اللہ پاک ہرگز تمہاری مغفرت نہ کرے۔ اللہ پاک نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میرے بندوں کے معاملے میں مجھ پر قسم کھاتے ہو، بلاشبہ میں نے اس کی مغفرت کردی ہے۔

روی عن مسروق أن نبیا من الأنبیاء کان ساجدا فوطئ عنقه بعض العصاة حتی ألزق الحصی بجبهته قال فرفع النبی علیه الصلاة والسلام رأسه مغضبا فقال اذهب فلن یغفر الله لك فأوحی الله تعالی إلیه تتألی علی فی عبادی إنی قد غفرت له[2]

1 ...احیاء علوم الدین، 4/152

2 ...احیاء علوم الدین، 4/153

حکایت نمبر:170

چار درہم کے عوض چار دعائیں

منقول ہے کہ ایک شخص بہت زیادہ شراب پیا کرتا تھا۔ایک دن اس نے اپنے ہم نشینوں کو جمع کیا اور غلام کو چار درہم دے کر کہا: اہلِ محفل کے لئے کچھ پھل خرید لاؤ۔ غلام حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کے پاس سے گزرا تو حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کسی حاجت مند کے لئے کچھ مانگ رہے تھے اور فرمارہے تھے کہ جو اسے چار درہم دے گا میں اس کے لئے چار دعائیں کروں گا۔ غلام نے چار درہم دے دیئے۔ حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا: تم اپنے لئے کیا دعا کرانا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کی: میرا ایک آقا ہے اس سے چھٹکارا چاہتا ہوں۔ آپ نے اس کی آزادی کے لئے دعا کر دی اور پوچھا کہ دوسری دعا کیا ہے؟ اس نے عرض کی: اللہ پاک مجھے ان چار درہم کا عوض عطا کر دے۔ آپ نے یہ بھی دعا کر دی اور دریافت کیا کہ تیسری دعا کیا ہے؟ اس نے عرض کی: اللہ پاک میرے آقا کو توبہ کی توفیق دے۔ آپ نے آقا کے لئے بھی دعا کر دی پھر پوچھا کہ چوتھی کیا ہے؟ اس نے عرض کی: اللہ پاک میری، میرے آقا کی، آپ کی اور حاضرینِ مجلس کی مغفرت فرمائے، آپ نے یہ دعا بھی کر دی۔ غلام جب واپس لوٹا تو آقا نے تاخیر کا سبب پوچھا چنانچہ اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ آقا نے پوچھا کہ تم نے کون سی دعائیں کروائی ہیں؟ اس نے عرض کی: پہلی دعا یہ تھی کہ مجھے آزادی مل جائے، آقا نے کہا: جا! تو آزاد ہے۔ غلام نے عرض کی: دوسری دعا یہ تھی کہ اللہ پاک مجھے ان دراہم کا بدلہ عطا فرمائے۔ آقا نے کہا: تیرے لئے چار ہزار درہم ہیں۔ غلام نے عرض کی: تیسری دعا یہ تھی کہ اللہ پاک آپ کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آقا نے کہا: میں اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ غلام نے عرض کی: چوتھی دعا یہ تھی کہ اللہ پاک میری، آپ کی، حاضرینِ مجلس اور واعظ (یعنی حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ) کی مغفرت فرمائے۔ آقا نے کہا: یہ چوتھی بات میرے اختیار میں نہیں ہے۔ رات کو جب وہ سویا تو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے: تیرے اختیار میں جو کچھ تھا وہ تو نے کیا، تیرا کیا خیال ہے جو میرے اختیار میں ہے وہ

میں نہیں کروں گا؟ میں نے تیری، غلام کی، منصور بن عمار کی اور تمام حاضرین کی مغفرت کر دی۔

وقیل کان رجل شریب جمع قوما من ندمائه ودفع إلی غلامه أربعة دراهم وأمره أن یشتری شیئا من الفواکه للمجلس فمر الغلام بباب مجلس منصور بن عمار وهو یسأل لفقیر شیئا ویقول من دفع إلیه أربعة دراهم دعوت له أربع دعوات قال فدفع الغلام إلیه الدراهم فقال منصور ما الذی ترید أن أدعولك فقال لی سید أرید أن أتخلص منه فدعا منصور وقال الأخری قال أن یخلف الله علی دراهمی فدعا ثم قال الآخری قال أن یتوب الله علی سیدی فدعا ثم قال الأخری: فقال أن یغفر الله لی ولسیدی ولك وللقوم فدعا منصور فرجع الغلام فقال له سیده لم أبطأت فقص علیه القصة قال وبما دعا فقال سألت لنفسی العتق فقال له اذهب فأنت حر قال وأیش الثانی قال أن یخلف الله علی الدراهم قال لك أربعة آلاف درهم وایش الثالث قال أن یتوب الله علیك قال تبت إلی الله تعالی قال وأیش الرابع قال أن یغفر الله لی ولك وللقوم قال هذا الواحد لیس إلی فلما بات تلك اللیلة رأی فی المنام کأن قائلا یقول له أنت فعلت ما کان إلیك أفتری أنی لا أفعل ما إلی قد غفرت لك وللغلام ولمنصور بن عمار وللقوم الحاضرین أجمعین [1]

حکایت نمبر:171

ایک ہیجڑے کی مغفرت

حضرت سیِّدُنا عبد الوہاب بن عبد المجید ثقفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک جنازہ دیکھا جسے تین مرد اور ایک خاتون نے اٹھا رکھا تھا، خاتون کی جگہ میں نے اٹھالیا پھر ہم جنازے کو قبرستان لے گئے، نماز جنازہ پڑھنے اور تدفین کے بعد میں نے اس خاتون سے معلوم کیا کہ میت سے آپ کا کیا رشتہ تھا؟ بولی: میرا بیٹا تھا۔ میں نے پوچھا: پڑوسی وغیرہ جنازے میں کیوں نہیں آئے؟ اس نے کہا: انہوں نے اس کے معاملہ کو حقیر سمجھ کر کوئی اہمیت نہیں دی۔ میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا: میرا فرزند ہیجڑا تھا۔ حضرت سیِّدُنا عبد الوہاب بن عبد المجید ثقفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اس غمزدہ ماں پر بڑا رحم آیا، میں اسے اپنے گھر لے آیا، اسے رقم، گیہوں اور کپڑے پیش کئے۔ اِسی رات سفید لباس میں ملبوس ایک آدمی چودھویں کے چاند کی طرح چہرہ چمکتا

[1]...احیاء علوم الدین، 4/154

ہوا میرے خواب میں آیا اور شکریہ ادا کرنے لگا۔ میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ بولا: میں وہی مخنث ہوں جسے آج آپ لوگوں نے دفن کیا تھا، لوگوں کے حقیر سمجھنے کی وجہ سے میرے ربّ کریم نے مجھ پر رحم فرمایا۔

روی عن عبد الوهاب بن عبد الحميد الثقفی قال رأيت ثلاثة من الرجال وإمرأة يحملون جنازة قال فأخذت مكان المرأة وذهبنا إلى المقبرة وصلينا عليها ودفنا الميت فقلت للمرأة من كان هذا الميت منك قالت ابنى قلت ولم يكن لكم جيران قالت بلى ولكن صغروا أمره قلت وأيش كان هذا قالت مخنثا قال فرحمتها وذهبت بها إلى منزلى وأعطيتها دراهم وحنطة وثيابا قال فرأيت تلك الليلة كأنه أتانى آت كأنه القمر ليلة البدر وعليه ثياب بيض فجعل يتشكرنى فقلت من أنت فقال المخنث الذى دفنتمونى اليوم رحمنى ربى بإحتقار الناس إياى[1]

حکایت نمبر:172

پیر کا ادب

میں نے حضرت سیِّدُنا شیخ ابو علی فارَمَذی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا جو مجھ سے بیان کر رہے تھے کہ مرید پر اچھے انداز میں شیخ طریقت کا ادب کرنا لازم ہے اور ان آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شیخ کی کسی بات پر نہ تو دل میں انکار ہو اور نہ زبان سے بحث کرے۔ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے اپنے شیخ حضرت سیِّدُنا ابو القاسم سکرُمانی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے عرض کی: میں نے خواب دیکھا کہ آپ نے مجھ سے ایک بات ارشاد فرمائی تو میں نے پوچھا: ایسا کیوں؟ حضرت سیِّدُنا شیخ ابو علی فارَمَذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ سن کر حضرت سیِّدُنا ابو القاسم گرُکانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہارے دل میں کیوں کہنے کی جرأت اور میری بات کا انکار نہ ہوتا تو پھر خواب کے عالَم میں بھی یہ بات تمہاری زبان پر جاری نہ ہوتی۔ اس کے بعد آپ نے ایک مہینے کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور مجھ سے کلام نہ فرمایا۔

سمعت الشيخ أبا على الفارمذى رحمة الله عليه يصف لى وجوب حسن أدب المريد لشيخه وأن لا

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/154

يكون فى قلبه إنكار لكل ما يقوله ولا فى لسانه مجادلة عليه قال حكيت لشيخى أبى القاسم السكرمانى منامالى وقلت رأيت قلت لى كذا فقلت لم ذاك قال فهجرنى شهرا ولم يكلمنى وقال لولا أنه كان فى باطنك تجويز المطالبة وإنكار ما أقوله لك لما جرى ذلك على لسانك فى النوم (1)

حکایت نمبر:173

قرآن سن کر جان دے دی

حضرت سیِّدُنا مِسْوَر بن مَخْرَمہ رحمۃ اللہ علیہ خوفِ خدا کی شدت کے باعث قرآن سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے، ان کے پاس قرآنِ پاک کا کوئی حرف یا آیت پڑھی جاتی تو چیخ مارتے اور پھر کئی دن تک ہوش میں نہ آتے۔ ایک دفعہ قبیلہ خثعم کا ایک شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے ان کے سامنے یہ دو آیات پڑھ دیں: يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (٨٥) وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا (٨٦) (2)

ترجمۂ کنز الایمان: جس دن ہم پرہیز گاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر اور مجرموں کو جہنّم کی طرف ہانکیں گے پیاسے۔

حضرت سیِّدُنا مِسْوَر بن مَخْرَمہ رحمۃ اللہ علیہ ان آیاتِ مقدسہ کو سن کر فرمانے لگے: میں متقین میں سے نہیں بلکہ مجرمین میں سے ہوں۔ اے قاری! مجھے یہ آیات دوبارہ سناؤ۔ اس شخص نے دوبارہ ان آیاتِ مبارکہ کی تلاوت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چیخ ماری اور آپ کی روح قَفَسِ عُنْصُری سے پرواز کر گئی۔

كان المسور بن مخرمة لا يقوى أن يسمع شيئا من القرآن لشدة خوفه ولقد كان يقرأ عنده الحرف والآية فيصيح الصيحة فما يعقل أياما حتى أتى عليه رجل من خثعم فقرأ عليه {يوم نحشر المتقين إلى الرحمن وفدا ونسوق المجرمين إلى جهنم وردا} فقال أنا من المجرمين ولست من المتقين

1 ...احیاء علوم الدین، 4/178

2 ...پ16، مریم: 85، 86

أعد علی القول أیها القارئ فأعادها علیه فشهق شهقة فلحق بالآخرة[1]

حکایت نمبر:174

ایک بچی کا خوفِ خدا

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول تھا کہ میں نے ایک عبادت گزار بچی کو دیکھا جو غلافِ کعبہ سے لپٹ کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کررہی تھی: اے میرے رب! کتنی ہی ایسی نفسانی خواہشات ہیں جن کی لذت ختم ہوگئی لیکن ان کا گناہ باقی ہے۔ اے میرے رب! کیا تیرے یہاں ادب سکھانے اور عذاب دینے کے لئے دوزخ کے علاوہ کوئی اور مقام نہیں ہے؟ یہ کہہ کر وہ روتی رہی اور طلوعِ فجر تک وہیں موجود رہی۔ حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب میں نے ایک بچی کا یہ معاملہ دیکھا تو اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر چیخ کر کہنے لگا: مالک کی ماں اسے روئے (جب ایک بچی کے خوف کا یہ عالم ہے تو مجھے کس قدر خوف کرنا چاہئے)۔

وقال مالك بن دينار بينما أنا أطوف بالبيت إذا أنا بجويرة متعبدة متعلقة بأستار الكعبة وهي تقول يا رب كم شهوة ذهبت لذاتها وبقيت تبعاتها يا رب أما كان لك أدب وعقوبة إلا النار وتبكي فما زال ذلك مقامها حتى طلع الفجر قال مالك فلما رأيت ذلك وضعت يدي على رأسي صارخا أقول ثكلت مالكا أمه[2]

حکایت نمبر:175

سیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض رحمۃ اللہ علیہ کا خوفِ خدا

منقول ہے کہ عَرَفَہ (یعنی 9 ذُوالحِجۃ الحَرام) کے دن جبکہ لوگ دعا میں مشغول تھے تو حضرت سیِّدُنا فُضَیل

1 ...احیاء علوم الدین، 4/184

2 ...احیاء علوم الدین، 4/184

بن عِیاض رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا گیا کہ وہ اس طرح رو رہے ہیں جیسے گمشدہ بچے کی دل جلی ماں روتی ہے۔ آپ پر یہی کیفیت طاری رہی یہاں تک کہ جب غروبِ آفتاب کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی داڑھی پکڑ کر آسمان کی طرف سر اٹھایا اور عرض کی: اگر تو نے مجھے بخش دیا تب بھی مجھے اپنے آپ پر شرم آئے گی پھر دیگر لوگوں کے ساتھ عرفات سے واپس تشریف لے گئے۔

وروی أن الفضیل رؤی یوم عرفۃ والناس یدعون وھو یبکی بکاء الثکلی المحترقۃ حتی إذا کادت الشمس تغرب قبض علی لحیتہ ثم رفع رأسہ إلی السماء وقال واسوأتاہ منك وإن غفرت ثم انقلب مع الناس (1)

حکایت نمبر:176

نافرمانی یاد کرکے بے ہوش ہو گئے

حضرت سیِّدُنا عطاء سَلِیمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ایک دن ہم حضرت سیِّدُنا عُتْبَۃُ الغُلام رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ روانہ ہوئے، ہم میں ادھیڑ عمر افراد بھی شامل تھے اور جوان بھی۔ ان لوگوں کی عبادت وریاضت کا عالم یہ تھا کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے، طویل قیام کے سبب ان کے پاؤں سوج گئے تھے، ان کی آنکھیں سر میں دھنسی ہوئی تھیں، کھالیں ہڈیوں سے چپک گئی تھیں اور ان کی رگیں ایسی تھیں جیسے تار ہوں۔ یہ لوگ اس حالت میں صبح کرتے تھے کہ ان کی کھالیں تربوز کے چھلکے کی طرح ہوتی تھیں اور ایسا لگتا تھا کہ ان لوگوں کو قبروں سے اٹھایا گیا ہے اور اب انہیں بتایا جائے گا کہ اللہ پاک کس طرح اطاعت گزاروں کا اکرام فرمائے گا اور گناہ گاروں کو ذلیل کرے گا۔ یہ تمام حضرات چلتے چلتے جب ایک مکان کے پاس سے گزرے تو حضرت سیِّدُنا عُتْبَۃُ الغُلام رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے، آپ کے ساتھی پاس بیٹھ کر رونے لگے۔ سخت سردی کا دن تھا لیکن اس کے باوجود آپ کی پیشانی پر پسینہ موجود تھا۔ آپ کے

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/184

چہرے پر پانی ڈالا گیا تو آپ ہوش میں آگئے، جب بے ہوشی کا سبب پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: اس مقام سے گزرتے ہوئے مجھے یاد آگیا کہ میں نے یہاں پر اللہ پاک کی نافرمانی کی تھی۔

قال عطاء خرجنا مع عتبة الغلام وفينا كهول وشبان يصلون صلاة الفجر بطهور العشاء قد تورمت أقدامهم من طول القيام وغارت أعينهم في رءوسهم ولصقت جلودهم على عظامهم وبقيت العروق كأنها الأوتار يصبحون كأن جلودهم قشور البطيخ وكأنهم قد خرجوا من القبور يخبرون كيف أكرم الله المطيعين وكيف أهان العاصين فبينما هم يمشون إذ مر أحد بمكان فخر مغشيا عليه فجلس أصحابه حوله يبكون في يوم شديد البرد وجبينه يرشح عرقا فجاءوا بماء فمسحوا وجهه فأفاق وسألوه عن أمره فقال إني ذكرت أني كنت عصيت الله في ذلك المكان[1]

حکایت نمبر:177

واعظ کا ایک جملہ مغفرت کا سبب بن گیا

حضرت سَیِّدُنا ابنِ سَمّاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک دن ایک مجلس میں وعظ کیا تو حاضرین میں سے ایک نوجوان نے کھڑے ہو کر کہا: اے ابو العباس! آج آپ نے دورانِ بیان ایک ایسا جملہ کہا ہے کہ اگر ہم اس کے علاوہ کچھ نہ سنیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ میں نے کہا: اللہ پاک تم پر رحم فرمائے! وہ جملہ کیا ہے؟ نوجوان نے جواب دیا: آپ کا یہ جملہ ”جنت یا دوزخ میں سے کسی ایک میں ہمیشہ رہنے کے خیال نے خائفین کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے“ پھر وہ نوجوان غائب ہو گیا۔ میں نے مجلس میں اسے تلاش کیا لیکن نہ پایا، جب اس کے بارے میں معلومات کی تو پتا چلا کہ وہ بیمار ہے۔ میں اس کی عیادت کے لئے گیا اور اس سے کہا: اے میرے بھائی! تمہیں کیا ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا: اے ابو العباس! میری یہ حالت آپ کے اس جملے کے سبب ہے کہ جنت یا دوزخ میں سے کسی ایک میں ہمیشہ رہنے کے خیال نے خائفین کے دلوں

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/186

کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ پھر اس نوجوان کا انتقال ہو گیا، اللہ پاک اس پر رحم فرمائے۔ میں نے اسے خواب میں دیکھ کر استفسار کیا: اے میرے بھائی! اللہ پاک نے تمہارے ساتھ کیا مُعاملہ فرمایا؟ اس نے جواب دیا: اللہ پاک نے میری مغفرت فرمادی، مجھ پر رحم کیا اور داخلِ جنت فرمایا۔ میں نے پوچھا: کس عمل کے سبب؟ جواب دیا: اسی جملے کے سبب۔

عن ابن السماك قال وعظت يوما في مجلس فقام شاب من القوم فقال يا أبا العباس لقد وعظت اليوم بكلمة ما كنا نبالي أن لا نسمع غيرها

قلت وما هي رحمك الله قال قولك لقد قطع قلوب الخائفين طول الخلودين إما في الجنة أو في النار

ثم غاب عني ففقدته في المجلس الآخر فلم أره فسألت عنه فأخبرت أنه مريض يعاد فأتيته أعوده فقلت يا أخي ما الذي أرى بك فقال يا أبا العباس ذلك من قولك لقد قطع قلوب الخائفين طول الخلودين إما في الجنة أو في النار قال ثم مات رحمه الله فرأيته في المنام فقلت يا أخي ما فعل الله بك قال غفر لي ورحمني وأدخلني الجنة قلت بماذا قال بالكلمة(1)

حکایت نمبر:178

دو شکاری

حضرت سیِّدُنا عَطاء خُراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام دریا کے کنارے سے گزرے تو انہوں نے مُلاحَظہ فرمایا کہ ایک شخص مچھلی کا شکار کر رہا ہے، اس نے بِسْمِ اللہ کہہ کر دریا میں جال پھینکا لیکن کوئی مچھلی نہ آئی۔ ایک اور شکاری کے پاس سے گزرے، اس نے بِسْمِ الشَّیْطان کہہ کر جال ڈالا تو اتنی زیادہ مچھلیاں نکلیں کہ اُن کا وزن کرنا مشکل ہو گیا۔ نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: یا اللہ پاک! میں یہ تو جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ تیری طرف سے ہے لیکن اس کی حکمت جاننا چاہتا ہوں۔ اللہ پاک نے فِرشتوں سے ارشاد فرمایا: میرے بندے کو ان دونوں کا اُخروی مقام دکھاؤ۔ جب انہوں نے بِسْمِ اللہ پڑھ

(1)...احیاء علوم الدین، 4/188

کر جال ڈالنے والے کے لئے تیار شدہ عزت و مرتبہ اور بِسْمِ الشَّیْطَان پڑھ کر جال ڈالنے والے کے لئے ذِلَّت ورُسوائی مُلاحَظہ فرمائی تو عرض گزار ہوئے: اے رب کریم! میں راضی ہوں۔

قال عطاء الخراسانی مرنبی من الأنبیاء بساحل فإذا ھو برجل یصطاد حیتانا فقال بسم اللہ وألقی الشبکۃ فلم یخرج فیھا شیء ثم مربآخر فقال باسم الشیطان وألقی شبکتہ فخرج فیھا من الحیتان ما کان یتقاعس من کثرتھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا رب ما ھذا وقد علمت أن کل ذلك بیدك فقال اللہ تعالی للملائکۃ اکشفوا لعبدی عن منزلتیھما فلما رأی ما أعد اللہ تعالی لھذا من الکرامۃ ولذاك من الھوان قال رضیت یا رب[1]

حکایت نمبر:179

سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہم رحمۃ اللہ علیہ اور ایک فقیر

حضرت ابراہیم بن اَدْہم رحمۃ اللہ علیہ خُراسان کے مال دار لوگوں میں سے تھے۔ ایک دن آپ اپنے محل سے باہر دیکھ رہے تھے کہ ایک شخص پر نظر پڑی جس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا جسے وہ کھا رہا تھا، کھانے کے بعد وہ سو گیا۔ آپ نے ایک غلام سے فرمایا: جب یہ شخص بیدار ہو تو اسے میرے پاس لانا۔ چنانچہ اس کے بیدار ہونے پر غلام اسے آپ کے پاس لے آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: اے شخص! کیا روٹی کھاتے وقت تم بھوکے تھے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! پوچھا: کیا اس روٹی سے تم سیر ہو گئے؟ عرض کی: جی ہاں! آپ نے پھر سوال کیا: روٹی کھانے کے بعد تمہیں اچھی طرح نیند آئی؟ عرض کی: جی ہاں! اس کی یہ باتیں سن کر حضرت ابراہیم بن اَدْہم نے دل میں سوچا: جب ایک روٹی سے بھی گزارہ ہو سکتا ہے تو پھر میں اتنی دنیا لے کر کیا کروں۔

قیل کان إبراھیم بن أدھم من أھل النعم بخراسان فبینما ھو یشرف من قصر لہ ذات یوم إذ نظر إلی رجل فی فناء القصر وفی یدہ رغیف یأکلہ فلما أکل نام فقال لبعض غلمانہ إذا قام فجئنی بہ فلما قام جاء

[1] ...احیاء علوم الدین، 4/195

به إليه فقال إبراهيم أيها الرجل أكلت الرغيف وأنت جائع قال نعم قال فشبعت قال نعم قال ثم نمت طيبا قال نعم فقال إبراهيم في نفسه فما أصنع أنا بالدنيا والنفس تقنع بهذا القدر[1]

حکایت نمبر:180

نمک اور سبزی پر قناعت

حضرت سیِّدُنا عامِر بن عبدُالقَیس رحمۃ اللہ علیہ نمک اور سبزی تناوُل فرمارہے تھے کہ آپ کے پاس سے ایک شخص گزرا۔اس نے عرض کی:اے عبد اللہ! کیا آپ اتنی مقدار پر دنیا سے راضی ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس سے بھی کم تر چیز پر راضی ہے؟اس نے عرض کی:ضرور بتائیے!فرمایا:وہ جو آخرت کے بدلے دنیا لینے پر راضی ہو گیا۔

ومر رجل بعامر بن عبد القيس وهو يأكل ملحا وبقلا فقال له يا عبد الله أرضيت من الدنيا بهذا فقال ألا أدلك على من رضي بشر من هذا قال بلى قال من رضي بالدنيا عوضا عن الآخرة[2]

حکایت نمبر:181

آپ نے مجھ پر احسان کیا

ایک خُراسانی شخص سیِّدُ الطائفہ حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ مال لے کر حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپ اس مال کو کھانے پینے کی چیزوں میں صرف کریں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا میں اسے فقرا میں تقسیم کر دوں؟اس نے عرض کی:میرا مقصود یہ نہیں ہے۔ فرمایا: میں کتنا عرصہ زندہ رہوں گا کہ اسے کھاتا رہوں؟اس نے عرض کی: حضور! آپ اسے سرکے اور سبزیوں میں نہیں بلکہ مٹھائی اور دیگر لذیذ کھانوں میں استعمال کریں(تو یہ جلد ختم ہو جائے گا)۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ

1 ...احیاء علوم الدین،4/200

2 ...احیاء علوم الدین،4/200

علیہ نے وہ مال قبول فرمالیا۔ اس خُراسانی شخص نے کہا: بغداد میں آپ سے زیادہ کسی نے مجھ پر احسان نہیں کیا۔ حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم جیسے شخص کے علاوہ کسی اور سے تحفہ قبول نہیں کرنا چاہئے۔

وجاء خراسانی إلی الجنید رحمه الله بمال وسأله أن یأکله فقال أفرقه علی الفقراء فقال ما أرید هذا قال ومتی أعیش حتی آکل هذا قال ما أرید أن تنفقه فی الخل والبقل بل فی الحلاوات والطیبات فقبل ذلك منه فقال الخراسانی ما أجد فی بغداد أمن علی منك فقال الجنید ولا ینبغی أن یقبل إلا من مثلك[1]

حکایت نمبر:182

زمین کے خزانے دکھانے والا فقیر

مکۂ مکرمہ زَادَهَا اللهُ شَرَفًاوَّتَعْظِيْمًا کے رہنے والے ایک شخص کا بیان ہے کہ میرے پاس کچھ درہم تھے جنہیں میں نے راہِ خدا میں خرچ کرنے کے لئے رکھا ہوا تھا۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک فقیر طوافِ کعبہ سے فارغ ہو کر غلافِ کعبہ سے لِپَٹ کر آہستہ سے کہہ رہا ہے: اے اللہ! اے وہ ذات جو سب کو دیکھتی ہے لیکن اسے نہیں دیکھا جاسکتا! تو دیکھ رہا ہے کہ میں بھوکا اور بے لباس ہوں۔ اے اللہ! اب تو کیا فرماتا ہے؟ اس فقیر کا لباس پھٹا پرانا تھا جو پوری طرح اس کے جسم کو بھی نہیں چھپا رہا تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اپنے درہم خرچ کرنے کا اس سے اچھا موقع مجھے نہیں ملے گا۔ چنانچہ میں نے وہ دراہم لا کر اس کے سامنے رکھ دیئے۔ فقیر نے ان میں سے پانچ درہم لئے اور کہا: چار درہم میں دو چادریں آجائیں گی اور ایک درہم تین دن کے کھانے کے لئے کافی ہے، اس سے زیادہ کی مجھے ضرورت نہیں۔ یہ کہہ کر اس نے باقی دراہم واپس کر دیئے۔ اگلی رات میں نے دیکھا کہ وہ فقیر دو نئی چادریں اوڑھ کر طواف کر رہا ہے، یہ دیکھ کر میرے دل

[1] ...احیاء علوم الدین، 4/208

میں اس کے بارے میں بد گمانی پیدا ہوئی۔ وہ شخص فوراً میرے پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر طواف کے سات چکر لگائے، ہر پھیرے میں زمین کے خزانوں میں سے کوئی خزانہ ظاہر ہوتا اور ہمارے ٹخنوں تک آجاتا جو سونا، چاندی، یاقوت اور ہیرے جواہرات پر مشتمل ہوتا لیکن وہاں موجود دیگر لوگوں پر ہماری یہ کیفیت ظاہر نہ ہوئی۔ فقیر نے مجھ سے کہا: اللہ پاک نے مجھے یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے لیکن میں نے اسے چھوڑ دیا کیونکہ یہ بوجھ اور آزمائش ہے اور میں لوگوں سے اس لئے لیتا ہوں کہ اس میں لوگوں کے لئے رَحمت اور نِعْمَت ہے۔

وقال بعض المجاورين بمكة كانت عندي دراهم أعددتها للإنفاق في سبيل الله فسمعت فقيرا قد فرغ من طوافه وهو يقول بصوت خفي أنا جائع كما ترى عريان كما ترى فما ترى فيما ترى يا من يرى ولا يرى فنظرت فإذا عليه خلقان لا تكاد تواريه فقلت في نفسي لا أجد لدراهمي موضعا أحسن من هذا فحملتها إليه فنظر إليها ثم أخذ منها خمسة دراهم وقال أربعة ثمن مئزرين ودرهم أنفقه ثلاثة فلا حاجة بي إلى الباقي فرده قال فرأيته الليلة الثانية وعليه مئزران جديدان فهجس في نفسي منه شيء فالتفت إلي فأخذ بيدي فأطافني معه أسبوعا كل شوط منها على جوهر من معادن الأرض يتخشخش تحت أقدامنا إلى الكعبين منها ذهب وفضة وياقوت ولؤلؤ وجوهر ولم يظهر ذلك للناس فقال هذا كله قد أعطانيه فزهدت فيه وآخذ من أيدي الخلق لأن هذه أثقال وفتنة وذلك للعباد فيه رحمة ونعمة[1]

حکایت نمبر:183

بلخ کے کتے

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہم رحمۃ اللہ علیہ جب خُراسان سے حضرت سیِّدُنا شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے استفسار فرمایا: آپ نے اپنے فقرا دوستوں کو کس حال میں چھوڑا؟ فرمایا: میں نے انہیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ اگر انہیں بغیر سوال کے دیا جائے تو شکر ادا کرتے ہیں اور اگر نہ دیا جائے تو صبر کرتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا گمان تھا کہ سوال نہ کرنے کا وصف بیان

1 ...احیاء علوم الدین، 4/209

کر کے انہوں نے خراسان کے فقرا کی تعریف کی ہے لیکن یہ سن کر حضرت سیِّدُنا شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حال تو بلخ کے کُتّوں کا ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہم رحمۃ اللہ علیہ نے استفسار فرمایا: اے ابو اسحاق! بلخ کے فقرا کی کیا کیفیت ہے؟ فرمایا: ہمارے فقرا کی حالت یہ ہے کہ اگر انہیں نہ دیا جائے تو شکر کرتے ہیں اور اگر دیا جائے تو ایثار کر دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیِّدُنا شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے سر کا بوسہ لیا اور فرمایا: اے استادِ محترم! آپ نے سچ فرمایا۔

قال شقيق البلخي لإبراهيم بن أدهم حين قدم عليه من خراسان كيف تركت الفقراء من أصحابك قال تركتهم إن أعطوا شكروا وإن منعوا صبروا و ظن أنه لما وصفهم بترك السؤال قد أثنى عليهم غاية الثناء فقال شقيق هكذا تركت كلاب بلخ عندنا فقال له إبراهيم فكيف الفقراء عندك يا أبا إسحاق فقال الفقراء عندنا إن منعوا شكروا وإن أعطوا آثروا فقبل رأسه وقال صدقت يا أستاذ[1]

حکایت نمبر:184

جو اللہ پاک کے لئے تھا وہ انہوں نے لے لیا

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مقام پر لوگوں سے سوال کرتے دیکھا تو ان کے اس فعل کو بُرا جانا اور سیِّدُ الطائفہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں اس بات کی خبر دی۔ انہوں نے فرمایا: اس بات پر تعجب نہ کرو! حضرت سیِّدُنا ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے لینے کے لئے نہیں بلکہ انہیں دینے کے لئے سوال کرتے ہیں۔ وہ لوگوں سے اس لئے مانگتے ہیں تاکہ اس سوال کو پورا کرنے پر انہیں آخرت میں اجر و ثواب حاصل ہو۔

ذلك كما روى أن بعضهم رأى أبا إسحاق النوري رحمه الله يمد يده ويسأل الناس في بعض المواضع قال فاستعظمت ذلك واستقبحته له فأتيت الجنيد رحمه الله فأخبرته بذلك فقال لا يعظم

[1]...احیاء علوم الدین، 4/215

هذا عليك فإن النوري لم يسأل الناس إلا ليعطيهم وإنما سألهم ليثيبهم في الآخرة فيؤجرون من حيث لا يضرهم [1]

حکایت نمبر:185

عالَم ظاہر سے عالَم بالا کا سَفَر

کسی نے نورِ الٰہی کے چراغ سے ایک کاغذ کو دیکھا کہ اس کا چہرہ سیاہی سے کالا ہو چکا ہے۔ اس نے پوچھا: تیرے چہرے کو کیا ہوا یہ تو سفید روشن تھا اور اب اس پر سیاہی ظاہر ہے، کیوں تو نے اپنا چہرہ سیاہ کر دیا آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ کاغذ نے کہا: یہ بات کہہ کر تم نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا کیونکہ میں نے خود اپنے چہرہ کو سیاہ نہیں کیا بلکہ تم سیاہی سے پوچھو کہ وہ اپنے وطن اور ٹھہرنے کی جگہ میں اکھٹی تھی، وہ کیوں اپنے وطن سے علیحدہ ہوئی؟ کیوں مجھ پر ظلم کرتے ہوئے میرے آنگن میں اُتر آئی؟ اس شخص نے کہا: تو نے سچ کہا۔ اس نے سیاہی سے پوچھا تو اس نے کہا: تو نے میرے ساتھ انصاف سے کام نہیں لیا، میں تو دوات میں خاموش تھی اور یہ ارادہ تھا کہ اس سے باہر نہ نکلوں گی۔ قلم نے مجھ پر اپنی فاسد لالچ کے ذریعہ زیادتی کی، مجھے بے وطن کیا، مجھے بکھیر کر کاغذ پر پھیلا دیا جیسا کہ تو نے دیکھا، یہ سوال تم قلم سے کرو، مجھ سے نہیں۔ اس نے کہا: تو نے سچ کہا۔ پھر اس نے قلم سے اس ظلم و زیادتی اور سیاہی کو بے گھر کرنے کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا: ہاتھ اور انگلیوں سے پوچھو کہ میں دریا کے کنارے سرکنڈہ تھا، سرسبز درختوں کے درمیان خوش تھا، پھر ایک (نامعلوم) ہاتھ چھری لے کر آیا، مجھے چھیل دیا، میرے کپڑے پھاڑ دیئے، پھر جڑ سے اکھاڑ کر میرے ٹکڑے کر دیئے، مجھے تراش کر قابل استعمال بنایا، پھر مجھے سیاہ اور کڑوی سیاہی میں ڈبویا، یہ (ہاتھ) مجھ سے کام لیتا ہے اور سر کے بل چلاتا ہے، تمہارے سوال و سختی نے میرے زخم پر نمک چھڑک دیا ہے، تم مجھے چھوڑو اور مجھ پر ظلم کرنے والے سے سوال کرو۔ اس شخص نے کہا: تو نے سچ کہا۔

1 ...احیاء علوم الدین، 4/215

پھر اس نے ہاتھ سے قلم پر ظلم وزیادتی اور خدمت لینے کے بارے میں سوال کیا۔ہاتھ نے کہا: میں تو ہڈی، گوشت اور خون کا مجموعہ ہوں، کیا تم نے کبھی گوشت پوست کو ظلم کرتے یا جسم کو خود بخود حرکت کرتے دیکھا ہے ؟میں تو ایک فرمانبر دار سواری ہوں جس پر ایک شہسوار ہے جسے قدرت وطاقت کہتے ہیں۔یہی مجھے مختلف زمینی علاقوں میں گھماتا پھراتا ہے، کیا تم نے پتھروں، کنکروں اور درختوں کو نہیں دیکھا کہ اپنی جگہ سے حرکت کرتے ہیں نہ آگے بڑھتے ہیں کیونکہ ان پر اس جیسا طاقتور اور غلبہ والا شہسوار نہیں؟ کیا تم نے کسی مردہ کے ہاتھ نہیں دیکھے کہ ہڈی، گوشت اور خون میرے جیسا ہے لیکن قلم اور اس کے درمیان کسی طرح کا معاملہ نہیں؟میں بھی ایسا ہی ہوں کہ میرے اور قلم کے درمیان کسی قسم کا معاملہ نہیں؟تم قدرت سے سوال کرو کیونکہ میں ایسی سواری ہوں جو مجھ پر سوار ہو گا وہ مجھے عاجز کرے گا۔اس شخص نے کہا: تونے سچ کہا۔پھر اس نے ہاتھ کو استعمال کرنے اور زیادہ خدمت لینے کے بارے میں قدرت سے پوچھا۔قدرت نے کہا: تم مجھے ملامت نہ کرو، میری پکڑ نہ کرو، کئی ملامت کرنے والے قابل ملامت ہوتے ہیں، کئی قابل ملامت ایسے ہیں جن کا کوئی قُصور نہیں، میرا معاملہ تم پر ڈھکا چُھپا نہیں، تم نے کیوں گمان کر لیا کہ اس پر سوار ہو کر میں نے ظلم کیا ہے حالانکہ میں اس کی حرکت سے پہلے بھی اس پر سوار تھی، نہ میں نے اسے حرکت دی، نہ میں نے اسے تابع کیا، میں تو ساکن اور سوئی ہوئی تھی گمان والے مجھے مردہ یا معدوم خیال کرتے تھے کیونکہ میں نہ تو خود حرکت کرتی، نہ دوسرے کو حرکت دیتی یہاں تک کہ ایک مُوَکِّل آیا جس نے مجھے بے چین کر دیا اور طاقت کے بل بوتے پر وہ کام کروایا جو تم نے دیکھا، مجھ میں موافقت کی طاقت تھی، مُخالَفت کی نہیں، اس مُوَکِّل کا نام ''ارادہ'' ہے۔میں فقط اس کا نام اور اس کا جھپٹنا جانتی ہوں کہ اچانک مجھے گہری نیند سے بیدار کیا، مجھ سے زبردستی وہ کام کروایا کہ اگر میری رائے ہوتی تو میں اس سے چھٹکارا پاتی۔اس نے کہا: تونے سچ کہا۔

پھر اس نے ''ارادہ'' سے سوال کیا: کیا سبب ہے جس نے تجھے دلیر بنایا ہے کہ تونے پُر سکون قدرت کو متحرک کیا، زبردستی کام کروایا، جس سے وہ بچ سکی نہ چھٹکارا پا سکی؟ارادہ نے کہا: تم مجھ پر جلدی نہ کرو، تم

مجھے ملامت کرتے ہو شاید میں معذور ہوں کیونکہ میں خود نہیں اٹھا، مجھے اٹھایا گیا، میں خود تیار نہیں ہوا، مجھے زبردست اور سخت حکم کے ذریعہ بھیجا گیا، میں آنے سے قبل خاموش تھا لیکن دل کے دربار سے علم کا قاصد، عقل کی زبان لے کر قدرت کو اٹھانے کا پروانہ لایا، میں نے اسے مجبوراً اٹھایا ہے، میں تو مسکین ہوں، عقل اور علم کے غَلَبَہ کی وجہ سے تابعدار ہوں، میں نہیں جانتا کون سا جرم مجھ پر نافذ ہو گا؟ مجھے کس کی تابِعداری کرنی ہے؟ کس کی اطاعت لازم ہو گی؟ لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ جب تک غلبہ والا نہیں آیا تھا، میں پُرسکون تھا، میں راحت میں تھا، اب حکم کرنے والا عادل ہو یا ظالم میں اس کے سامنے کھڑا ہوں، اس کی اطاعت مجھ پر ضروری ہو گئی بلکہ جب اس کا یقینی حکم آتا ہے مجھ میں مُخالَفَت کی تاب نہیں ہوتی، میری جان کی قسم! جب تک وہ خود حکم دینے میں شک وشبہ میں رہتا ہے میں ساکن رہتا ہوں لیکن اس کے حکم کی جانب دھیان اور انتظار رہتا ہے اور جب اس کا یقینی حکم آجائے طبعی طور پر اور زبردست غلبہ کی وجہ سے میں پریشان ہو جاتا ہوں، قدرت کو اٹھاتا ہوں کہ اس کے حکم کے مطابق عمل کرے لہٰذا تم علم سے پوچھو، مجھ پر سختی کرنا چھوڑ دو، میں اس کہنے والے کی طرح ہوں:

مَتٰی تَرَحَّلْتَ عَنْ قَوْمٍ وَقَدْ قَدَّرُوْا اَنْ لَا تُفَارِقَهُمْ فَالرَّاحِلُوْنَ هُمْ

ترجمہ: لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تم انہیں کبھی چھوڑ کر نہ جاؤ گے جبکہ تم وہاں سے رخصت ہوتے ہو تو جدا وہی لوگ ہوتے ہیں تم نہیں۔

اس شخص نے ارادہ سے کہا: تو نے سچ کہا۔ پھر وہ شخص علم، عقل اور دل کی جانب متوجّہ ہوا، قدرت کو اٹھانے کے لئے ارادہ کو مسخر کرنے اور ابھارنے پر ان کی سرزنش کی۔ عقل نے جواب دیا: میں چراغ ہوں جو خود نہیں بھڑکتا، بھڑکایا جاتا ہوں۔ دل نے کہا: میں تختی ہوں خود نہیں پھیلتی، پھیلائی جاتی ہوں۔ علم نے کہا: میں نقش ہوں جو دل کی سفید تختی پر نقش ہوتا ہے، جب عقل کا چراغ روشن ہوتا ہے تو میں دل کی سفید تختی پر نقش ہوتا ہوں، میں خود نہیں لکھا جاتا، کتنا عرصہ یہ تختی مجھ سے خالی رہی، تم قلم سے میرے بارے میں سوال کرو کیونکہ لکھائی قلم کے ذریعہ ہی ہوتی ہے۔ اس وقت پوچھنے والا جھنجلا گیا کہ علم کا جواب

اسے مطمئن نہ کر سکا تو اس نے کہا:اس راستہ میں میری تھکاوٹ زیادہ ہوگئی ،بہت سی منزلیں طے ہوئیں ،جس سے اس معاملہ کو جاننے کی امید باندھی،ایک نے دوسرے کے سپرد کیالیکن کثرت تکرار کے باوجود دل خوش ہوا کہ میں ایسے کلام کو سنتا تھا جو دل میں جاگزیں ہوتا،ایسے عذر کو سنتا تھا جو سوال دور کرنے میں معقول ہوتا جبکہ تمہارا جواب:"میں لکھائی و نقش ہوں اور مجھے قلم نے لکھا ہے۔"میری سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ میں تو صرف اس قلم کو جانتا ہوں جو سرکنڈہ سے بنتا ہے،اس تختی کو جانتا ہوں جو لوہے سے یا لکڑی سے بنتی ہے ،اس لکھائی کو جانتا ہوں جو سیاہی سے لکھی جاتی ہے،اس چراغ کو جانتا ہوں جو آگ سے روشن ہوتا ہے۔میں نے اس راستہ میں چراغ، تختی ،لکھائی اور قلم کی گفتگو سنی لیکن ان میں سے کسی کو نہیں دیکھا،میں نے چکی کی گھڑ گھڑاہٹ سنی مگر چکی نظر نہ آئی۔علم نے اس سے کہا:جو تم نے کہا اگر وہ سچ ہے تو تمہارا سامان کم ہے،زادِ راہ تھوڑا ہے اور سواری کمزور ہے،چوکنّے ہو جاؤ!جس راستہ کی جانب بڑھ رہے ہو اس میں ہلاکتیں بہت زیادہ ہیں، مناسب یہی ہے تم لوٹ جاؤ اور اپنے خیال کو ترک کر دو،یہ تمہاری ذمہ داری نہیں، تم اپنی راہ لو کیونکہ جو جس مقصد کے لئے پیدا کیا جاتا ہے وہ اس کے لئے آسان کر دیا جاتا ہے۔اگر تم مقصد تک پہنچانے والے راستہ کو مکمل طے کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو کان لگا کر متوجّہ ہو جاؤ اور جان لو!تمہارے راستہ میں تین عالَم ہیں،پہلا عالَم "عَالَمُ الشَّهَادَة" ہے کاغذ،روشنائی، قلم اور ہاتھ کا تعلق اسی عالَم سے ہے۔تم ان منزلوں کو بآسانی طے کر چکے ہو۔دوسرا عالَم "عَالَمُ الْمَلَكُوْت" ہے۔یہ میرے بعد ہے جب تم مجھ سے آگے بڑھو گے تو اس کی منزل تک پہنچو گے ،اس میں وسیع و عریض جنگل بیابان،بلند و بالا پہاڑ اور گہرے سمندر ہیں، میں نہیں جانتا کہ تم ان سے کیسے سلامت رہو گے۔تیسرا عالَم "عَالَمُ الْجَبَرُوْت" ہے۔یہ عالَم پہلے دونوں کے درمیان میں ہے، تم اس کی تین منزلیں طے کر چکے ہو یعنی قدرت،ارادہ اور علم کی منزل،یہ عالَم پہلے دونوں کے درمیان واسطہ ہے کہ پہلے عالَم کا راستہ اس سے آسان ہے جبکہ دوسرے کا راستہ اس سے مشکل ہے، تیسرا عالَم پہلے دونوں کے درمیان کشتی کی مانند ہے جو زمین اور پانی کے درمیان حرکت کرتی ہے،یہ پانی کی طرح اِضْطِرابی حالت میں ہے نہ زمین کی طرح سکون و ٹھہراؤ کی حالت میں ،جو زمین پر

چلتا ہے وہ ''عَالَمُ الشَّهَادَة'' میں چلتا ہے، جس میں کشتی پر سوار ہونے کی مزید طاقت ہو وہ ''عَالَمُ الْجَبَرُوْت'' میں چلنے والے کی مانند ہے اور اگر کشتی کے بغیر پانی پر چلنے کی قوت ہو جائے تو وہ بغیر جھنجلاہٹ کے ''عَالَمُ الْمَلَكُوْت'' میں چلنے والا ہے۔ اگر تم پانی پر چلنے کی طاقت نہیں رکھتے تو لوٹ جاؤ کیونکہ تم زمین سے آگے بڑھ چکے ہو، تم کشتی سے پیچھے رہ چکے ہو، تمہارے سامنے صاف پانی کے علاوہ کچھ نہیں۔

''عَالَمُ الْمَلَكُوْت'' میں سب سے پہلے ''قلم'' کا مُشاہدہ ہوتا ہے، جس کے ذریعہ دل کی تختی پر ''علم'' لکھا جاتا ہے اور ''یقین'' کا مشاہدہ ہوتا ہے، جس کے ذریعہ انسان پانی پر چلا جاتا ہے۔ کیا تم نے حضرت سیِّدُنا عیسٰی روحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے متعلق نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا قول مبارک نہیں سنا جب بارگاہِ مصطفٰی میں عرض کی گئی: حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پانی پر چلتے تھے۔ فرمایا: اگر یقین زیادہ ہوتا تو ہوا پر ضرور چلتے۔

سوال کرنے والے سالِک نے کہا: میں اپنے مُعاملے میں حیران ہو گیا ہوں، تو نے جو راستہ کے خَطرات بیان کئے ہیں ان سے میرا دل خوف زدہ ہو گیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں اس وسیع و عریض جنگل بیابان کو طے کرنے کی طاقت رکھتا ہوں یا نہیں؟ کیا اس کی کوئی نشانی ہے؟ علم نے کہا: جی ہاں۔ تم اپنی آنکھیں کھولو، اپنی دونوں آنکھوں کی روشنی جمع کرو اور میری جانب دیکھو، اگر وہ قلم نظر آجائے جس کے ذرِیعے دل کی تختی پر لکھا جاتا ہے تو تم اس راستہ پر چل سکتے ہو کیونکہ جو ''عَالَمُ الْجَبَرُوْت'' سے بڑھ کر ''عَالَمُ الْمَلَكُوْت'' کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اسے قلم دکھا دیا جاتا ہے، کیا تم نہیں جانتے جب یہ فرمانِ الٰہی نازل ہوا:

اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُۙ(۳) الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِۙ(۴) عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْؕ(۵) (1)

ترجمۂ کنز الایمان: پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

تو حضور نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر ابتدا ہی میں قلم واضح کر دیا گیا تھا۔

---

1 ...پ30، العلق: 3تا5

سالک نے کہا: میں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور غور سے دیکھا۔ خدا کی قسم! میں نے نہ کسی سرکنڈہ کو دیکھا، نہ کسی لکڑی کو دیکھا، نہ کسی اور قلم کو جانا سوائے اس قلم کے جو موجود ہے۔ عِلم نے کہا: تم مرکز سے دور نکل گئے، کیا تم نے نہیں سنا کہ گھریلو سامان مالک مکان کی خواہش کے مطابق ہوتا ہے؟ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ذات باری تعالیٰ کی کسی ذات سے مُشابہَت نہیں؟ نہ اس کا دست قدرت کسی کے ہاتھ کی طرح ہے، نہ اس کا قلم کسی کے قلم کی طرح ہے، نہ اس کا کلام کسی کے کلام کی طرح ہے، نہ اس کی تحریر کسی کی تحریر کی طرح ہے۔ یہ "عَالَمُ الْمَلَکُوْت" کے اُمورالٰہیہ ہیں، دوسروں کی طرح اس کے لئے جسم اور مکان نہیں، دوسروں کے برخلاف اس کا دست قدرت ہڈی، خون، گوشت سے پاک ہے، نہ اس کا قلم سرکنڈہ کا ہے، نہ اس کی تختی لکڑی کی ہے، نہ اس کا کلام آواز اور حروف پر مشتمل ہے، نہ اس کی تحریر عدد اور نشانات والی ہے، نہ اس کی سیاہی پھٹکری اور مازو جیسی ہے، اگر تم ان چیزوں کو اس طرح نہیں دیکھ سکتے تو میں تمہیں مخنّث سمجھتا ہوں کیونکہ تشبیہ سے پاک سمجھنے والی جنس مرد ہے اور تشبیہ دینے والی جنس عورت ہے۔ تم ان کے درمیان میں ہو، میں تمہیں ان دونوں کے درمیان پریشان دیکھتا ہوں، تم نہ اِس طرف ہو، نہ اُس طرف، تم کس طرح اللہ پاک کی ذات وصفات کو جسم اور جسمانی صفات سے پاک سمجھو گے؟ تم کس طرح کلام الٰہی کو حروف اور آواز سے پاک سمجھو گے؟ تم کس طرح اس کے دستِ قدرت، قلم، تختی اور تحریر کو سمجھو گے؟ اگر تم حدیث پاک: "اللہ پاک نے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا" میں صورت سے مراد ظاہری صورت سمجھو گے جو کہ آنکھ سے دیکھی جاتی ہے تو مطلقاً تشبیہ دینے والے ہو جاؤ گے جس طرح کہا جاتا ہے کہ "خالص یہودی بن اگر ایسا نہیں کر سکتا تو پھر تورات سے مت کھیل" اگر صورت سے مراد باطنی صورت سمجھو گے جسے بصیرت سے دیکھا جاتا ہے نہ کہ آنکھ سے تو خالصتاً تشبیہ سے پاک و منزّہ ماننے والے مرد ہو جاؤ گے اور اس راستہ کو طے کر لو گے اور وادیِ مقدّس "طُوٰی" میں پہنچ جاؤ گے۔ جب دل پر اِلہام کیا جائے تو اسے بغور سننا کہ شاید تمہاری راہ نمائی کی جائے جس طرح حضرت سیّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو عرش کے پردوں کے پیچھے سے ندا کی گئی: "اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ"(1)

1...پ16، طٰہٰ: 12

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک میں تیرا رب ہوں۔)" شاید تمہیں بھی آواز دی جائے۔

جب سالک نے "عِلم" کی یہ گفتگو سُنی تو اس نے جان لیا کہ اس کے نفس میں کوتاہی ہے، وہ تشبیہ دینے والے اور تشبیہ سے پاک ماننے والوں کے درمیان مخنّث ہے، اس نے اپنے نفس کو نقصان کی آنکھ سے دیکھا تو اسے اپنے نفس پر غصہ آیا جس کی شدت سے اس کے دل میں آگ بھڑک اُٹھی، قریب تھا کہ قلبی چراغ کا تیل آگ پہنچنے سے پہلے ہی بھڑک جاتا کہ علم نے اس میں پھونک ماردی اور دل کی گرمائش کی وجہ سے تیل بھڑک اُٹھا اور روشنی مزید بڑھ گئی۔ علم نے سالک سے کہا: تم اس موقع کو غنیمت جانو اور اپنی آنکھیں کھولو کہ شاید آگ کے ذریعہ راہ نمائی مل جائے۔ سالک نے اپنی آنکھیں کھولیں تو قلم الٰہی اس پر ظاہر ہو گیا، وہ تشبیہ کے بغیر ویسا ہی تھا جیسے علم نے اس کی وضاحت کی تھی، نہ لکڑی کا تھا نہ سرکنڈہ کا، نہ نوک تھی نہ سرا۔ انسانی دلوں پر مسلسل مختلف علوم لکھتا ہے، ہر دل میں اس کی نوک ہے حالانکہ اس کی کوئی نوک نہیں۔ اس سے سالک کی حیرانی ختم ہوئی اور کہنے لگا: علم کتنا اچھا دوست ہے، اللہ پاک اسے میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، علم نے قلم کی جو وضاحت کی تھی اس کی سچائی مجھ پر واضح ہو چکی ہے، میں ایسے قلم کو دیکھ رہا ہوں جو دوسرے قلموں کی طرح نہیں ہے۔ پھر سالک نے علم کا شکریہ ادا کیا اور اسے رخصت کرتے ہوئے کہا: میں بہت دیر تک تمہارے پاس ٹھہرا، تم سے لمبی گفتگو ہوئی، اب چاہتا ہوں کہ قلم کے پاس جاؤں اور اس سے پوچھوں۔ سالک سفر کر کے قلم کے پاس پہنچا اور کہا: اے قلم! تجھے کیا ہوا کہ تو دل پر کوئی نہ کوئی بات لکھتا رہتا ہے جس سے ارادہ طاقت کو اُبھارتا ہے پھر طاقت اپنے اختیار کی جانب متوجّہ ہوتی ہے۔ قلم نے کہا: تم نے "عَالَمُ الشَّهَادَة" میں جو کچھ دیکھا کیا تم اسے بھول گئے ہو؟ تم نے قلم سے سُوال کیا تو اس نے تمہیں ہاتھ کی جانب پھیر دیا کیا تم اس کے جواب کو بھول گئے؟ سالک نے کہا: میں کچھ نہیں بھولا۔ قلم نے کہا: میرا بھی وہی جواب ہے۔ سالک نے کہا: یہ کس طرح ہے حالانکہ تم اس قلم سے مشابہت نہیں رکھتے؟ قلم نے کہا: کیا تم نے نہیں سنا کہ "اللہ پاک نے حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔" سالک نے کہا: ہاں۔ قلم نے کہا: تم میرے بارے میں اس سے پوچھو جسے "يَمِيْنُ الْمَلِكِ" کہا جاتا

ہے، میں اسی کے قبضہ میں ہوں، وہی مجھے کام میں مصروف رکھتا ہے، میں مجبور ہوں، میں تابع ہوں، تابع ہونے کے اعتبار سے قلم انسانی اور قلم الٰہی میں کوئی فرق نہیں صرف ظاہری صورت کا فرق ہے۔ سالک نے پوچھا: "یَمِیْنُ الْمَلِكْ" کون ہے؟ قلم نے جواب دیا: کیا تم نے یہ فرمانِ الٰہی نہیں سُنا: وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ ؕ (1)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے۔

سالک نے کہا: ہاں۔ قلم نے کہا: قلم بھی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے جو اسے مصروف رکھتا ہے۔ سالک نے وہاں سے قبضۂ قدرت کی جانب سفر کیا یہاں تک کہ اسے دیکھ لیا، قلم کے عجائبات سے بھی زیادہ اس کے عجائبات دیکھے، اس کی کسی خوبی کو بیان کرنا ممکن نہیں، نہ اس کی وضاحت ہو سکتی ہے بلکہ اس کی کسی ایک خوبی کا سوواں حصہ بھی کئی جلدوں میں سما نہیں سکتا، خلاصہ یہ کہ نہ اس کا قبضہ دیگر قبضوں کی طرح ہے، نہ دیگر ہاتھوں کی طرح انگلیاں رکھتا ہے۔ سالک نے قبضہ قدرت میں قلم کو حرکت کرتے دیکھا تو قلم کا مجبور ہونا سمجھ میں آ گیا۔ پھر سالک نے قبضۂ قدرت سے قلم کو حرکت دینے کے بارے میں سوال کیا۔ اس نے جواب دیا: میرا جواب وہی ہے جو تم نے "عَالَمُ الشَّهَادَة" میں موجود ہاتھ سے سنا تھا، جواب یہی تھا کہ قدرت سے پوچھو کیونکہ ہاتھ خود بخود حرکت نہیں کرتا یقیناً اسے قدرت ہی حرکت دیتی ہے، سالک نے قدرت کی جانب سفر کیا اور وہ عجائبات دیکھے کہ پہلے کے تمام عجائبات معمولی نظر آئے، اس نے ہاتھ کو حرکت دینے کے بارے میں قدرت سے سوال کیا تو قدرت نے جواب دیا: میں تو صفت ہوں، تم قادر سے پوچھو کیونکہ پوچھ گچھ موصوف سے ہوتی ہے صِفَت سے نہیں۔ قریب تھا کہ سالک لڑکھڑا جاتا اور بے باک ہو کر زبان پر سوال آ جاتا لیکن وہ ثابت قدم رہا، اسے بارگاہِ الٰہی کے پردوں کے پیچھے سے آواز دی گئی:

لَا یُسْــٴَـلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ هُمْ یُسْــٴَـلُوْنَ(۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اُس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور اُن سب سے سوال ہو گا۔

(1)...پ24، الزمر: 67

سالک پر بار گاہِ الٰہی کی ہیبت طاری ہوگئی وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا، بے ہوشی میں تڑپتا رہا، جب کچھ اِفاقہ ہوا تو اس نے کہا: تو پاک ہے، تیری شان کتنی عظمت والی ہے، میں توبہ کرتا ہوں، تجھ پر توکُّل کرتا ہوں اور اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ تو ہی بادشاہ جبار ہے، تو ہی واحد قہار ہے، مجھے تیرے علاوہ کسی کا ڈر نہیں، مجھے تیرے علاوہ کسی سے امید نہیں، میں تیری گرفت سے تیرے عفو ودر گزر ہی کی پناہ چاہتا ہوں، میں تیری ناراضی سے تیری رضا ہی کی پناہ چاہتا ہوں، میں تجھ ہی سے سوال کرتا ہوں، تیری ہی بار گاہ میں گریہ وزاری کرتا ہوں، تیرے ہی سامنے گڑ گڑاتا ہوں، تیری ہی بار گاہ میں عرض کرتا ہوں کہ تو میرا سینہ کھول دے تاکہ تیری معرفت حاصل کروں، تو میری زبان کی رکاوٹ دور کر دے تاکہ تیری حمد و ثنا (کا حق ادا) کروں۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی: (انتہا درجہ والی) حمد و ثنا کی تمنا کرنے سے احتیاط کر۔ سیّدُ الاَنبیاصلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کر بلکہ ان کی طرف لوٹ جا۔ جو تجھے دیں وہ لے لے، جس سے روکیں رُک جا، جو کچھ انہوں نے کہا وہی کہہ، انہوں نے اس بار گاہ میں یہی کہا ہے: ”سُبْحَانَكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ یعنی تو پاک ہے، میں تیری ثنا شمار نہیں کر سکتا تو ویسا ہے جیسے تو نے خود اپنی ثنا بیان فرمائی ہے۔“

سالک نے عرض کی: اے میرے ربِّ کریم! زبان کو تیری ثنا کرنے کی اجازت نہ ملی، کیا دل (انتہائی) معرفت کی تمنا کر سکتا ہے؟ فرمایا گیا: صِدِّیْقِیْن کے مقام سے آگے مت بڑھ، تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانب لوٹ جا، ان کی پیروی کر کیونکہ سیّدُ الاَنبیا محمد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے، کیا تم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول نہیں سنا: ”ذاتِ باری تعالیٰ کو سمجھنے سے عاجز ہو جانا ہی اسے سمجھنا ہے۔“ ہماری بار گاہ سے تیرا حصہ صرف اتنا ہے کہ تجھے معلوم ہو گیا تو محروم ہے، تجھ میں ہمارے جلال و جمال کو دیکھنے کی طاقت نہیں۔ یہ سن کر سالک لوٹ گیا اور جن چیزوں سے ملاقات کی تھی ان سے سوالات اور ناراض ہونے پر معذرت کرتے ہوئے کہنے

لگا: میرا عذر قبول کرو، میں اجنبی تھا، ان شہروں میں ابھی داخل ہوا اور ہر نئے آنے والے کو پریشانی ہوتی ہے، میرا تم پر اعتراض کرنا بھی کم علمی اور غلطی کی وجہ سے تھا۔ میں تمہارے عذر کو سمجھ چکا ہوں اور یہ بات مجھ پر ظاہر ہو چکی ہے کہ تمام عالَم میں ایک اللہ پاک کی منفرد ذات ہے، سب کچھ اسی کے غلبہ اور قبضۂ قدرت میں ہے، وہی اوّل ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے، وہی باطن ہے۔

جب سالک نے یہی باتیں "عَالَمُ الشَّهَادَة" میں بیان کیں تو کسی نے سالک سے پوچھا: کس طرح وہ ذات ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی حالانکہ یہ دونوں صفتیں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتی، وہ کس طرح ظاہر بھی ہے اور باطن بھی جبکہ ابتدا نہ تو انتہا ہوتی ہے، نہ ہی ظاہر باطن ہوتا ہے؟ سالک نے جواب دیا: موجودات کی جانب نسبت کرنے کے اعتبار سے وہ "اوّل" ہے کیونکہ ہر چیز بالترتیب یکے بعد دیگرے اسی کی جانب سے وجود میں آتی ہے، ہر چیز اسی کی جانب رواں دواں ہے اس اعتبار سے وہ "آخر" ہے کیونکہ لوگ منزل بہ منزل اسی کی جانب بڑھتے ہیں یہاں تک کہ اس کی بارگاہ میں منزل ختم ہو جاتی ہے، وہی سفر کا آخِر ہے، وہ دیکھنے کے اعتبار سے "آخر" ہے، وہ وجود کے اعتبار سے "اوّل" ہے۔

"عَالَمُ الشَّهَادَة" میں ٹھہرنے والوں کے اعتبار سے وہ "باطن" ہے کیونکہ وہ حواسِ خمسہ کے ذریعہ اس کی معرفت چاہتے ہیں۔ "عَالَمُ الْمَلَكُوت" میں پائی جانے والی باطنی بصیرت کے ذریعہ قلبی چراغ کی روشنی میں ڈھونڈنے والوں کے اعتبار سے وہ "ظاہر" ہے۔ توحید کے راستہ پر چلنے والوں کی توحید بھی اسی طرح ہے یعنی ان پر واضح کر دیا جاتا ہے کہ فاعل صرف ایک ہی ہے۔

قال بعض الناظرين عن مشكاة نور الله تعالى للكاغد وقد رآه اسود وجهه بالحبر ما بال وجهك كان أبيض مشرقا والآن قد ظهر عليه السواد فلم سودت وجهك وما السبب فيه فقال الكاغد ما انصفتني في هذه المقالة فإني ما سودت وجهي بنفسي ولكن سل الحبر فإنه كان مجموعا في المحبرة التي هي مستقره ووطنه فسافر عن الوطن ونزل بساحة وجهي ظلما وعدوا فقال صدقت فسأل الحبر عن ذلك فقال ما أنصفتني فإني كنت في المحبرة وادعا ساكنا عازما على أن لا أبرح منها فاعتدى على القلم

بطمعه الفاسد واختطفنى من وطنى وأجلانى عن بلادى وفرق جمعى وبددنى كما ترى على ساحة بيضاء فالسؤال عليه لا على فقال صدقت ثم سأل القلم عن السبب فى ظلمه وعدوانه وإخراج الحبر من أوطانه فقال سل اليد والأصابع فإنى كنت قصبا نابتا على شط الأنهار متنزها بين خضرة الأشجار فجاءتنى اليد بسكين فنحت عنى قشرى ومزقت عنى ثيابى واقتلعتنى من أصلى وفصلت بين أنابيبى ثم برتنى وشقت رأسى ثم غمستنى فى سواد الحبر ومرارته وهى تستخدمنى وتمشينى على قمة رأسى ولقد نثرت الملح على جرحى بسؤالك وعتابك فتنح عنى وسل من قهرنى فقال صدقت ثم سأل اليد عن ظلمها وعدولها على القلم واستخدامها له فقالت اليد ما أنا إلا لحم وعظم ودم وهل رأيت لحما يظلم أو جسما يتحرك بنفسه وإنما أنا مركب مسخر ركبنى فارس يقال له القدرة والعزة فهى التى ترددنى وتجول بى فى نواحى الأرض أما ترى المدر والحجر والشجر لا يتعدى شيئا منها مكانه ولا يتحرك بنفسه إذ لم يركبه مثل هذا الفارس القوى القاهر أما ترى أيدى الموتى تساوينى فى صورة اللحم والعظم والدم ثم لا معاملة بينها وبين القلم فأنا أيضا من حيث أنا لا معاملة بينى وبين القلم فسل القدرة عن شأنى فإنى مركب أزعجنى من ركبنى فقال صدقت ثم سأل القدرة عن شأنها فى استعمالها اليد وكثرة استخدامها وترديدها فقالت دع عنك لومى ومعاتبتى فكم من لائم ملوم وكم من ملوم لا ذنب له وكيف خفى عليك أمرى وكيف ظننت أنى ظلمت اليد لما ركبتها وقد كنت لها راكبة قبل التحريك وما كنت أحركها ولا أستسخرها بل كنت نائمة ساكنة نوما ظن الظانون بى أنى ميتة أو معدومة لأنى ما كنت أتحرك ولا أحرك حتى جاءنى موكل أزعجنى وأرهقنى إلى ما تراه منى فكانت لى قوة على مساعدته ولم تكن لى قوة على مخالفته وهذا الموكل يسمى الإرادة ولا أعرفه إلا باسمه وهجومه وصياله إذ أزعجنى من غمرة النوم وأرهقنى إلى ما كان لى مندوحة عنه لو خلانى ورأيى فقال صدقت ثم سأل الإرادة ما الذى جرأك على هذه القدرة الساكنة المطمئنة حتى صرفتها إلى التحريك وأرهقتها إليه إرهاقا لم تجد عنه مخلصا ولا مناصا فقالت الإرادة لا تعجل على فلعل لنا عذرا وأنت تلوم فإنى ما انتهضت بنفسى ولكنى انهضت وما أن

انبعثت ولكنى بعثت بحكم قاهر وأمر جازم وقد كنت ساكنة قبل مجيئه ولكن ورد على من حضرة القلب رسول العلم على لسان العقل بالإشخاص للقدرة فأشخصتها باضطرار فإنى مسكينة مسخرة تحت قهر العلم والعقل ولم أدرى بأى جرم وقفت عليه وسخرت له وألزمت طاعته لكنى أدرى أنى فى دعة وسكون مالم يرد على هذا الولود القاهر وهذا الحاكم العادل أو الظالم وقد وقفت عليه وقفا وألزمت طاعته إلزاما بل لا يبقى لى معه مهما جزم حكمه طاقة على المخالفة لعمرى ما دام هو فى التردد مع نفسه والتحير فى حكمه فأنا ساكنة لكن مع استشعار وانتظار لحكمه فإذا انجزم حكمه أزعجت بطبع وقهر تحت طاعته وأشخصت القدرة لتقوم بموجب حكمه فسل العلم عن شأنى ودع عنى عتابك فإنى كما قال القائل

متى ترحلت عن قوم وقد قدروا ... أن لا تفارقهم فالراحلون هم

فقال صدقت وأقبل على العلم والعقل والقلب مطالبا لهم ومعاتبا إياهم على استنهاض الإرادة وتسخيرها لإشخاص القدرة فقال العقل أما أنا فسراج ما اشتعلت بنفسى ولكن أشعلت وقال القلب أما أنا فلوح ما انبسطت بنفسى ولكن بسطت وقال العلم أما أنا فنقش نقشت فى بياض لوح القلب لما أشرق سراج العقل وما انخططت بنفسى فكم كان هذا اللوح قبل خاليا عنى فسل القلم عنى لأن الخط لا يكون إلا بالقلم فعند ذلك تتعتع السائل ولم يقنعه جواب وقال قد طال تعبى فى هذا الطريق وكثرت منازلى ولا يزال يحيلنى من طمعت فى معرفة هذا الأمر منه على غيره ولكنى كنت أطيب نفسا بكثرة الترداد لما كنت أسمع كلاما مقبولا لا فى الفؤاد وعذرا ظاهرا فى دفع السؤال فأما قولك إنى خط ونقش وإنما خطى قلم فلست أفهمه فإنى لا أعلم قلما إلا من القصب ولا لوحا إلا من الحديد أو الخشب ولا خطا إلا بالحبر ولا سراجا إلا من النار وإنى لأسمع فى هذا المنزل حديث اللوح والسراج والخط والقلم ولا أشاهد من ذلك شيئا أسمع جعجعة ولا أرى طحنا فقال له القلم إن صدقت فيما قلت فبضاعتك مزجاة وزادك قليل ومركبك ضعيف واعلم أن المهالك فى الطريق التى توجهت إليها كثيرة فالصواب لك أن تنصرف

وتدع ما أنت فيه فما هذا بعشك فأدرج عنه فكل ميسر لما خلق له وإن كنت راغبا فی استتمام الطريق إلی المقصد فألق سمعك وأنت شهيد

واعلم أن العوالم فی طريقك هذا ثلاثة عالم الملك والشهادة أولها ولقد كان الكاغد والحبر والقلم واليد من هذا العالم وقد جاوزت تلك المنازل علی سهولة والثانی عالم الملكوت وهو ورائی فإذا جاوزتنی انتهيت إلی منازله وفيه المهامة الفيح والجبال الشاهقة والبحار المغرقة ولا أدری كيف تسلم فيها والثالث هو عالم الجبروت وهو بين عالم الملك وعالم الملكوت ولقد قطعت منها ثلاث منازل فی أوائلها منزلة القدرة والإرادة والعلم وهو واسطة بين عالم الملك والشهادة والملكوت لأن عالم الملك أسهل منه طريقا وعالم الملكوت أوعر منه منهجا وإنما عالم الجبروت بين عالم الملك وعالم الملكوت يشبه السفينة التی هی فی الحركة بين الأرض والماء فلا هی فی حد اضطراب الماء ولا هی فی حد سكون الأرض وثبرتها وكل من يمشی علی الأرض يمشی فی عالم الملك والشهادة فإن جاوزت قوته إلی أن يقوی علی ركوب السفينة كان كمن يمشی فی عالم الجبروت فإن انتهی إلی أن يمشی علی الماء من غير سفينة مشی فی عالم الملكوت من غير تتعتع فإن كنت لا تقدر علی المشی علی الماء فانصرف فقد جاوزت الأرض وخلفت السفينة ولم يبق بين يديك إلا الماء الصافی وأول عالم الملكوت مشاهدة القلم الذی يكتب به العلم فی لوح القلب وحصول اليقين الذی يمشی به علی الماء أما سمعت قول رسول الله صلی الله عليه وسلم فی عيسی عليه السلام لو ازداد يقينا لمشی علی الهواء لما قيل له إنه كان يمشی علی الماء فقال السالك السائل قد تحيرت فی أمری واستشعر قلبی خوفا مما وصفته من خطر الطريق ولست أدری أطيق قطع هذه المهامة التی وصفتها أم لا فهل لذلك من علامة قال نعم افتح بصرك واجمع ضوء عينيك وحدقهنحوی فإن ظهر لك القلم الذی به أكتب فی لوح القلب فيشبه أن تكون أهلا لهذا الطريق فإن كل من جاوز عالم الجبروت وقرع بابا من أبواب الملكوت كوشف بالقلم أما تری أن النبی صلی الله عليه وسلم فی أول أمره كوشف بالقلم إذ أنزل عليه {اقرأ وربك الأكرم الذی علم بالقلم

علم الإنسان ما لم يعلم }فقال السالك: لقد فتحت بصری وحدقته فو الله ما أری قصبا ولا خشبا ولا أعلم قلما إلا كذلك فقال العلم لقد أبعدت النجعة أما سمعت أن متاع البيت يشبه رب البيت أما علمت أن الله تعالى لا تشبه ذاته سائر الذوات فكذلك لا تشبه يده الأيدی ولا قلمه الأقلام ولا كلامه سائر الكلام ولا خطه سائر الخطوط وهذه أمور إلهية من عالم الملكوت فليس الله تعالى فی ذاته بجسم ولا هو فی مكان بخلاف غيره ولا يده لحم وعظم ودم بخلاف الأيدی ولا قلمه من قصب ولا لوحه من خشب ولا كلامه بصوت وحرف ولا خطه رقم ورسم ولا حبره زاج وعفص فإن كنت لا تشاهد هذا هكذا فما أراك إلا مخنثا بين فحولة التنزيه وأنوثة التشبيه مذبذبا بين هذا وذا لا إلى هؤلاء ولا إلى هؤلاء فكيف نزهت ذاته وصفاته تعالى عن الأجسام وصفاتها ونزهت كلامه عن معانی الحروف والأصوات وأخذت تتوقف فی يده وقلمه ولوحه وخطه فإن كنت قد فهمت من قوله صلی الله عليه وسلم إن الله خلق آدم على صورته الصورة الظاهرة المدركة بالبصر فكن مشبها مطلقا كما يقال كن يهوديا صرفا وإلا فلا تلعب بالتوراة وإن فهمت منه الصورة الباطنة التی تدرك بالبصائر لا بالأبصار فكن منزها صرفا ومقدسا فحلا واطو الطريق فإنك بالواد المقدس طوی واستمع بسر قلبك لما يوحی فلعلك تجد على النار هدی ولعلك من سرادقات العرش تنادی بما نودی به موسى إنی أنا ربك فلما سمع السالك من العلم ذلك استشعر قصور نفسه وأنه مخنث بين التشبيه والتنزيه فاشتعل قلبه نارا من حدة غضبه على نفسه لما رآها بعين النقص ولقد كان زيته الذی فی مشكاة قلبه يكاد يضیء ولو لم تمسه نار فلما نفخ فيه العلم بحدته اشتعل زيته فأصبح نورا على نور فقال له العلم اغتنم الآن هذه الفرصة وافتح بصرك لعلك تجد على النار هدی ففتح بصره فانكشف له القلم الإلهی فإذا هو كما وصفه العلم فی التنزيه ما هو من خشب ولا قصب ولا له رأس ولا ذنب وهو يكتب على الدوام فی قلوب البشر كلهم أصناف العلوم وكأن له فی كل قلب رأسا ولا رأس له فقضى منه العجب وقال نعم الرفيق العلم فجزاه الله تعالى عنی خيرا إذ الآن ظهر لی صدق أنبائه عن أوصاف القلم فإنی أراه قلما لا كالأقلام فعند هذا ودع العلم وشكره وقال قد طال

مقامی عندك و مرادتی لك وأنا عازم علی أن أسافر إلی حضرة القلم وأسأله عن شأنه فسافر إليه وقال له ما بالك أيها القلم تخط علی الدوام فی القلوب من العلوم ما تبعث به الإرادات إلی أشخاص القدر و صرفها إلی المقدورات فقال أو قد نسيت ما رأيت فی عالم الملك والشهادة وسمعت من جواب القلم إذ سألته فأحالك علی اليد قال لم أنس ذلك

قال فجوابی مثله جوابه قال كيف وأنت لا تشبهه قال القلم أما سمعت أن الله تعالی خلق آدم علی صورته قال نعم

قال فسل عن شأنی الملقب بيمين الملك فإنی فی قبضته وهو الذی يرددنی وأنا مقهور مسخر فلا فرق بين القلم الإلهی وقلم الآدمی فی معنی التسخير وإنما الفرق فی ظاهر الصورة

فقال فمن يمين الملك فقال القلم أما سمعت قوله تعالی والسموات مطويات بيمينه قال نعم قال والأقلام أيضا فی قبضة يمينه هو الذی يرددها فسافر السالك من عنده إلی اليمين حتی شاهده ورأی من عجائبه ما يزيد علی عجائب القلم ولا يجوز وصف شیء من ذلك ولا شرحه بل لا تحوی مجلدات كثيرة عشر عشير وصفه والجملة فيه أنه يمين لا كالإيمان ويد لا كالأيدی وإصبع لا كالأصابع فرأی القلم محركا فی قبضته فظهر له عذر القلم فسأل اليمين عن شأنه وتحريكه للقلم فقال جوابی مثل ما سمعته من اليمين التی رأيتها فی عالم الشهادة وهی الحوالة علی القدرة إذ اليد لا حكم لها فی نفسها وإنما محركها القدرة لا محالة فسافر السالك إلی عالم القدرة ورأی فيه من العجائب ما استحقر عندها ما قبله وسألها عن تحريك اليمين فقالت إنما أنا صفة فاسأل القادر إذ العمدة علی الموصوفات لا علی الصفات وعند هذا كاد أن يزيغ ويطلق بالجراءة لسان السؤال فثبت بالقول الثابت ونودی من وراء حجاب سرادقات الحضرة لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون فغشيته هيبة الحضرة فخر صعقا يضطرب فی غشيته فلما أفاق قال سبحانك ما أعظم شأنك تبت إليك وتوكلت عليك وآمنت بأنك الملك الجبار الواحد القهار فلا أخاف غيرك ولا أرجو سواك ولا أعوذ إلا بعفوك من عقابك وبرضاك من سخطك وما لی إلا أن

أسألك وأتضرع إليك وأبتهل بين يديك فأقول اشرح لی صدری لأعرفك واحلل عقدة من لسانی لأثنی عليك فنودی من وراء الحجاب إياك أن تطمع فی الثناء وتزيد علی سيد الأنبياء بل ارجع إليه فما آتاك فخذه وما نهاك عنه فانته عنه وما قاله لك فقله فإنه ما زاد فی هذه الحضرة علی أن قال سبحانك لا أحصی ثناء عليك أنت كما أثنيت علی نفسك فقال إلهی إن لم يكن للسان جراءة علی الثناء عليك فهل للقلب مطمع فی معرفتك فنودی إياك أن تتخطی رقاب الصديقين فارجع إلی الصديق الأكبر فاقتد به فإن أصحاب سيد الأنبياء كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم أما سمعته يقول العجز عن درك الإدراك إدراك فيكفيك نصيبا من حضرتنا أن تعرف أنك محروم عن حضرتنا عاجز عن ملاحظة جمالنا وجلالنا فعند ذلك رجع السالك واعتذر عن أسئلته ومعاتباته وقال لليمين والقلم والعلم والإرادة والقدرة وما بعدها اقبلوا عذری فإنی كنت غريبا حديث العهد بالدخول فی هذه البلاد ولكل داخل دهشة فما كان إنكاری عليكم إلا عن قصور وجهل والآن قد صح عندی عذركم وانكشف لی أن المنفرد بالملك والملكوت والعزة والجبروت هو الواحد القهار فما أنتم إلا مسخرون تحت قهره وقدرته مرددون فی قبضته {وهو الأول والآخر والظاهر والباطن} فلما ذكر ذلك فی عالم الشهادة استبعد منه ذلك وقيل له كيف يكون هو الأول والاخر وهما وصفان متناقضان وكيف يكون هو الظاهر والباطن فالأول ليس بآخر والظاهر ليس بباطن فقال هو الأول بالإضافة إلی الموجودات إذ صدر منه الكل علی ترتيبه واحدا بعد واحد وهو الآخر بالإضافة إلی سير السائرين إليه فإنهم لا يزالون مترقين من منزل إلی منزل إلی أن يقع الانتهاء إلی تلك الحضرة فيكون ذلك آخر السفر فهو آخر فی المشاهدة أول فی الوجود وهو باطن بالإضافة إلی العاكفين فی عالم الشهادة الطالبين لإدراكه بالحواس الخمس ظاهر بالإضافة إلی من يطلبه فی السراج الذی اشتعل فی قلبه بالبصيرة الباطنة النافذة فی عالم الملكوت فهذا كان توحيد السالكين لطريق التوحيد فی الفعل أعنی من انكشف له أن الفاعل واحد[1]

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/249

حکایت نمبر:186

دانق اور 10 ہزار درہم

حضرت سیّدُنا حَمدون قصّار رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے توکل کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: اگر تمہارے پاس دس ہزار درہم ہوں اور تم پر ایک دانق (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) قرض ہو تو بے فکر نہ ہونا کہ موت آجائے گی اور تمہارے ذمہ قرض باقی رہ جائے گا اور اگر تم پر دس ہزار درہم قرضہ ہو اور مرتے وقت ادائیگی کے لئے کچھ نہ چھوڑا ہو تو اللہ پاک سے مایوس نہ ہونا کیونکہ وہ تمہارے قرض کی ادائیگی کا بندوبست فرمادے گا۔

وسئل حمدون القصار عن التوكل فقال إن كان لك عشرة آلاف درهم وعليك دانق دين لم تأمن أن تموت ويبقى دينك في عنقك ولو كان عليك عشرة آلاف درهم دين من غير أن تترك لها وفاء لا تيأس من الله تعالى أن يقضيها عنك وهذا إشارة إلى مجرد الإيمان بسعة القدرة وأن في المقدورات أسبابا خفية سوى هذه الأسباب الظاهرة[1]

حکایت نمبر:187

لوگوں کے ذریعے رزق پہنچانا اللہ پاک کو پسند ہے

مروی ہے کہ ایک زاہد آبادی سے کنارہ کشی کرکے پہاڑ کے دامن میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا: ”جب تک اللہ پاک مجھے میرا رزق نہ دے گا میں کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا۔“ ایک ہفتہ گزر گیا اور رزق نہ آیا، جب مرنے کے قریب ہو گیا تو بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہوا: ”اے میرے رب کریم! تو نے مجھے پیدا کیا ہے لہٰذا میری تقدیر میں لکھا ہوا رزق مجھے عطا کردے ورنہ میری روح قبض کرلے۔“ غیب سے آواز آئی: ”میرے عزت و جلال کی قسم! میں تجھے رزق نہیں دوں گا یہاں تک کہ تو آبادی میں جائے اور لوگوں کے درمیان بیٹھے۔“ زاہد آبادی میں گیا اور بیٹھ گیا، کوئی کھانا لے کر آیا تو کوئی پانی لایا، زاہد نے خوب کھایا اور پیا لیکن دل

1...احیاء علوم الدین، 4/264

میں شک پیدا ہو گیا تو غیب سے آواز آئی: ”کیا تو اپنے دنیاوی زُہد سے میرا طریقہ بدل دینا چاہتا ہے، کیا تو نہیں جانتا کہ اپنے دست قدرت سے لوگوں کو رزق دینے کے بجائے مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ لوگوں کے ہاتھوں سے لوگوں تک رزق پہنچاؤں۔“

رُوِیَ أن زاهدا من الزهاد فارق الأمصار وأقام فی سفح جبل سبعا وقال لا أسأل أحدا شیئا حتی فائتنی ربی برزقی فقعد سبعة فکاد یموت ولم یأته رزق فقال یا رب إن أحییتنی فائتنی برزقی الذی قسمت لی وإلا فاقبضنی إلیك فأوحی الله جل ذکره إلیه وعزتی لا أرزقنك حتی تدخل الأمصار وتقعد بین الناس فدخل المصر وقعد فجاءه هذا بطعام وهذا بشراب فأکل وشرب وأوجس فی نفسه من ذلك فأوحی الله تعالی إلیه أردت أن تذهب حکمتی بزهدك فی الدنیا أما علمت أنی أرزق عبدی بأیدی عبادی أحب إلی من أن أرزقه بید قدرتی[1]

حکایت نمبر:188

20سال تک توکل چھپائے رکھا

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ حضرت سیِّدُنا ابو جعفر حَدّاد رحمۃ اللہ علیہ جو کہ متوکلین میں سے تھے، فرماتے ہیں: ”میں نے بازار میں رہتے ہوئے 20 سال تک توکل چھپائے رکھا، میں ہر روز ایک دینار کماتا لیکن رات تک معمولی رقم بھی باقی نہ رہتی اور اپنے لئے اتنا بھی نہ بچاتا کہ حمّام جاکر غسل کر سکوں بلکہ رات ہونے سے پہلے ہی سب خرچ کر دیتا۔“ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں توکل کے متعلق گفتگو نہ کرتے اور فرماتے: ”ان کی موجودگی میں توکل کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔“

قال أبو جعفر الحداد وهو شیخ الجنید رحمة الله علیهما وکان من المتوکلین أخفیت التوکل عشرین

1 ...احیاء علوم الدین،4/266

سنة وما فارقت السوق كنت أكتسب فى كل يوم دينارا ولا أبيت منه دانقا ولا أستريح منه إلى قيراط أدخل به الحمام بل أخرجه كله قبل الليل وكان الجنيد لا يتكلم فى التوكل بحضرته وكان يقول أستحى أن أتكلم فى مقامه وهو حاضر عندى(1)

حکایت نمبر:189

نفس کے لئے زائد اُجرت نہ لی

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیِّدُنا ابو بکر مَرّوزِی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: "فلاں فقیر کو اُجرت سے زیادہ دینا۔" لیکن فقیر نے زائد رقم واپس کر دی۔ پھر جب وہ چلا گیا تو حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اس کے پیچھے جاؤ اور اسے زائد رقم دے دو، اب وہ قبول کرلے گا۔" چنانچہ حضرت سیِّدُنا ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ اس کے پیچھے گئے اور رقم دی تو اس نے لے لی۔ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: "پہلے اس کا نفس منتظر تھا، لہٰذا زائد رقم اس نے واپس لوٹا دی، جب وہ چلا گیا تو نفس کی امید ختم ہو گئی اور وہ مایوس ہو گیا، لہٰذا اس نے رقم لے لی۔"

كان أحمد بن حنبل قد أمر أبا بكر المروزى أن يعطى بعض الفقراء شيئا فضلا عما كان استأجره عليه فرده فلما ولى قال له أحمد الحقه وأعطه فإنه يقبل فلحقه وأعطاه فأخذه فسأل أحمد عن ذلك فقال كان قد استشرفت نفسه فرد فلما خرج انقطع طمعه وأيس فأخذه(2)

حکایت نمبر:190

سیِّدُنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا کام کاج چھوڑ دینا

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ چَرخہ بنا کر گزر بسر کرتے تھے لیکن پھر یہ کام

(1)...احیاء علوم الدین، 4/268

(2)...احیاء علوم الدین، 4/269

چھوڑ دیا۔ وجہ یہ بنی کہ ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مکتوب لکھا: ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ چرخہ بنا کر اپنا رزق حاصل کرتے ہیں، اگر اللہ پاک سننے اور دیکھنے کی قوّت واپس لے لے تو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اب رزق کون دے گا؟“ یہ بات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں اُتر گئی لہٰذا آپ نے آلات وغیرہ پھینک دیئے اور کام چھوڑ دیا۔ ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جب آپ چرخہ بنانے میں مشہور ہوگئے اور لوگ آپ کے پاس آنے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کام چھوڑ دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیوی بچوں کے فوت ہو جانے پر آپ نے یہ کام چھوڑا تھا جس طرح حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پچاس دینار تھے اور وہ ان سے تجارت کیا کرتے تھے، جب گھر والے فوت ہوگئے تو آپ نے تمام دینار تقسیم کر دیئے۔

وکان بشر یعمل المغازل فترکها وذلك لأن البعادی کاتبه قال بلغنی أنك استعنت علی رزقك بالمغازل أرأیت إن أخذ الله سمعك وبصرك الرزق علی من فوقع ذلك فی قلبه فأخرج آلة المغازل من یده وترکها وقیل ترکها لما نوهت باسمه وقصد لأجلها وقیل فعل ذلك لما مات عیاله کما کان لسفیان خمسون دینارا یتجر فیها فلما مات عیاله فرقها[1]

حکایت نمبر:191

مُتَوَکِّل عابد اور امام مسجد

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی عابد نے مسجد میں اعتکاف کیا لیکن اس کے پاس مال وغیرہ نہ تھا، مسجد کے امام نے اس سے کہا: ”اگر کوئی کام کاج کرتے تو زیادہ اچھا تھا۔“ عابد نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب امام نے چوتھی مرتبہ یہ بات دہرائی تو اس نے کہا: ”مسجد کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا ہے اس نے مجھے روزانہ دو روٹی دینے کا وعدہ کیا ہے۔“ امام نے کہا: ”اگر اس کا وعدہ سچا ہے تو مسجد میں تمہارا ٹھہرنا بہتر ہے۔“ یہ سن کر عابد نے کہا: ”توحید کامل نہ ہونے کے باوجود تم اللہ پاک اور اس کے بندوں کے درمیان کھڑے ہو جاتے ہو،

1 ...احیاء علوم الدین، 4/269

اگر تم امام نہ ہوتے تو یہ زیادہ بہتر تھا کیونکہ تم نے اللہ پاک کے وعدے پر یہودی کے وعدے کو ترجیح دی۔"

اسی طرح ایک امام مسجد نے کسی نمازی سے پوچھا: "تمہارا گزر بسر کہاں سے ہوتا ہے؟" نمازی نے جواب دیا: "ٹھہرو! پہلے وہ نماز دہرالوں جو تمہارے پیچھے پڑھی ہے پھر جواب دیتا ہوں۔"

قد حکی عن عابد أنه عکف فی مسجد ولم یکن له معلوم فقال له الإمام لو اکتسبت لکان أفضل لك فلم یجبه حتی أعاد علیه ثلاثا فقال فی الرابعة یهودی فی جوار المسجد قد ضمن لی کل یوم رغیفین فقال إن کان صادقا فی ضمانه فعکوفك فی المسجد خیر لك فقال یا هذا لو لم تکن إماما تقف بین یدی الله وبین العباد مع هذا النقص فی التوحید کان خیرا لك إذ فضلت وعد یهودی علی ضمان الله تعالی بالرزق وقال إمام المسجد لبعض المصلین من أین تأکل فقال یا شیخ اصبر حتی أعید الصلاة التی صلیتها خلفك ثم أجیبك(1)

حکایت نمبر: 192

نصرانی کا قبولِ اسلام

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے خادم حضرت سیِّدُنا حذیفہ مَرْعَشِی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: "حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی عجیب واقعہ دیکھا ہو تو بیان کیجئے۔" انہوں نے فرمایا: ہم سَفَرِ مکہ میں کئی دن تک بھوکے رہے، جب کوفہ پہنچے تو ایک ویران مسجد میں ٹھہر گئے، آپ نے میری طرف دیکھ کر کہا: اے حُذَیْفَہ! میرا خیال ہے تم بھوکے ہو۔ میں نے عرض کی: آپ کا خیال درست ہے۔ آپ نے کاغذ اور دَوَات منگوائی تو میں نے دونوں چیزیں حاضر کر دیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: اللہ پاک کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا، ہر حالت میں تو ہی مقصود ہے اور ہر حالت میں تو ہی مطلوب ہے، پھر یہ اشعار لکھے:

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/270

اَنَا حَامِدٌ اَنَا شَاكِرٌ اَنَا ذَاكِرٌ　　اَنَا جَائِعٌ اَنَا ضَائِعٌ اَنَا عَارِیْ

هِیَ سِتَّةٌ وَاَنَا الضَّمِیْنُ لِنِصْفِهَا　　فَكُنِ الضَّمِیْنَ لِنِصْفِهَا یَابَارِیْ

مَدْحِیْ لِغَیْرِكَ لَهَبُ نَارٍ خُضْتُهَا　　فَاَجِرْ عُبَیْدَكَ مِنْ دُخُوْلِ النَّارِ

ترجمہ: (۱) میں حمد کرنے والا ہوں، میں شکر کرنے والا ہوں، میں ذکر کرنے والا ہوں، میں بھوکا ہوں، میں پیاسا ہوں، میں برہنہ ہوں۔

(۲) اے اللہ! یہ چھ باتیں ہیں، تین میرے ذِمّہ ہیں اور تین تیرے ذِمّہ کرم پر ہیں۔

(۳) تیرے علاوہ کسی کی تعریف کروں تو جہنم میں داخل ہو جاؤں، تو مجھ حقیر بندے کو جہنم میں داخل ہونے سے بچا۔

پھر مجھے وہ کاغذ دیتے ہوئے فرمایا: باہر جاؤ اور تمہارے دل میں اللہ پاک کے سوا کسی کا خیال نہ آئے اور جو شخص سب سے پہلے ملے اسے یہ کاغذ دے دینا۔ میں باہر نکلا تو ایک خَچَّر سوار ملا، میں نے وہ کاغذ اسے پکڑا دیا، اس نے پکڑا اور اسے پڑھا تو رونے لگا اور پوچھنے لگا: یہ کاغذ لکھنے والے کہاں ہیں؟ میں نے کہا: وہ فلاں مسجد میں ہیں۔ اس خچر سوار نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں 600 دینار تھے۔ میں نے ایک دوسرے آدمی سے اس خچر سوار کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: وہ نصرانی ہے۔ میں حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لوٹ آیا اور پورا قصہ سنایا تو آپ نے فرمایا: دیناروں کو مت چُھونا وہ کچھ دیر میں آئے گا۔ کچھ دیر گزری تو وہ نصرانی آیا اور جھک کر حضرت کے سر کو بوسہ دیا اور اسلام لے آیا۔

كما روى عن حذيفة المرعشى وقد كان خدم إبراهيم بن أدهم فقيل له ما أعجب ما رأيت منه فقال بقينا فى طريق مكة أياما لم نجد طعاما ثم دخلنا الكوفة فأوينا إلى مسجد خراب فنظر إلى إبراهيم وقال يا حذيفة أرى بك الجوع فقلت هو ما رأى الشيخ فقال على بدواة وقرطاس فجئت به إليه فكتب بسم الله الرحمن الرحيم أنت المقصود إليه بكل حال والمشار إليه بكل معنى وكتب شعرا

أنا حامد أنا شاكر أنا ذاكر... أنا جائع أنا ضائع أنا عاري

هي ستة وأنا الضمين لنصفها ... فكن الضمين لنصفها يا باري

مدحي لغيرك لهب نار خضتها ... فأجر عبيدك من دخول النار

ثم دفع إلى الرقعة فقال اخرج ولا تعلق قلبك بغير الله تعالى وادفع الرقعة إلى أول من يلقاك فخرجت فأول من لقيني كان رجلا على بغلة فناولته الرقعة فأخذها فلما وقف عليها بكى وقال ما فعل صاحب هذه الرقعة فقلت هو في المسجد الفلاني فدفع إلى صرة فيها ستمائة دينار ثم لقيت رجلا آخر فسألته عن راكب البغلة فقال هذا نصراني فجئت إلى إبراهيم وأخبرته بالقصة فقال لا تمسها فإنه يجيء الساعة فلما كان بعد ساعة دخل النصراني وأكب على رأس إبراهيم يقبله وأسلم [1]

حکایت نمبر:193

وادی میں نکلنے پر ندامت

حضرت سیِّدُنا ابویعقوب بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مسجدِ حرام میں دس دن تک بھوکا رہا، کچھ کمزوری محسوس ہوئی تو میرے نفس نے باہر نکلنے کا مشورہ دیا لہٰذا میں ایک وادی کی طرف گیا کہ شاید وہاں کچھ مل جائے اور کمزوری دور ہو جائے۔ وہاں ایک شلجم پڑا ہوا تھا جسے اٹھایا تو دل نے کھانا گوارا نہ کیا گویا دل نے یوں کہا: ”تو 10 دن سے بھوکا تھا پھر بھی تیرے حصہ میں خراب شلجم آیا۔“ میں نے اسے پھینک دیا اور مسجد میں آکر بیٹھ گیا۔ یکایک ایک اجنبی شخص آیا اور میرے سامنے ایک تھیلا رکھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: ”یہ تھیلا آپ کے لئے ہے۔“ میں نے کہا: ”تم نے تھیلا مجھے ہی کیوں دیا؟“ اس نے کہا: ”ہم دس دن سے سمندر میں پھنسے ہوئے تھے جب جہاز ڈوبنے کے قریب ہوا تو میں نے منّت مانی کہ اگر اللہ پاک نے مجھے بچایا تو سب سے پہلے جو (حرم شریف) کا مُجاوِر ملے گا اُس پر یہ تھیلا صدقہ کروں گا، سب سے پہلے ملنے والے آپ ہیں۔“ میں نے اس سے

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/270

کہا: ''اسے کھولو۔'' اس نے کھولا تو اس میں مِصرِی حلوہ، چھلے ہوئے بادام اور بَرفی تھی۔ میں نے ہر ایک میں سے تھوڑا تھوڑا لیا اور کہا: ''میں لے چکا ہوں، باقی میری طرف سے تحفہ سمجھ کر اپنے دوستوں میں تقسیم کر دینا۔'' پھر میں نے اپنے نفس سے کہا: ''تیرا رزق دس دن سے تیری طرف آرہا تھا اور تو اسے وادی میں ڈھونڈ رہا تھا۔''

وقال أبو يعقوب الأقطع البصري جعت مرة بالحرم عشرة أيام فوجدت ضعفا فحدثتني نفسي بالخروج فخرجت إلى الوادي لعلي أجد شيئا يسكن ضعفي فرأيت سلجمة مطروحة فأخذتها فوجدت في قلبي منها وحشة وكأن قائلا يقول لي جعت عشرة أيام وآخره يكون حظك سلجمة متغيرة فرميت بها ودخلت المسجد وقعدت فإذا أنا برجل أعجمي قد أقبل حتى جلس بين يدي ووضع قمطرة وقال هذه لك فقلت كيف خصصتني بها قال اعلم أنا كنا في البحر منذ عشرة أيام وأشرفت السفينة على الغرق فنذرت إن خلصني الله تعالى أن أتصدق بهذه على أول من يقع عليه بصري من المجاورين وأنت أول من لقيته فقلت: افتحها، ففتحها فإذا فيها سميد مصري ولوز مقشور وسكر كعاب فقبضت قبضة من ذا وقبضة من ذا وقلت رد الباقي إلى أصحابك هدية مني إليكم وقد قبلتها ثم قلت في نفسي رزقك يسير إليك من عشرة أيام وأنت تطلبه من الوادي[1]

حکایت نمبر:194

تیرا کام لینا ہے دینا نہیں

حضرت سیِّدُنا ممشاد دَینوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر کچھ قرض تھا جس کی وجہ سے میرا دل پریشان ہو گیا۔ میں نے خواب دیکھا کوئی کہہ رہا تھا: ''اے بخیل! تو نے ہمارے لئے تھوڑا سا قرضہ لیا ہے اور لے! تیرا کام لینا ہے دینا ہمارا کام ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کبھی کسی سبزی فروش اور قصاب وغیرہ سے پوچھ گچھ نہ کی۔

قال ممشاد الدينوري كان علي دين فاشتغل قلبي بسببه فرأيت في النوم كأن قائلا يقول يا بخيل أخذت علينا هذا المقدار من الدين خذ عليك الأخذ وعلينا العطاء فما حاسبت بعد ذلك بقالا ولا قصابا ولا غيرهما[2]

1 ...احیاء علوم الدین، 4/271

2 ...احیاء علوم الدین، 4/271

حکایت نمبر:195

مکہ مُکَرَّمَہ کا سَفَر

حضرت سیِّدُنا بنان حَمّال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مصر سے مَکَّۃُ الْمُکَرَّمَہ کی جانب آرہا تھا اور زادِ راہ میرے پاس تھا کہ ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی: ''اے بنان! واقعی تم حَمّال (یعنی بوجھ اٹھانے والے) ہو کہ تم نے اپنی کمر پر اپنا زادِ راہ اٹھایا ہوا ہے، کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ پاک تمہیں رزق نہ دے گا؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے زادِ راہ پھینک دیا۔ تین دن گزر گئے کچھ نہ کھا سکا پھر مجھے راستے میں ایک پازیب ملا تو اپنے دل میں کہا: ''میں اسے اٹھالیتا ہوں، جب اس کا مالک آئے گا تو اسے واپس کر دوں گا شاید وہ مجھے کچھ چیز دے دے۔'' یکایک وہی عورت آئی اور کہنے لگی: ''تم تو تاجر ہو کہ پازیب کا مالک آئے گا تو کچھ نہ کچھ لے لو گے۔'' پھر اس عورت نے میری طرف چند درہم پھینکے اور کہا: ''انہیں خرچ کرو۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مَکَّۃُ الْمُکَرَّمَہ کے قریب پہنچنے تک میرا ان پر گزر بسر ہوتا رہا۔''[1]

وحکی عن بنان الحمال قال کنت فی طریق مکۃ أجیء من مصر ومعی زاد فجاءتنی امرأۃ وقالت لی یابنان! أنت حمال تحمل علی ظهرك الزاد وتتوهم أنه لایرزقك قال فرمیت بزادی ثم أتی علی ثلاث لم آکل فوجدت خلخالا فی الطریق فقلت فی نفسی أحمله حتی یجیء صاحبه فربما یعطینی شیئا فأرده علیه فإذا أنا بتلك المرأۃ فقالت لی أنت تاجر تقول عسی یجیئ صاحبه فآخذ منه شیئا ثم رمت لی شیئا من الدراهم وقالت أنفقها فاکتفیت بها إلی قریب مکۃ[2]

حکایت نمبر:196

سیِّدُنا بنان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تحفہ

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا بنان حَمّال رحمۃ اللہ علیہ کو خدمت گار کنیز کی ضرورت پڑی تو آپ نے

1 ...احیاء علوم الدین، 4/271

2 ...احیاء علوم الدین، 4/271

بِلا تکلف دوستوں سے ذکر کیا۔ انہوں نے رقم جمع کی اور کہا: ”ایک قافلہ آرہا ہے ہم اس میں سے کسی مُناسِب کنیز کو خرید لیں گے۔“ جب قافلہ آیا تو دوستوں نے ایک کنیز متّفقہ طور پر پسند کی اور کہا: ”یہ حضرت بنان کے لئے مناسب ہے۔“ پھر کنیز کے مالک سے پوچھا: ”اس کنیز کی قیمت کتنی ہے؟“ مالک نے کہا: ”یہ بیچنے کے لئے نہیں ہے۔“ انہوں نے بیچنے پر اصرار کیا تو مالک کہنے لگا: ”یہ حضرت بنان حمال کی کنیز ہے جسے ایک عورت نے سمرقند سے تحفہ بھیجا ہے، لہٰذا اس کنیز کو حضرت بنان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا دیا گیا اور واقعہ عرض کر دیا گیا۔

وحکی أن بنانا احتاج إلی جاریۃ تخدمہ فانبسط إلی إخوانہ فجمعوا لہ ثمنہا وقالوا ھو ذا یجیئ النفیر فنشتری ما یوافق فلما ورد النفیر اجتمع رأیھم علی واحدۃ وقالوا إنہا تصلح لہ فقالوا لصاحبہا بکم ھذہ فقال إنہا لیست للبیع فألحوا علیہ فقال إنہا لبنان الحمال أھدتہا إلیہ امرأۃ من سمرقند فحملت إلی بنان وذکرت لہ القصۃ[1]

حکایت نمبر:197

لوگوں پر بھروسانہ کیا

حضرت سیِّدُنا ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک جنگل میں پہنچا تو زادِ راہ کچھ نہ تھا، مجھے شدید بھوک کا احساس ہوا، دور ایک بستی نظر آئی تو میں خوش ہو گیا لیکن پھر اپنے اوپر یوں غور کیا کہ میں نے دوسرے پر بھروسا کیا ہے اور دوسرے سے سکون حاصل کرنا چاہا ہے، لہٰذا میں نے قسم کھائی کہ بستی میں تب تک داخل نہ ہوں گا جب تک اٹھا کر نہ لے جایا جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے گڑھا کھودا اور اس کی ریت میں جسم سینہ تک چھپا لیا۔ آدھی رات کو ایک بلند آواز سنی: اے بستی والو! اللہ پاک کے ایک ولی نے اپنے آپ کو ریت میں چھپا لیا ہے تم ان کے پاس جاؤ۔ لوگ آئے اور آپ کو ریت سے نکالا

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/271

پھر اٹھا کر بستی میں لے گئے۔

وقال أبو سعيد الخراز دخلت البادية بغير زاد فأصابتني فاقة فرأيت المرحلة من بعيد فسررت بأن وصلت ثم فكرت في نفسي أني سكنت واتكلت على غيره وآليت أن لا أدخل المرحلة إلا أن أحمل إليها فحفرت لنفسي في الرمل حفرة وواريت جسدي فيها إلى صدري فسمعت صوتا في نصف الليل عاليا يا أهل المرحلة إن لله تعالى وليا حبس نفسه في هذا الرمل فالحقوه فجاء جماعة فأخرجوني وحملوني إلى القرية[1]

حکایت نمبر:198

دروازے پر بیٹھنے والا گوشہ نشین

روایت میں ہے کہ ایک شخص امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آکر بیٹھا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی سے سنا: ”اے شخص! تم نے ہجرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے کی ہے یا اللہ پاک کے لئے؟ تم جاؤ اور قرآن سیکھو کہ تمہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے کی حاجت نہ رہے گی۔“ وہ شخص چلا گیا پھر نظر نہ آیا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اسے تلاش کروایا تو معلوم ہوا کہ وہ گوشہ نشین ہو چکا ہے اور عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”میں تمہارا اِشتیاق رکھتا تھا پھر تم مجھ سے دور کیوں ہوئے؟“ اس نے کہا: ”میں نے قرآن پڑھا تو مجھے آپ اور آپ کی اولاد کی حاجت نہ رہی۔“ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اللہ پاک تم پر رحم کرے، تم نے قرآن میں کیا پایا؟“ اس نے یہ آیت مبارکہ پڑھی:

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾[2]

ترجمۂ کنز الایمان: اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔

1 ...احیاء علوم الدین، 4/271

2 ...پ26، الذّٰریٰت:22

پھر کہنے لگا: ”میرا رزق آسمانوں میں ہے اور میں اسے زمین پر ڈھونڈتا رہا۔“ حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) رونے لگے پھر فرمایا: ”تم نے سچ کہا۔“ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اس کے پاس تشریف لاتے اور بیٹھا کرتے۔

وروی أن رجلا لازم باب عمر رضی اللہ عنہ فإذا هو بقائل يقول يا هذا هاجرت إلى عمر أو إلى الله تعالى اذهب فتعلم القرآن فإنه سيغنيك عن باب عمر فذهب الرجل وغاب حتى افتقده عمر فإذا هو قد اعتزل واشتغل بالعبادة فجاءه عمر فقال له إني قد اشتقت إليك فما الذي شغلك عني فقال إني قرأت القرآن فأغناني عن عمر وآل عمر فقال عمر رحمك الله فما الذي وجدت فيه فقال وجدت فيه {وفي السماء رزقكم وما توعدون} فقلت رزقي في السماء وأنا أطلبه في الأرض فبكى عمر وقال صدقت فكان عمر بعد ذلك يأتيه ويجلس إليه[1]

حکایت نمبر: 199

درندے کے ذریعے مدد

حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ خُراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کئی حج کیے، ایک مرتبہ یوں ہوا کہ میں دورانِ سفر کسی کنویں میں جا گرا اور پھر میرے نفس نے مجھے مدد طلب کرنے پر ابھارا۔ میں نے کہا: اللہ پاک کی قسم! میں کسی سے مدد نہیں مانگوں گا۔ یہی خیال جمائے ہوئے تھا کہ دو آدمی کنویں کے قریب آئے اور ایک نے دوسرے سے کہا: آؤ! کنویں کو بند کر دیں تاکہ کوئی کنویں میں گر نہ جائے۔ وہ دونوں بانس اور چٹائی لے آئے اور کنویں کا منہ ڈھانپ دیا۔ میں نے پکارنا چاہا لیکن اپنے دل میں کہا: کسے پکاروں؟ (جسے پکارنا ہے) وہ ان دونوں سے زیادہ قریب ہے۔ میں پرسکون ہو گیا۔ کچھ دیر گزری تھی کہ اچانک کوئی جانور آیا اور کنویں کا منہ کھولا پھر اپنے پاؤں لٹکائے اور یوں بڑبڑاتے ہوئے کہا: لٹک جاؤ، جیسے کہ میں اس کی بات سمجھ رہا ہوں۔ جب میں پاؤں پکڑ کر لٹک گیا تو اس نے مجھے کنویں سے نکالا اور چلا گیا۔ وہ ایک درندہ تھا۔ ایک آواز

1 ...احیاء علوم الدین، 4/271

آئی: اے ابو حمزہ! کیا یہ زیادہ بہتر نہیں ہے کہ ہم نے تمہیں ہلاکت کے ذریعے ہلاکت سے بچایا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں یہ کہتا ہوا اچھل پڑا:

نَهَانِیْ حَیَائِیْ مِنْكَ اَنْ اَكْشِفَ الْهَوٰی وَ اَغْنَیْتَنِیْ بِالْفَهْمِ مِنْكَ عَنِ الْكَشْفِ

تَلَطَّفْتَ فِیْ اَمْرِیْ فَاَبْدَیْتَ شَاهِدِیْ اِلٰی غَائِبِیْ وَاللُّطْفُ یُدْرَكُ بِاللُّطْفِ

تَرَاءَیْتَ لِیْ بِالْغَیْبِ حَتّٰی كَاَنَّمَا تُبَشِّرُنِیْ بِالْغَیْبِ اِنَّكَ فِی الْكَفِّ

اَرَاكَ وَ بِیْ مِنْ هَیْبَتِیْ لَكَ وَحْشَةً فَتُؤْنِسُنِیْ بِاللُّطْفِ مِنْكَ وَ بِالْعَطْفِ

وَ تُحْیِیْ مُحِبًّا اَنْتَ فِی الْحُبِّ حَتْفُه وَ ذَا عَجَبٍ كَوْنُ الْحَیَاةِ مَعَ الْحَتْفِ

ترجمہ: ❶... شرم وحیانے مجھے اس بات سے روک دیا کہ تجھ پر عشق کا اظہار کروں لیکن تو نے خود ہی عشق کو جاننے کے سبب مجھے اظہارِ عشق کی فکروں سے بے نیاز کر دیا۔

❷... مہربانی مہربان کی جانب سے ہی ہوتی ہے اور تیری مہربانی مجھ پر یوں ہوتی ہے کہ تو خود میری پوشیدہ تمناؤں کو ظاہر کر دیتا ہے۔

❸... پھر تو نے اپنا غائبانہ دیدار کروا کر مجھے اس طرح خوش کر دیا گویا تو بالکل سامنے ہے۔

❹... مگر جب تیری جانب توجّہ کی تو گھبراہٹ ہونے لگی لیکن تو نے اپنے فضل وکرم سے مجھے اُنسیت عطا فرمائی۔

❺... اور جو تیری محبت میں قتل ہو تو اسے زندہ رکھتا ہے اور یہ بڑی عجیب بات ہے کہ موت کے ساتھ ساتھ زندگی بھی پائی جائے۔

وقال أبو حمزة الخراسانی حججت سنة من السنين فبينا أنا أمشی فی الطريق إذ وقعت فی بئر فنازعتنی نفسی أن أستغيث فقلت لا والله لا أستغيث فما استتممت هذا الخاطر حتی مر برأس البئر رجلان فقال أحدهما للآخر تعال! حتی نسد رأس هذا البئر لئلا يقع فيه أحد فأتوا بقصب وبارية وطموا رأس البئر فهممت أن أصيح فقلت فی نفسی إلی من أصيح هو أقرب منهما وسكنت فبينا أنا بعد

ساعة إذ أنا بشيء جاء وكشف عن رأس البئر وأدلى رجله وكأنه يقول تعلق بي في همهمة له كنت أعرف ذلك فتعلقت به فأخرجني فإذا هو سبع فمر وهتف بي هاتف يا أبا حمزة أليس هذا أحسن نجيناك من التلف بالتلف فمشيت وأنا أقول

نهاني حيائي منك أن أكشف الهوى ... وأغنيتني بالفهم منك عن الكشف

تلطفت في أمري فأبديت شاهدي ... إلى غائبي واللطف يدرك باللطف

تراءيت لي بالغيب حتى كأنما ... تبشرني بالغيب أنك في الكف

أراك وبي من هيبتي لك وحشة ... فتؤنسني باللطف منك وبالعطف

وتحيي محبا أنت في الحب حتفه ... وذا عجب كون الحياة مع الحتف (1)

حکایت نمبر:200

توکل کے بغیر تصوّف ممکن نہیں

منقول ہے کہ ایک صوفی نے تین دن بھوکا رہنے کے بعد تربوز کے چھلکے کی جانب ہاتھ بڑھایا تاکہ اسے کھا سکے، حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیکھ کر فرمایا: ”تمہارا تصوف درست نہیں، بازار جایا کرو۔“ مطلب یہ کہ تصوف توکل کے بغیر نہیں پایا جاتا اور توکل وہی کر سکتا ہے جو تین دن سے زیادہ بھوکا رہ سکے۔

حضرت ابو علی روزباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فقیر جب پانچ دن بعد یہ کہے کہ میں بھوکا ہوں تو تم لوگ اسے بازار بھیج دو اور کام کاج کرنے کا کہو۔

روی أن أبا تراب النخشبي نظر إلى صوفي مد يده إلى قشر بطيخ ليأكله بعد ثلاثة أيام فقال له لا يصلح لك التصوف الزم السوق أي لا تصوف إلا مع التوكل ولا يصح التوكل إلا لمن يصبر عن الطعام أكثر

(1)...احیاء علوم الدین، 4/272

من ثلاثة أيام وقال أبوعلى الروذبارى إذا قال الفقير بعد خمسة أيام أنا جائع فألزموه السوق ومروه بالعمل والكسب[1]

حکایت نمبر:201

مجبور ہو کر توکل کرنا درست نہیں

منقول ہے کہ کچھ لوگ حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: "اپنی حاجت بتاؤ؟" انہوں نے کہا: "رزق چاہئے۔" فرمایا: "اگر اس کی جگہ معلوم ہے تو وہاں سے لے لو۔" انہوں نے کہا: "ہم اللہ پاک سے مانگتے ہیں۔" فرمایا: "اگر تمہارا خیال یہ ہے کہ وہ تمہیں رزق دینا بھول گیا ہے تو اسے یاد دلادو۔" انہوں عرض کی: "پھر تو ہمیں گھر بیٹھ کر توکل کرنا چاہئے جو ہوگا دیکھ لیں گے۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "تجربہ کے لئے توکل کرنا درست نہیں۔" عرض کی: "کیا رزق ملنے کا کوئی ذریعہ ہے؟" فرمایا: "ذریعہ ڈھونڈنا چھوڑ دو۔"

دخل جماعة على الجنيد فقال ماذا تطلبون قالوا نطلب الرزق فقال إن علمتم فى أى موضع هو فاطلبوه

قالوا نسأل الله قال إن علمتم أنه ينساكم فذكروه فقالوا ندخل البيت ونتوكل وننظر ما يكون فقال التوكل على التجربة شك قالوا فما الحيلة قال ترك الحيلة[2]

حکایت نمبر:202

یہ توکل والوں کا کام نہیں

حضرت سیِّدُنا احمد بن عیسٰی خراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک جنگل میں تھا کہ مجھے سخت بھوک لگی،

1 ...احیاء علوم الدین، 4/272

2 ...احیاء علوم الدین، 4/274

میرے نفس نے مجھ سے کہا: اللہ پاک سے کھانا طلب کر۔ میں نے کہا: یہ توکل والوں کا کام نہیں۔ اس نے کہا: اللہ پاک سے صبر ہی طلب کرلے۔ میں نے ابھی ارادہ کیا ہی تھا کہ ایک آواز آئی:

وَيَزْعَمُ اَنَّهٗ مِنَّا قَرِيْبٌ وَاِنَّا لَانُضِيْعُ مَنْ اَتَانَا

وَيَسْاَلُنَا عَلَى الْاِقْتَارِ جُهْدًا كَاَنَّا لَانَرَاهُ وَلَا يَرَانَا

ترجمہ: ❶...وہ گمان کرتا ہے کہ وہ ہم سے قریب ہے حالانکہ ہم اپنے پاس آنے والے کو محروم نہیں کرتے۔

❷...اور وہ تنگدستی میں ہم سے یوں صبر مانگتا ہے گویا ہم اسے نہیں دیکھتے اور وہ ہمیں نہیں دیکھتا۔

وقال أحمد بن عيسى الخراز كنت في البادية فنالني جوع شديد فغلبتني نفسي أن أسأل الله تعالى طعاما فقلت ليس هذا من أفعال المتوكلين فطالبتني أن أسأل الله صبرا فلما هممت بذلك سمعت هاتفا يهتف بي ويقول

ويزعم أنه منا قريب ... وأنا لا نضيع من أتانا ويسألنا على الإقتار جهدا ... كأنا لا نراه ولا يرانا[1]

حکایت نمبر:203

تربیت کا انوکھا انداز

بندے کے دل میں مال کی محبت نہ ہو اور پھر مال جمع کرے تو یہ توکل کے خلاف نہیں۔ اس کی دلیل یہ واقعہ ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا حسین مَغازِلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں دن چڑھے حضرت سیِّدُنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھا کہ ایک عمر رَسیدہ شخص آیا جس کی رنگت گندمی اور داڑھی ہلکی ہلکی تھی۔ حضرت سیِّدُنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ اسے دیکھ کر کھڑے ہوئے حالانکہ یہ آپ کی عادت میں شامل نہ تھا۔ پھر مجھے چند درہم دیتے ہوئے فرمایا: ”بہترین قسم کا کھانا خرید لاؤ۔“ حالانکہ اس سے پہلے کبھی یہ جملہ نہ کہا۔ چنانچہ میں کھانا لے آیا اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ پھر آپ نے اس شخص کے ساتھ کھانا تناول فرمایا حالانکہ

❶...احیاء علوم الدین، 4/274

ایسا کرنا بھی آپ کی عادت میں شامل نہ تھا۔ ہم نے بقدرِ ضرورت کھانا کھایا لیکن پھر بھی کافی بچ گیا۔ اس شخص نے کھانا جمع کیا، کپڑے میں لپیٹا اور اُٹھا کر چلا گیا۔ میں کافی حیران ہوا کہ کھانا بغیر اجازت کیوں لے گیا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''شاید تمہیں یہ انداز پسند نہیں آیا؟'' میں نے کہا: جی ہاں! وہ بقیہ کھانا بغیر اجازت لے گیا؟ آپ نے فرمایا: ''یہ ہمارے بھائی حضرت فتح مَوْصِلی تھے جو ہماری ملاقات کے لئے مَوْصِل سے تشریف لائے تھے اور ہمیں یہ بات سکھانا چاہتے تھے کہ جب توکل شرائط کے مطابق ہو تو مال جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

ما روی عن بشر قال الحسین المغازلی من أصحابه کنت عندہ ضحوۃ من النہار فدخل علیه رجل کهل أسمر خفیف العارضین فقام إلیه بشر قال وما رأیته قام لأحد غیرہ قال ودفع إلی کفا من دراهم وقال اشترلنا من أطیب ما تقدر علیه من الطعام الطیب وما قال لی قط مثل ذلك قال فجئت بالطعام فوضعته فأکل معه وما رأیته أکل مع غیرہ قال فأکلنا حاجتنا وبقی من الطعام شیء کثیر فأخذہ الرجل وجمعه فی ثوبه وحمله معه وانصرف فعجبت من ذلك وکرهته له فقال لی بشر لعلك أنکرت فعله قلت نعم أخذ بقیة الطعام من غیر إذن فقال ذاك أخونا فتح الموصلی زارنا الیوم من الموصل فإنما أراد أن یعلمنا أن التوکل إذا صح لم یضر معه الادخار (1)

حکایت نمبر:204

راہِ خدا میں وقف چیز واپس نہ لی

منقول ہے کہ حضرت سیِّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اونٹنی چوری ہو گئی اور کافی تلاش کے باوجود جب نہ ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وہ راہِ خدا میں وقف ہے۔'' پھر آپ مسجد میں آئے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ''اے ابو عبد الرحمٰن! آپ کی اونٹنی فلاں جگہ ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نعلین پہن کر کھڑے ہوئے اور پھر اِستغفار کرتے ہوئے بیٹھ گئے۔ عرض کی گئی: ''کیا آپ اپنی اونٹنی

(1)...احیاء علوم الدین، 4/278

لینے نہیں جائیں گے ؟" فرمایا: "میں کہہ چکا ہوں کہ وہ راہِ خدا میں وقف ہے۔

وقد روی أن ابن عمر سرقت ناقته فطلبها حتی أعیا ثم قال فی سبیل الله تعالی فدخل المسجد فصلی فیه رکعتین فجاءه رجل فقال یا أبا عبد الرحمن إن ناقتك فی مکان کذا فلبس نعله وقام ثم قال أستغفر الله وجلس فقیل له ألا تذهب فتأخذها فقال إنی کنت قلت فی سبیل الله[1]

حکایت نمبر:205

مال راہِ خدا میں دے کر واپس لینے کا نقصان

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دوست کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا: "اللہ پاک نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟" اس نے کہا: "اللہ پاک نے میری بخشش فرما کر مجھے جنّت میں داخل کیا اور مجھے میرے جنتی محلاّت دکھائے۔" بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ مجھے حسرت زدہ نظر آیا لہٰذا میں نے اس سے کہا: "اللہ پاک نے تمہاری بخشش فرمادی، تمہیں جنّت میں داخل کیا اور تم حسرت زدہ نظر آتے ہو؟" اس نے ایک سَرْد آہ کھینچی اور کہا: "ہاں! میں قیامت تک حسرت زدہ رہوں گا۔" وجہ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میرے جنتی محلاّت مقامِ عِلِّیِّیْن میں اتنے بلند تھے کہ ان سے زیادہ بلند کوئی اور نظر نہیں آیا۔ یہ دیکھ کر میں بہت خوش ہوا لیکن جب ان میں داخل ہونا چاہا تو کسی نے پکارا: "اِسے ان محلاّت سے دور کر دو، یہ اِس کے لئے نہیں ہیں، یہ اُس شخص کے لئے ہیں جو راستہ عبور کر لے۔" میں نے پوچھا: "راستہ عبور کرنے سے کیا مراد ہے؟" آواز آئی: "تم دنیا میں کہتے تھے کہ فلاں چیز راہِ خدا میں ہے پھر واپس لے لیتے تھے، اگر تم اس راہ کو عبور کر لیتے تو ہم تمہیں یہ راہ عبور کروا دیتے۔"

وقال بعض الشیوخ رأیت بعض إخوانی فی النوم بعد موته فقلت ما فعل الله بك قال غفر لی وأدخلنی الجنة وعرض علی منازلی فیها فرأیتها قال وهو مع ذلك كئیب حزین فقلت قد غفر لك ودخلت الجنة وأنت حزین فتنفس الصعداء ثم قال نعم إنی لا أزال حزینا إلی یوم القیامة قلت ولم قال إنی

[1]...احیاء علوم الدین، 4/282

لما رأيت منازلي في الجنة رفعت لي مقامات في عليين ما رأيت مثلها فيما رأيت ففرحت بها فلما هممت بدخولها نادى منادي من فوقها اصرفوه عنها فليست هذه له إنما هي لمن أمضى السبيل فقلت وما إمضاء السبيل فقيل لي كنت تقول للشيء إنه في سبيل الله ثم ترجع فيه فلو كنت أمضيت السبيل لأمضينا لك(1)

حکایت نمبر:206

چور پر گھوڑا صدقہ کر دیا

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا رَبیع بن خُثَیْم رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے کہ کسی نے ان کا گھوڑا چوری کر لیا، جس کی مالیت بیس ہزار درہم تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے پکڑنے کے لئے نہ تو نماز توڑی نہ ہی پریشان ہوئے۔ کچھ لوگ تسلّی دینے آئے تو فرمایا: ”میں نے اسے رسی کھولتے دیکھ لیا تھا۔“ عرض کی گئی: ”آپ نے اسے بھگایا کیوں نہیں؟“ فرمایا: ”میں گھوڑے سے زیادہ پسندیدہ کام یعنی نماز میں مصروف تھا۔“ لوگ چور کے لئے بددعا کرنے لگے تو فرمایا: ”اسے بددعا کے بجائے دعا دو کہ میں اپنا گھوڑا اس پر صدقہ کر چکا ہوں۔“

حکی أن الربیع بن خثیم سرق فرس له وکان قیمته عشرین ألفا وکان قائما یصلی فلم یقطع صلاته ولم ینزعج لطلبه فجاءه قوم یعزونه فقال أما إنی قد کنت رأیته وهو یحله قیل وما منعك أن تزجره قال کنت فیما هو أحب إلی من ذلك یعنی الصلاة فجعلوا یدعون علیه فقال لا تفعلوا وقولوا خیرا فإنی قد جعلتها صدقة علیه(2)

حکایت نمبر:207

چور سے خیر خواہی

حضرت سیِّدُنا علی بن فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ طوافِ کعبہ میں مشغول تھے کہ آپ کے دینار چوری ہو گئے۔ ان کے والد نے انہیں غمگین اور روتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: ”کیا دیناروں پر روتے ہو؟“

1 ...احیاء علوم الدین، 4/282

2 ...احیاء علوم الدین، 4/283

جواب دیا: ”اللہ پاک کی قسم! ایسا نہیں ہے، مجھے اس بے چارے پر رونا آرہا ہے کہ قیامت کے دن اس سے پوچھا جائے گا تو اس کے پاس کوئی عذر نہ ہو گا۔“

سرق من علی بن الفضیل دنانیر وھو یطوف بالبیت فرآہ أبوہ وھو یبکی ویحزن فقال أعلی الدنانیر تبکی فقال لا واللہ ولکن علی المسکین أن یسئل یوم القیامة ولا تکون لہ حجة[1]

حکایت نمبر:208

جسم داغنے کا نقصان

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے، لوگوں نے آپ کو جسم پر داغ لگوانے کا مشورہ دیا تو آپ نے منع کر دیا۔ لوگوں کے اصرار اور حاکمِ وقت کے مجبور کرنے پر آپ نے اپنے جسم پر داغ لگوالیا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: ”پہلے میں نور دیکھا کرتا تھا، آوازیں سنا کرتا تھا، فرشتے مجھے سلام کیا کرتے تھے اور جب سے داغ لگوایا ہے یہ سب چیزیں مجھ سے جدا ہو گئیں۔“ اور یہ بھی فرمایا کرتے: ”میں نے کئی مرتبہ جسم پر داغ لگوائے مگر اللہ پاک کی قسم! کچھ فائدہ ہوا نہ اس مرض سے چھٹکارا ملا پھر میں نے اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ کی تو اللہ پاک نے فرشتوں کے ساتھ پہلے والے معاملات مجھ پر ظاہر فرما دیئے۔“

روی أن عمران بن الحصین اعتل فأشاروا علیہ بالکی فامتنع فلم یزالوا بہ وعزم علیہ الأمر حتی اکتوی فکان یقول کنت أری نورا وأسمع صوتا وتسلم علی الملائکة فلما اکتویت انقطع ذلك عنی وکان یقول اکتوینا کیات فواللہ ما أفلحت ولا أنجحت ثم تاب من ذلك وأناب إلی اللہ تعالی فرد اللہ تعالی علیہ ما کان یجد من أمر الملائکة[2]

حکایت نمبر:209

ایک مرید اور شیخ

کسی مرید نے اپنے شیخ سے کہا: میں کچھ محبت محسوس کرتا ہوں۔ شیخ نے فرمایا: بیٹا! کیا اللہ پاک نے تمہیں اپنے

❶...احیاء علوم الدین، 4/283

❷...احیاء علوم الدین، 4/286

علاوہ کسی اور کی محبت میں مبتلا کیا اور تم نے اللہ پاک کو اس پر فوقیت دی؟ مرید نے جواب دیا: نہیں۔ شیخ نے فرمایا: تب تم محبت کی طمع نہ کرو کیونکہ اللہ پاک آزمائش میں ڈالے بغیر کسی بندے کو محبت عطا نہیں فرماتا۔

قال بعض المریدین لأستاذہ قد طولعت بشیء من المحبة فقال یا بنی هل ابتلاك بمحبوب سواء فآثرت علیه إیاہ قال لا قال فلا تطمع فی المحبة فإنه لا یعطیها عبدا حتی یبلوہ[1]

حکایت نمبر:210

میں اس محبت کا بدل نہیں چاہتی

زلیخا جب ایمان لے آئیں اور حضرت سیّدُنا یوسُف علیه السلام کی زَوجیت میں داخل ہو گئیں تو وہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام سے الگ ہو کر اللہ پاک کی عبادت میں مصروف ہو گئیں اور اللہ پاک کی ہو رہیں۔ حضرت سیّدُنا یوسف علیه السلام دن کے وقت انہیں بلاتے تو وہ آپ کو رات کا کہہ دیتیں اور جب آپ انہیں رات کے وقت بلاتے تو وہ دن پر ٹال دیتیں اوران سے عرض کرتیں: "میں اللہ پاک کی معرفت سے قبل آپ سے محبت کرتی تھی لیکن جب سے مجھے اس کی معرفت حاصل ہوئی ہے اس ذات کی محبت نے میرے دل میں اپنے سوا کسی کی محبت کو باقی نہیں چھوڑا اور میں اس محبت کا بدل نہیں چاہتی۔" آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ان سے فرمایا: مجھے اللہ پاک نے ہی اس کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ تیرے بطن سے دو لڑکے پیدا فرمائے گا اور ان دونوں کو منصبِ نَبُوَّت عطا فرمائے گا۔ یہ سُن کر انہوں نے عرض کی: اگر اللہ پاک نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے اور مجھے اس کا ذریعہ بنایا ہے تو حکمِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم ہے، چنانچہ انہوں نے خلوت لے لی۔

کما روی أن زلیخا لما آمنت وتزوج بها یوسف علیه السلام انفردت عنه وتخلت للعبادة وانقطعت إلی الله تعالی فکان یدعوها إلی فراشه نهارا فتدافعه إلی اللیل فإذا دعاها لیلا سوفت به إلی النهار وقالت: یا یوسف إنما کنت أحبك قبل أن أعرفه فأما إذ عرفته فما أبقت محبته محبة لسواہ وما أرید به بدلا حتی قال لها إن الله جل ذکرہ أمرنی بذلك وأخبرنی أنه مخرج منك ولدین وجاعلهما نبیین

[1]...احیاء علوم الدین، 4/329

فقالت: أما إذا كان الله تعالى أمرك بذلك وجعلني طريقا إليه فطاعة لأمر الله تعالى فعندها سكنت إليه[1]

حکایت نمبر:211

ایک عیب بھی نقصان دہ ہے

مروی ہے کہ بُرخ نامی غلام جس کے وسیلہ سے حضرت سیِّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے بارش کی دعا کی تھی اس کے متعلق اللہ پاک نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا: بُرخ میرا کتنا اچھا بندہ ہے لیکن اس میں ایک عیب ہے۔ عرض کی: اے میرے رب کریم! اس میں کون سا عیب ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کو صبح کی ہوا اچھی لگتی ہے تو یہ اس سے لُطف اندوز ہوتا ہے حالانکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ کسی شے سے لطف نہیں اٹھاتا۔

فى قصة برخ وهو العبد الأسود الذى استسقى به موسى عليه السلام إن الله تعالى قال لموسى عليه السلام إن برخا نعم العبد هو لى إلا أن فيه عيبا قال يا رب وما عيبه فقال يعجبه نسيم الأسحار فيسكن إليه ومن أحبنى لم يسكن إلى شىء[2]

حکایت نمبر:212

پرندے سے محبت کا نقصان

منقول ہے کہ ایک عابد نے کسی جنگل میں طویل عرصہ تک اللہ پاک کی عبادت کی۔ اس نے ایک مرتبہ کسی پرندے کو دیکھا جس نے ایک درخت میں گھونسلا بنا رکھا ہے اور وہ وہاں آکر چہچہاتا ہے تو اس عابد نے دل میں کہا: ”کیا ہی اچھا ہو جو میں اپنی جائے عبادت اس درخت کے قریب بنالوں تاکہ اس پرندے کی

1 ...احیاء علوم الدین، 4/331

2 ...احیاء علوم الدین، 4/333

آواز سے مانوس ہوتا رہوں۔" پھر اس نے ایسا کر لیا تو اللہ پاک نے اس وقت کے نبی عَلَیْہِ السَّلَام پر وحی نازل فرمائی: "فلاں عابد سے کہہ دو: تم مخلوق سے مانوس ہوئے میں نے تمہارا درجہ ایسا کم کر دیا ہے کہ اب کسی بھی عمل سے اسے نہیں پاسکو گے۔"

وروی أن عابدا عبد الله تعالی فی غیضة دهرا طویلا فنظر إلی طائر وقد عشش فی شجرة یأوی إلیها ویصفر عندها فقال لوحولت مسجدی إلی تلك الشجرة فكنت آنس بصوت هذا الطائر قال: ففعل فأوحی الله تعالی إلی نبی ذلك الزمان قل لفلان العابد استأنست بمخلوق لأحطنك درجة لا تنالها بشیء من عملك أبدا[1]

حکایت نمبر:213

سیِّدُنا بایزید بِسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک معزز

منقول ہے کہ اہلِ بِسطام کا ایک معزز شخص حضرت سیِّدُنا بایزید بِسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے کبھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ ایک دن اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں عرض کی: میں 30 سال سے مسلسل روزہ رکھتا ہوں اور افطار نہیں کرتا اور رات بھر جاگتا ہوں سوتا نہیں لیکن اس کے باوُجود میں اپنے دل میں وہ علم نہیں پاتا جو آپ بیان کرتے ہیں حالانکہ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کو پسند کرتا ہوں۔ حضرت سیِّدُنا بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر تم تین سو سال بھی دن میں روزہ رکھو اور رات میں قیام کرو تو اس کا ایک ذرہ بھی نہیں پاسکو گے۔ اس نے عرض کی: ایسا کیوں ہے؟ ارشاد فرمایا: کیونکہ تم اپنے نفس کی وجہ سے پردے میں ہو۔ اس نے عرض کی: کیا اس کی کوئی دوا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ عرض کی: مجھے بتائیے تاکہ اس کو استعمال کروں۔ فرمایا: تم اس کو قبول نہیں کرو گے۔ اس نے پھر عرض کی: بس آپ مجھے دوا بتائیں تاکہ میں اسے استعمال کروں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ابھی حجام کے پاس جاؤ اور اپنا سر

1 ...احیاء علوم الدین، 4/333

اور داڑھی منڈوادو اور یہ لباس اتار کر بغیر آستین والا چوغہ پہن لو اور اپنی گردن میں اخروٹوں سے بھرا تھیلا لٹکالو اور اپنے ارد گرد بچوں کو جمع کر کے کہو: ”جو بچہ مجھے ایک تھپڑ مارے گا میں اسے ایک اخروٹ دوں گا۔“ اسی طرح بازار میں موجود لوگوں کے پاس چکر لگاؤ نیز جو تمہارے جاننے والے ہیں ان کے پاس بھی اسی حالت میں جاؤ۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا: سُبْحٰنَ الله! آپ مجھ سے ایسی بات کہتے ہیں۔ اس پر حضرت سیِّدُنا بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”تمہارا سبحٰن اللہ کہنا ایک طرح سے شرک ہے۔ اس نے عرض کی: وہ کیسے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کیونکہ تم نے خود کو بڑا سمجھ کر اس کی تسبیح بیان کی ہے تم نے اپنے ربّ کریم کی پاکی بیان نہیں کی۔ اس نے عرض کی: یہ کام تو میں نہیں کروں گا۔ ہاں! کچھ اور بتائیے۔ ارشاد فرمایا: سب سے پہلے یہی کرنا ہو گا۔ اس شخص نے کہا: یہ میں نہیں کر سکتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم قبول نہیں کرو گے۔

حکی أن شاهدا عظيم القدر من أعيان أهل بسطام كان لا يفارق مجلس أبي يزيد فقال له يوما أنا منذ ثلاثين سنة أصوم الدهر لا أفطر وأقوم الليل لا أنام ولا أجد في قلبي من هذا العلم الذي تذكر شيئا وأنا أصدق به وأحبه فقال أبو يزيد ولو صمت ثلثمائة سنة وقمت ليلها ما وجدت من هذا ذرة قال ولم قال لأنك محجوب بنفسك قال فلهذا دواء قال نعم قال قل لي حتى أعمله قال لا تقبله قال فاذكره لي حتى أعمل قال اذهب الساعة إلى المزين فاحلق رأسك ولحيتك وانزع هذا اللباس واتزر بعباءة وعلق في عنقك مخلاة مملوءة جوزا واجمع الصبيان حولك وقل كل من صفعني صفعة أعطيته جوزة وادخل السوق وطف الأسواق كلها عند الشهود وعند من يعرفك وأنت على ذلك فقال الرجل سبحان الله تقول لي مثل هذا فقال أبو يزيد قولك سبحان الله شرك قال وكيف قال لأنك عظمت نفسك فسبحتها وما سبحت ربك فقال هذا لا أفعله ولكن دلني على غيره فقال ابتدئ بهذا قبل كل شيء فقال لا أطيقه قال قد قلت لك إنك لا تقبل[1]

[1] ...احیاء علوم الدین، 4/358

حکایت نمبر:214

اخلاص کا طلب گار

منقول ہے کہ ایک طالبِ علم، علماء کے پاس آیا کرتا اور کہتا: کون ہے جو میری ایسے عمل کی طرف راہ نمائی کرے جس کی وجہ سے میں ہمیشہ اللہ پاک کے لئے عمل کیا کروں کیونکہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ دن اور رات کی کوئی گھڑی مجھ پر ایسی گزرے میں جس میں اللہ پاک کے لئے عمل نہ کرتا ہوں۔ اس سے کہا گیا: تم نے اپنا مقصد پالیا جہاں تک ہو سکے نیکی کیا کرو اور جب عملِ خیر سے تھک جاؤ یا اسے چھوڑ دو تو اسے کرنے کی نیت کر لو کیونکہ عملِ خیر کی نیت کرنے والا بھی نیک عمل کرنے والے کی طرح ہے۔

وكان بعض المريدين يطوف على العلماء يقول من يدلني على عمل لا أزال فيه عاملا لله تعالى فإني لا أحب أن يأتي علي ساعة من ليل أو نهار إلا وأنا عامل من عمال الله فقيل له قد وجدت حاجتك فاعمل الخير ما استطعت فإذا فترت أو تركته فهم بعمله فإن الهام بعمل الخير كعامله(1)

حکایت نمبر:215

ایک طالب علم کی اصلاح

منقول ہے کہ ایک شخص حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس (حصولِ علم کے لئے) کئی سال تک آتا جاتا رہا، اِتِّفاقاً ایسا ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے منہ پھیر لیا، اسے چھوڑ دیا حتّٰی کہ اس سے گفتگو تک نہ فرماتے وہ مسلسل آپ سے اس تبدیلی کا سبب پوچھتا لیکن آپ جواب نہ دیتے آخرِ کار آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے سڑک کی جانب سے اپنی دیوار کو لیپا ہے اور سڑک کے کنارے سے قدِ آدم کے برابر مٹی لی ہے حالانکہ وہ مسلمانوں کی عام گزر گاہ ہے اس لئے تم علم منتقل کئے جانے کے قابل نہیں ہو۔

(1)...احیاء علوم الدین، 4/364

حکی عن بعض أصحاب أحمد بن حنبل رحمه الله أنه کان یتردد إلیه سنین ثم اتفق أن أعرض عنه أحمد وھجرہ وصار لا یکلمه فلم یزل یسأله عن تغیرہ علیه وھو لا یذکرہ حتی قال بلغنی أنك طینت حائط دارك من جانب الشارع وقد أخذت قدر سمك الطین وھو أنملة من شارع المسلمین فلا تصلح لنقل العلم[1]

حکایت نمبر:216

مٹی کی کیا حیثیت ہے؟

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے مکتوب لکھا اور اسے اپنے پڑوسی کی دیوار سے خشک کرنا چاہا لیکن اس سے باز رہا پھر دل میں کہا: یہ مٹی ہے اور مٹی کی کیا حیثیت ہے؟ چنانچہ اسے مٹی سے خشک کر لیا تو ہاتِفِ غیبی سے آواز آئی: جو شخص دیوار سے مٹی لینے کو معمولی سمجھتا ہے وہ کل قیامت کے دن اس کی سزا دیکھ لے گا۔

وقال بعض السلف: کتبت کتابا وأردت أن أتربه من حائط جار لی فتحرجت ثم قلت تراب وما تراب فتربته فھتف بی ھاتف سیعلم من استخف بتراب جارہ ما یلقی غدا من سوء الحساب[2]

حکایت نمبر:217

غَیرُاللہ کے لئے عمل نہ کیا

منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نماز پڑھی اس نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کپڑا اُلٹا ہے۔ اس کے عرض کرنے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کپڑا سیدھا کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا پھر کھینچ لیا اور کپڑا درست نہ کیا۔ اس شخص نے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/370

2 ...احیاء علوم الدین، 4/373

فرمایا: میں نے اسے اللہ پاک کے لئے پہنا تھا اس لئے غیر کے لئے اسے درست نہیں کرنا چاہتا۔

وصلی رجل مع الثوری فرآہ مقلوب الثوب فعرفه فمد یدہ لیصلحه ثم قبضها فلم یسوہ فسأله عن ذلك فقال إني لبسته للہ تعالی ولا أرید أن أسویه لغیر اللہ[1]

حکایت نمبر:218

”بَرخُ الْاَسْوَد“ کی نرالی دعا

حکایت ہے کہ بنی اسرائیل سات سال سے قحط سالی کا شکار تھے اور حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام 70 ہزار آدمیوں کے ساتھ نکلے تاکہ ان کے لئے بارش طلب کریں تو اللہ پاک نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ ”میں ان لوگوں کی دعا کیسے قبول کروں حالانکہ ان پر ان کے گناہوں کی تاریکی چھائی ہوئی ہے، ان کے باطن خبیث ہیں، بغیر یقین کے مجھ سے دعا مانگتے ہیں اور میری خفیہ تدبیر سے بے خوف ہیں۔ تم میرے ایک بندے کے پاس جاؤ جس کو برخ کہا جاتا ہے اور اس سے کہو کہ باہر نکل کر بارش کی دعا کرے تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں۔“ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے بنی اسرائیل سے ”برخ“ کے بارے میں پوچھا لیکن پتا نہ چل سکا۔ ایک دن آپ کسی راستے پر جارہے تھے کہ اچانک سامنے سے ایک حبشی غلام آرہا تھا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدہ کی مٹی لگی ہوئی تھی اور ایک چادر گلے سے بندھی ہوئی تھی۔ حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اللہ پاک کے عطا کردہ نور سے اس کو پہچان لیا۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اسے سلام کر کے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: میرا نام برخ ہے۔ آپ نے فرمایا: ایک مدت سے تم ہمیں مطلوب تھے، اب چلو اور ہمارے لئے بارش کی دعا کرو۔

پس اس نے باہر نکل کر یوں دعا مانگی: ”الٰہی! نہ یہ تیرا کام ہے اور نہ یہ تیرا حلم ہے، پھر ایسا کیوں ہے! کیا تیرے پاس چشمے کم ہوگئے یا ہواؤں نے تیری اطاعت سے انکار کر دیا ہے یا تیرے خزانے ختم ہوگئے یا گناہگاروں پر تیرا غضب شدید ہو گیا ہے! کیا تو خطاکاروں کو پیدا کرنے سے پہلے ہی غفار نہیں تھا! تو

---

[1]...احیاء علوم الدین، 4/373

نے رحمت کو پیدا کیا اور مہربانی کا حکم دیا یا یہ دکھاتا ہے کہ تو نے ہمیں چھوڑ دیا ہے یا تجھے مخلوق کے بھاگ جانے کا خوف ہے اس لئے عذاب میں جلدی فرماتا ہے۔"

"بُرْخُ الاَسْوَد" اس طرح کی باتیں کرتا رہا حتّٰی کہ بنی اسرائیل بارش سے تر ہو گئے اور اللہ پاک نے آدھے دن میں گھاس کو اُگا دیا اور اتنا بڑا کر دیا کہ گھٹنوں تک پہنچ گئی۔ جب برخ واپس ہونے لگا تو حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اس کے سامنے آئے تو اس نے کہا: آپ نے دیکھا کہ میں نے اپنے رب پاک کے ساتھ کیسا جھگڑا کیا اور اس نے کیسے میرے ساتھ انصاف کیا؟ اس بات پر حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس کی سرزنش کا ارادہ کیا تو اللہ پاک نے آپ کی طرف وحی فرمائی: (ایسا نہ کرو کیونکہ) برخ روزانہ مجھے میری شان کے لائق تین بار ہنساتا ہے۔

حكى أن بني اسرائيل قحطوا سبع سنين وخرج موسى عليه السلام ليستسقي لهم في سبعين ألفا فأوحى الله عز وجل إليه كيف أستجيب لهم وقد أظلمت عليهم ذنوبهم سرائرهم خبيثة يدعونني على غير يقين ويأمنون مكري ارجع إلى عبد من عبادي يقال له برخ فقل له يخرج حتى أستجيب له فسأل عنه موسى عليه السلام فلم يعرف فبينما موسى ذات يوم يمشي في طريق إذا بعبد أسود قد استقبله بين عينيه تراب من أثر السجود في شملة قد عقدها على عنقه فعرفه موسى عليه السلام بنور الله عز وجل فسلم عليه وقال له ما اسمك فقال اسمي برخ قال فأنت طلبتنا منذ حين أخرج فاستسق لنا

فخرج فقال في كلامه ما هذا من فعالك ولا هذا من حلمك وما الذي بدالك أنقصت عليك عيونك أم عاندت الرياح عن طاعتك أم نفد ما عندك أم اشتد غضبك على المذنبين ألست كنت غفارا قبل خلق الخطائين خلقت الرحمة وأمرت بالعطف أم ترينا أنك ممتنع أم تخشى الفوت فتجعل بالعقوبة قال فما برح حتى اخضلت بنو إسرائيل بالقطر وأنبت الله تعالى العشب في نصف يوم حتى بلغ الركب قال فرجع برخ فاستقبله موسى عليه السلام فقال كيف رأيت حين خاصمت ربي كيف أنصفني فهم موسى عليه السلام به فأوحى الله تعالى إليه إن برخا يضحكني كل يوم ثلاث مرات[1]

1 ...احیاء علوم الدین، 4/340

حکایت نمبر:219

اللہ پاک قسم کو پورا کرتا ہے

حضرت سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بصرہ میں کچھ جھونپڑیاں آگ سے جل گئیں لیکن ان کے درمیان ایک جھونپڑی سلامت رہی۔ان دنوں حضرت سیِّدُنا ابو مُوسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ کے امیر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب اس کا پتا چلا تو اس جھونپڑی کے مالک کو بلوا بھیجا۔ چنانچہ ایک بوڑھے شخص کو لایا گیا تو آپ نے اس سے فرمایا: شیخ! کیا وجہ ہے کہ تمہاری جھونپڑی کو آگ نہیں لگی ؟اس نے جواب دیا: ”میں نے اپنے ربّ کریم کو قسم دی تھی کہ اس کو نہ جلائے۔“ تو حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے بال پراگندہ اور کپڑے میلے ہوں گے اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں تو اللہ پاک ان کی قسم کو ضرور پورا کرے گا۔

عن الحسن قال احترقت أخصاص بالبصرة فبقي في وسطها خص لم يحترق وأبو موسى يومئذ أمير البصرة فأخبر بذلك فبعث إلى صاحب الخص قال فأتي بشيخ فقال يا شيخ ما بال خصك لم يحترق قال إني أقسمت على ربي عز وجل أن لا يحرقه فقال أبو موسى رضي الله عنه إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يكون في أمتي قوم شعثة رءوسهم دنسة ثيابهم لو أقسموا على الله لأبرهم[1]

حکایت نمبر:220

قسم دیتے ہی آگ بجھ گئی

منقول ہے کہ ایک بار بصرہ میں کہیں آگ لگ گئی تو حضرت سیِّدُنا ابو عُبَیدہ خوّاص رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور آگ پر چلنے لگے۔ بصرہ کے امیر نے ان سے کہا: دیکھئے! کہیں آپ آگ میں جل نہ جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بے شک میں نے اپنے ربّ کریم کو قسم دی ہے کہ وہ مجھے آگ سے نہ جلائے۔ اس پر

1 ...احیاء علوم الدین، 4/341

امیر نے عرض کی: پھر آپ آگ کو قسم دیں کہ بجھ جائے۔ پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آگ کو قسم دی تو وہ بجھ گئی۔

قال ووقع حریق بالبصرة فجاء أبو عبيدة الخواص فجعل يتخطى النار فقال له أمير البصرة انظر لا تحترق بالنار فقال إني أقسمت على ربي عزو جل أن لا يحرقني بالنار قال فاعزم على النار أن تطفأ قال فعزم عليها فطفئت(1)

حکایت نمبر: 221

ہاتھوں ہاتھ دعا کا ظہور

ایک دن حضرت سیِّدُنا ابو حفص نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کہیں جا رہے تھے کہ سامنے سے ایک دیہاتی آیا جس کے ہوش و حواس سلامت نہیں تھے۔ حضرت سیِّدُنا ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا: تمہیں کیا مصیبت پہنچی ہے؟ اس نے کہا: میرا گدھا گم ہو گیا ہے اور اس کے علاوہ میرے پاس کوئی گدھا نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ٹھہر گئے اور اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے کہ تیری عزت اور جلال کی قسم! میں اس وقت تک ایک قدم بھی نہیں اٹھاؤں گا جب تک تو اس کا گدھا لوٹا نہ دے۔ اسی وقت اس کا گدھا ظاہر ہو گیا اور ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے چل پڑے۔

كان أبو حفص يمشي ذات يوم فاستقبله رستاقي مدهوش فقال له أبو حفص ما أصابك فقال ضل حماري ولا أملك غيره قال فوقف أبو حفص وقال وعزتك لا أخطو خطوة ما لم ترد عليه حماره قال فظهر حماره في الوقت ومر أبو حفص رحمه الله(2)

حکایت نمبر: 222

عشق مجازی پر ہزار کوڑے کھالئے

حضرت سیدنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں بغداد کے شرقی حصے میں ایک ایسے شخص کے

1 ...احیاء علوم الدین، 4/341

2 ...احیاء علوم الدین، 4/341

پاس سے گزرا جس کو ایک ہزار کوڑے لگائے گئے تھے اور اس نے اُف تک نہ کی پھر اس کو قید خانے کی طرف لایا گیا تو میں اس کے پیچھے ہو لیا۔ موقع پا کر میں نے اس سے پوچھا: تمہیں کیوں مارا گیا؟ اس نے جواب دیا: اس لئے کہ میں عاشق ہوں۔ میں نے پوچھا: تم چپ کیوں رہے؟ اس نے کہا: اس لئے کہ میرا معشوق میرے سامنے تھا اور وہ مجھے دیکھ رہا تھا۔ میں نے پھر کہا: کیا ہی اچھا ہوتا جو تم محبوبِ اکبر (یعنی ربّ تعالیٰ) کی طرف دیکھتے! یہ سن کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس حال میں نیچے گرا کہ اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔

قال بشر بن الحارث مررت برجل وقد ضرب ألف سوط في شرقية بغداد ولم يتكلم ثم حمل إلى الحبس فتبعته فقلت له لم ضربت فقال لأني عاشق فقلت له ولم سكت قال لأن معشوقي كان بحذائي ينظر إلي فقلت فلو نظرت إلى المعشوق الأكبر قال فزعق زعقة خر ميتا[1]

حکایت نمبر: 223

چیونٹیاں گوشت کھا رہی تھیں

حضرت سیِّدُنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی راہِ سُلوک کی ابتدا میں جزیرۂ عَبّادان کا قصد کیا۔ وہاں میں نے ایک شخص کو پایا کہ اندھا، کوڑھی اور مجنون ہے۔ وہ زمین پر پڑا ہوا ہے اور چیونٹیاں اس کا گوشت کھا رہی ہیں۔ میں نے اس کا سر زمین سے اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اور بار بار اس سے کچھ کلام کیا۔ جب اس کو کچھ افاقہ ہوا تو کہنے لگا: "میرے اور میرے ربّ کریم کے درمیان دخل اندازی کرنے والا یہ کون ہے؟ اگر وہ میرا ایک ایک عضو کاٹ ڈالے تو بھی میری محبت میں اضافہ ہی ہو گا۔" حضرت سیِّدُنا بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس واقعے کے بعد سے میں نے بندے اور ربّ کریم کے درمیان کسی مُعاملے کو اذیت نہیں سمجھا کہ اس کو ناپسند کروں۔

وقال بشر قصدت عبادان في بدايتي فإذا برجل أعمى مجذوم مجنون قد صرع والنمل يأكل لحمه

[1] ...احیاء علوم الدین، 4/348

فرفعت رأسه فوضعته فی حجری وأنا أردد الكلام فلما أفاق قال من هذا الفضولی الذی یدخل بینی وبین ربی لو قطعنی إربا إربا ما ازددت له إلا حبا قال بشر فما رأیت بعد ذلك نقمة بین عبد وبین ربه فأنكرتها[1]

حکایت نمبر:224

صبر ورضا نے گرفتاری سے بچالیا

حضرت سیِّدُنا ابو عُکاشہ مسروق کوفی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جنگل میں رہتا تھا۔ اس کے پاس ایک کتا، ایک گدھا اور ایک مرغ تھا۔ مرغ تو ان گھر والوں کو نماز کے لئے جگایا کرتا تھا اور گدھے پر وہ پانی بھر کر لاتے اور خیمے وغیرہ لادا کرتے اور کتا ان کی پہرہ داری کرتا تھا۔ ایک دن لومڑی آئی اور مرغ کو پکڑ کر لے گئی، گھر والوں کو اس بات کا بہت رنج ہوا مگر وہ شخص نیک تھا تو اس نے کہا: ”ہو سکتا ہے اسی میں بہتری ہو۔“ پھر ایک دن بھیڑیا آیا اور گدھے کا پیٹ پھاڑ کر اس کو مار دیا اس پر بھی گھر والے رنجیدہ ہوئے مگر اس شخص نے کہا: ”ممکن ہے اسی میں بھلائی ہو۔“ پھر ایک دن کتا بھی مر گیا تو اس شخص نے پھر بھی یہی کہا: ”ممکن ہے اسی میں بہتری ہو۔“ ابھی کچھ دن ہی گزر رہے تھے کہ ایک صبح انہیں معلوم ہوا کہ ان کے اطرف میں آباد تمام لوگ قید کر لئے گئے ہیں اور صرف یہ اہل خانہ محفوظ رہے۔ حضرت سیِّدُنا مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دیگر تمام لوگ کتوں، گدھوں اور مرغوں کی آوازوں کی وجہ سے ہی پکڑے گئے۔ پس تقدیرِ الٰہی کے مطابق ان کے حق میں بہتری ان جانوروں کی ہلاکت میں تھی۔ معلوم ہوا کہ جو اللہ پاک کے لُطفِ خفی کو جانتا ہے وہ ہر حال میں اس کے فعل پر راضی رہتا ہے۔

وقال مسروق كان رجل بالبادیة له كلب وحمار ودیك فالدیك یوقظهم للصلاة والحمار ینقلون علیه الماء ویحمل لهم خباءهم والكلب یحرسهم قال فجاء الثعلب فأخذ الدیك فحزنوا له وكان الرجل صالحا فقال عسى أن یكون خیرا ثم جاء ذئب فخرق بطن الحمار فقتله فحزنوا علیه فقال الرجل عسى أن

[1] ...احیاء علوم الدین، 4/348

یکون خیرا ثم أصیب الکلب بعد ذلك فقال عسی أن یکون خیرا ثم أصبحوا ذات یوم فنظروا فإذا قد سبی من حولهم وبقوا هم قال وإنما أخذوا أولئك لما کان عندهم من أصوات الکلاب والحمیر والدیکة فکانت الخیرة لهؤلاء فی هلاك هذه الحیوانات کما قدره الله تعالی فإذن من عرف خفی لطف الله تعالی رضی بفعله علی کل حال [1]

حکایت نمبر:225

تکلیف پر رضا کا انعام

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عیسٰی رُوحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو اندھا، کوڑھی، اپاہج اور مکمل فالج زدہ تھا اور جذام کی وجہ سے اس کا گوشت بھی بکھرا ہوا تھا مگر وہ کہہ رہا تھا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلٰی بِہٖ کَثِیْرًا مِّنْ خَلْقِہٖ یعنی اللہ پاک کا شکر ہے جس نے مجھے اس بیماری سے محفوظ رکھا جس میں اس نے اپنی بہت ساری مخلوق کو مبتلا کیا ہے۔" یہ کلمات سن کر حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام نے اس سے فرمایا: اے بندۂ خدا! کونسی مصیبت ہے جس سے تو محفوظ ہے؟ عرض کی: "اے روحُ اللہ! میں اس شخص سے بہتر ہوں جس کے دل میں اللہ پاک نے اپنی وہ معرفت نہیں ڈالی جو میرے دل میں ڈالی ہے۔" آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو، اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔ پھر جیسے ہی آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس کا ہاتھ پکڑا اس کا چہرہ انتہائی خوبصورت اور باقی جسم درست ہو گیا۔ اللہ پاک نے اس کی تمام بیماریوں کو دور فرما دیا۔

ویروی أن عیسی علیه السلام مر برجل أعمی أبرص مقعد مضروب الجنبین بفالج وقد تناثر لحمه من الجذام وهو یقول الحمد لله الذی عافانی مما ابتلی به کثیرا من خلقه فقال له عیسی یا هذا أی شیء من البلاء أراه مصروفا عنك فقال یا روح الله أنا خیر ممن لم یجعل الله فی قلبه ما جعل فی قلبی من معرفته فقال له صدقت هات یدك فناوله یده فإذا هو أحسن الناس وجها وأفضلهم هیئة وقد أذهب الله

[1]...احیاء علوم الدین، 4/349

عنه ما كان به فصحب عيسى عليه السلام و تعبد معه[1]

حکایت نمبر:226

عمر بھر کے لئے دُکان چھوڑ دی

منقول ہے کہ ایک دفعہ بازار میں آگ لگ گئی تو حضرت سیِّدُنا سَرِی سَقَطی رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا گیا کہ بازار جل گیا اور آپ کی دکان بچ گئی۔ آپ نے کہا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' پھر فرمایا: صرف اپنا مال بچ جانے پر میں نے کیسے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' کہہ دیا؟ چنانچہ انہوں نے تجارت کو خیر باد کہہ دیا اور ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' کہنے پر توبہ و مُعافی کی خاطر عمر بھر کے لئے دُکان چھوڑ دی۔

وقيل إنه وقع الحريق في السوق فقيل للسري احترق السوق وما احترق دكانك فقال الحمد لله ثم قال كيف قلت الحمد لله على سلامتي دون المسلمين فتاب من التجارة وترك الحانوت بقية عمره توبة واستغفارا من قوله الحمد لله[2]

حکایت نمبر:227

ذِلَّتِ عشق کی نشانی

عَمرو بن حارث رافقی سے منقول ہے کہ میں اپنے ایک دوست کے پاس مقام رَقَّہ کی ایک مجلس میں تھا اور ہمارے ساتھ ایک نوجوان تھا جو ایک گانے والی لونڈی سے بہت عشق کرتا تھا اور وہ لونڈی بھی اسی مجلس میں موجود تھی۔ اس لونڈی نے راگ بجایا اور یہ اشعار کہے:

عَلَامَةُ ذُلِّ الْهَوٰى　　عَلَى الْعَاشِقِيْنَ الْبُكٰى
وَلَا سِيَّمَا عَاشِقٌ　　اِذَا لَمْ يَجِدْ مُشْتَكٰى

ترجمہ: عاشقوں کے لئے ذلتِ عشق کی نشانی رونا ہے بالخصوص وہ عاشق جسے کوئی جائے شکایت نہ

1 ...احیاء علوم الدین، 4/349

2 ...احیاء علوم الدین، 4/350

ملے۔

اشعار سن کر اس نوجوان نے لونڈی سے کہا: ”اے میری مالکن! قسم سے تم نے بہت خوب گایا، کیا تم مجھے مرنے کی اجازت دیتی ہو؟“ اس نے کہا: ”اگر تو سچا ہے تو مر جا۔“ چنانچہ اُس نوجوان نے اپنا سر تکیے پر رکھا، منہ کو چھپایا اور آنکھیں بند کر لیں، ہم نے اس کو ہلا کر دیکھا تو وہ مر چکا تھا۔

قد روی عن عمرو بن الحارث الرافعی قال کنت فی مجلس بالرقة عند صدیق لی وکان معنا فتی یتعشق جاریة مغنیة وکانت معنا فی المجلس فضربت بالقضیب وغنت

علامة ذل الهوی...علی العاشقین البکا

ولا سیما عاشق...إذا لم یجد مشتکی

فقال لها الفتی أحسنت واللہ یا سیدتی أفتأذنین لی أن أموت فقالت مت راشدا قال فوضع رأسه علی الوسادة وأطبق فمه وغمض عینیه فحرکناه فإذا هو میت(1)

حکایت نمبر:228

تیری آہ کا نتیجہ

حضرت سیِّدُنا سَمْنُون مُحِب رحمة اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک شخص تھا اور اس کی ایک لونڈی تھی جس سے وہ انتہائی محبت کرتا تھا۔ ایک بار وہ بیمار ہوگئی تو وہ شخص اس کے لئے حلوہ تیار کرنے لگا۔ وہ ہنڈیا میں چمچہ ہلا رہا تھا کہ اسی دوران لونڈی کے منہ سے ایک ”آہ“ نکلی تو وہ شخص ”آہ“ کی آواز سن کر مدہوش ہو گیا اور چمچہ اس کے ہاتھ سے گر گیا اور چمچہ کی جگہ اپنے ہاتھ کو ہی ہنڈیا میں پھیرنے لگا حتی کہ اس کی انگلیاں کٹ کر گر گئیں۔ لونڈی نے پوچھا: یہ کیا؟ اس نے کہا: یہ تیری ”آہ“ کا نتیجہ ہے۔

وقال سمنون المحب: کان فی جیراننا رجل وله جاریة یحبها غایة الحب فاعتلت الجاریة فجلس الرجل لیصلح لها حیسا فبینا هو یحرك القدر إذ قالت الجاریة آه قال فدهش الرجل وسقطت الملعقة

(1)...احیاء علوم الدین، 4/351

من يده وجعل يحرك ما في القدر بيده حتى سقطت أصابعه فقالت الجارية ما هذا قال هذا مكان قولك آه[1]

حکایت نمبر:229

قلبی راز کا بوجھ

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبِی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مرید سے بہت خوش تھے۔ اس کو اپنے پاس بٹھاتے اور اس کی ضروریات کو پورا کرتے جبکہ مرید اپنی عبادت اور وجد میں مشغول رہتا۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرید سے فرمایا: اگر تم بایزید بِسطامی کو دیکھ لو تو! مرید نے جواب دیا: مجھے ان کی حاجت نہیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار یہ جملہ دوہرایا تو مرید کا وجد جوش میں آیا اور اس نے کہا: تم پر افسوس ہے میں بایزید کو کیا کروں گا، میں نے تو اللہ پاک کو دیکھا ہے اور اس نے مجھے بایزید سے مُسْتَغْنِی کر دیا ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابو تراب نَخْشَبِی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ سُن کر میری طبیعت میں بھی اِضْطِراب پیدا ہو گیا اور مجھے خود پر قابو نہ رہا تو میں نے کہا: تیری ہلاکت ہو، تو اللہ پاک کو دیکھ کر مغرور ہوتا ہے اگر تو ایک بار سیِّدُنا بایزید بِسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لے تو تیرے حق میں اللہ پاک کو 70 بار دیکھنے سے زیادہ نافع ہو گا۔ اس بات سے مرید بہت حیران ہوا اور انکاری لہجے میں کہنے لگا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا: تیرا ناس ہو! تو اپنے ہاں باری تعالیٰ کے ظہور کو اپنے مقام کے لحاظ سے دیکھتا ہے اور حضرت سیِّدُنا بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اُس کے ظہور کو ان کے مقام کے اعتبار سے دیکھے گا۔ مرید بات سمجھ گیا اور کہا: مجھے ان کے پاس لے چلیں۔ حضرت سیِّدُنا ابو تُراب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا بایزید بِسطامی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ درندوں کے جنگل میں رہا کرتے تھے تو ہم وہاں ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر ان کا انتظار کرنے لگے کہ وہ جنگل سے نکل کر ہماری طرف تشریف لائیں۔ اسی دوران وہ تشریف لائے اور انہوں نے ایک پوستین اپنی کمر پر ڈال رکھی تھی۔ میں نے اس جوان سے کہا: دیکھ یہ ہیں بایزید۔ جیسے ہی جوان نے ان کی

[1]...احیاء علوم الدین، 4/351

طرف دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا ہم نے اس کو ہلایا تو وہ مر چکا تھا۔ ہم نے مل کر اس کو دفنا دیا۔ پھر میں نے حضرت سیِّدُنا بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی: اے میرے آقا! یہ جوان آپ کی طرف دیکھنے سے مر گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ تمہارا مرید سچا تھا اور اس کے دل میں ایک راز چھپا ہوا تھا جس کی حقیقت اس پر مُنْکَشِف (یعنی ظاہر) نہیں ہوئی تھی پس جب اس نے ہمیں دیکھا تو اس کے دل کا راز اس پر منکشف ہو گیا جس کا بوجھ وہ اُٹھا نہ سکا کیونکہ وہ کمزور مریدوں کے مقام میں تھا اور اس بوجھ کی وجہ سے مر گیا۔

حکی أن أبا تراب التخشبی کان معجبا ببعض المریدین فکان یدنیه ویقوم بمصالحه والمرید مشغول بعبادته ومواجدته فقال له أبو تراب یوما لو رأیت أبا یزید فقال إنی عنه مشغول فلما أکثر علیه أبو تراب من قوله لو رأیت أبا یزید هاج وجد المرید فقال ویحك ما أصنع بأبی یزید قد رأیت الله تعالی فأغنانی عن أبی یزید قال أبو تراب فهاج طبعی ولم أملك نفسی فقلت ویلك تغتر بالله عزوجل لو رأیت أبا یزید مرة واحدة کان أنفع لك من أن تری الله سبعین مرة قال فبهت الفتی من قوله وأنکره فقال وکیف ذلك قال له ویلك أما تری الله تعالی عندك فیظهر لك علی مقدارك وتری أبا یزید عند الله قد ظهر له علی مقداره فعرف ما قلت فقال احملنی إلیه فذکر قصة قال فی آخرها فوقفنا علی تل تنتظره لیخرج إلینا من الغیضة وکان یأوی إلی غیضة فیها سباع قال فمر بنا وقد قلب فروة علی ظهره فقلت للفتی هذا أبو یزید فانظر إلیه فنظر إلیه الفتی فصعق فحرکناه فإذا هو میت فتعاونا علی دفنه فقلت لأبی یزید یا سیدی نظره إلیك قتله قال لا ولکن کان صاحبکم صادقا واستکن فی قلبه سر لم ینکشف له بوصفه فلما رآنا انکشف له سر قلبه فضاق عن حمله لأنه فی مقام الضعفاء المریدین فقتله ذلك[1]

حکایت نمبر: 230

نرالی دُعا کا حیرت انگیز اثر

ایک بزرگ فرماتے ہیں: مجھے حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْهِ السَّلَام کی ملاقات کا شوق ہوا تو ایک بار میں نے اللہ

1 ...احیاء علوم الدین، 4/356

پاک سے دعا کی کہ وہ مجھے ان کی زیارت سے مشرف فرمائے تا کہ میں ان سے اپنے حق میں زیادہ ضروری چیز کے بارے میں علم حاصل کروں۔ چنانچہ مجھے ان کی زیارت ہوئی تو میں ان سے صرف یہ کہہ سکا: اے ابو العباس! مجھے ایسی چیز سکھا دیجئے کہ جب میں اس کو پڑھوں تو لوگوں کے دلوں سے پوشیدہ ہو جاؤں اور میری ان میں کوئی قدر و منزلت نہ رہے اور نہ ہی کوئی شخص میری نیکوکاری اور دیانت کو جانے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تم اس طرح دعا کیا کرو: اَللّٰھُمَّ اَسْبِلْ عَلَیَّ کَثِیْفَ سِتْرِکَ وَحُطَّ عَلَیَّ سُرَادِقَاتِ حُجُبِکَ وَاجْعَلْنِیْ فِیْ مَکْنُوْنِ غَیْبِکَ وَاحْجُبْنِیْ عَنْ قُلُوْبِ خَلْقِكَ یعنی اے اللہ! مجھ پر اپنا موٹا پردہ ڈال دے اور مجھ پر اپنے حجابات کے پردے اتار اور مجھے اپنے مخفی غیب میں کر دے اور اپنی مخلوق کے دلوں سے مجھے چھپا دے۔" فرماتے ہیں: اتنا کہہ کر وہ غائب ہو گئے اور میں انہیں پھر نہ کبھی دیکھ سکا اور نہ ہی مجھے دوبارہ ان کے ملنے کا شوق ہوا اور میں ان کی بتائی ہوئی دعا کو روزانہ پڑھتا تھا۔

منقول ہے کہ اس دعا کی تاثیر یہ ہوئی کہ ان کی ذلت و اہانت اس قدر کی جاتی کہ ذِمّی کافر بھی ان کا مذاق اڑاتے اور بغیر اجرت کے اپنا سامان ان سے اٹھواتے کیونکہ ان کی کوئی وقعت ان کی نظروں میں نہ تھی اور بچے ان کے ساتھ کھیلتے تھے۔ اَلْغَرَض ان کا راحت و آرام، دل کا چین اور حال کی دُرستی ذلت اور گمنامی میں تھی۔

وعن بعضهم أنه قال أقلقني الشوق إلى الخضر عليه السلام فسألت الله تعالى مرة أن يريني إياه ليعلمني شيئا كان أهم الأشياء علي قال فرأيته فما غلب على همي ولا همتي إلا أن قلت له يا أبا العباس علمني شيئا إذا قلته حجبت عن قلوب الخليقة فلم يكن لي فيها قدر ولا يعرفني أحد بصلاح ولا ديانة فقال قل اللهم أسبل علي كثيف سترك وحط علي سرادقات حجبك واجعلني في مكنون غيبك واحجبني عن قلوب خلقك قال ثم غاب فلم أره ولم أشتق إليه بعد ذلك فما زلت أقول هذه الكلمات في كل يوم فحكي أنه صار بحيث كان يستذل ويمتهن حتى كان أهل الذمة يسخرون منه ويستسخرونه في الطرق يحمل الأشياء لهم لسقوطه عندهم وكان الصبيان يلعبون به فكانت راحته وركود قلبه واستقامة حاله في ذله وخموله[1]

1 ...احیاء علوم الدین، 357/4

حکایت نمبر:231

حمام کا چور

حضرت سیِّدُنا ابنِ کَرِیبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں ایک محلے میں گیا تو وہاں مجھے ایک نیکو کار کی حیثیت سے پہچانا گیا۔ اس بات نے میرے دل کو پریشان کیا تو میں ایک حمام میں داخل ہوا اور وہاں موجود قیمتی کپڑے اٹھا کر پہن لئے پھر ان کے اوپر اپنی گدڑی پہن لی اور وہاں سے نکل آیا اور آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ پس لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور میری گدڑی اتار کر اپنے کپڑے لے لئے اور مجھے خوب مارا پیٹا۔ اس کے بعد میں حمام کا چور مشہور ہو گیا، تب میرے دل کو سکون ملا۔

عنه ايضا أنه قال نزلت في محلة فعرفت فيها بالصلاح فتشتت على قلبي فدخلت الحمام وعدلت إلى ثياب فاخرة فسرقتها ولبستها ثم لبست مرقعتي فوقها وخرجت وجعلت أمشي قليلا قليلا فلحقوني فنزعوا مرقعتي وأخذوا الثياب وصفعوني وأوجعوني ضربا فصرت بعد ذلك أعرف بلص الحمام فسكنت نفسي [1]

حکایت نمبر:232

عابد اور شیطان

منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس نے طویل عرصہ تک اللہ پاک کی عبادت کی، اس کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے: فلاں قوم اللہ پاک کے سوا ایک درخت کی پوجا کرتی ہے۔ یہ سن کر وہ غصے میں آ گیا اور اپنا کلہاڑا کاندھے پر رکھ کر درخت کاٹنے کے ارادے سے چل پڑا، راستے میں اسے ایک شیخ کے روپ میں شیطان ملا اور پوچھنے لگا: کہاں کا ارادہ ہے؟ عابد نے کہا: فلاں درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں۔ شیطان کہنے لگا: تجھے اس سے کیا غرض؟ تو اپنی عبادت چھوڑ کر دوسرے معاملات میں کیوں پڑتا ہے؟ عابد نے کہا: یہ بھی میری عبادت ہے۔ شیطان نے کہا: میں تجھے ہرگز یہ درخت نہیں کاٹنے دوں گا۔ چنانچہ دونوں لڑ پڑے، عابد نے اسے پکڑ کر زمین پر دے مارا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ شیطان نے کہا: مجھے چھوڑ دو میں

---

1 ...احیاء علوم الدین، 358/4

تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ عابد نے اسے چھوڑ دیا۔ شیطان اس سے کہنے لگا: اے فلاں! اللہ پاک نے تجھ سے یہ چیز ساقط کی ہے تجھ پر فرض نہیں کی، نہ تو تُو اس درخت کی عبادت کرتا ہے اور نہ ہی دوسروں کا گناہ تجھ پر ہو گا، روئے زمین پر اللہ پاک کے بے شمار انبیا ہیں، اگر اللہ پاک چاہتا تو انہیں ان کی طرف بھیج دیتا اور انہیں درخت کاٹنے کا حکم دیتا۔ عابد نے کہا: میں اسے ضرور کاٹوں گا۔ دونوں پھر لڑ پڑے، عابد اس پر غالب آ گیا اور اسے پچھاڑ کر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا، جب ابلیس عاجز آ گیا تو اس نے کہا: میرے پاس تیرے لئے ایک تجویز ہے جس سے میرے اور تیرے درمیان فیصلہ ہو جائے گا اور وہ تیرے لئے زیادہ بہتر اور نفع بخش ہے۔ عابد نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ کہا: مجھے چھوڑ دو پھر بتاؤں گا۔ عابد نے اسے چھوڑ دیا تو شیطان بولا: تم فقیر و حاجت مند ہو، تمہارے پاس کچھ نہیں، تم لوگوں پر بوجھ ہو، لوگ تمہاری خبر گیری کرتے ہیں، تم چاہتے ہو گے کہ تم اپنے بھائیوں سے اچھا سلوک کرو، پڑوسیوں کی غم خواری کرو، خود سیر ہو کر کھاؤ اور لوگوں سے بے نیاز ہو جاؤ۔ عابد نے کہا: ہاں! یہ بات تو ہے۔ شیطان نے کہا: تم درخت کاٹنے کا ارادہ چھوڑو اور واپس چلے جاؤ، میں ہر رات تمہارے سرہانے دو دینار رکھ دیا کروں گا، جب صبح اٹھو تو انہیں اٹھا لینا، اپنے اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا، اپنے بھائیوں پر صدقہ کرنا، یہ تمہارے اور مسلمانوں کے لئے درخت کاٹنے سے زیادہ مفید ہے کہ درخت کاٹنے سے ان لوگوں کو کوئی نقصان نہ ہو گا نہ ہی تمہارے مسلمان بھائیوں کو کوئی فائدہ ہو گا کیونکہ اس کی جگہ دوسرا درخت لگا دیا جائے گا۔ عابد نے شیطان کی بات میں غور و فکر کیا اور (دل ہی دل میں) کہنے لگا: اس نے سچ کہا، میں کوئی نبی نہیں ہوں کہ مجھ پر اسے کاٹنا لازم ہو اور نہ ہی اللہ پاک نے مجھے اسے کاٹنے کا حکم دیا ہے کہ میں اس پر عمل نہ کرنے سے گناہ گار ہو جاؤں گا اور جو کچھ اس شیخ نے کہا ہے اس میں زیادہ نفع ہے۔ چنانچہ عابد نے شیطان سے اس عہد و پیمان پر قسم لے لی اور اپنے عبادت خانے کی طرف لوٹ آیا، صبح ہوئی تو دیکھا کہ اس کے سرہانے دو دینار رکھے ہوئے ہیں۔ اس نے انہیں اٹھا لیا، دوسرے دن بھی اسی طرح ہوا لیکن تیسرے دن اسے کچھ نہ ملا تو وہ غصے میں آ گیا اور کلہاڑا کاندھے پر رکھ کر درخت کی طرف چل دیا، راستے میں پھر شیطان شیخ کی صورت میں اس سے ملا اور پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ عابد نے کہا: اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں۔ شیطان نے کہا: اللہ کی قسم! تم جھوٹ بولتے ہو، تم اس پر قادر نہیں اور نہ

اس کام کو کر سکتے ہو۔ چنانچہ عابد نے اسے پکڑ کر پہلے کی طرح گرانا چاہا تو شیطان نے کہا: اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ پھر شیطان نے اسے پکڑ کر پچھاڑ دیا، اب وہ عابد شیطان کے سامنے چڑیا کی طرح تھا، ابلیس لعین اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور کہنے لگا: اپنے اس ارادے سے باز آجاؤ ورنہ تمہیں جان سے مار دوں گا۔ عابد نے جب اپنے آپ کو بے بس پایا تو اس سے کہا: اے فلاں! مجھے چھوڑ دے اور یہ بتا کہ تو مجھ پر کیسے غالب آگیا؟ حالانکہ پہلی مرتبہ میں تجھ پر غالب آگیا تھا۔ شیطان نے کہا: پہلی مرتبہ تجھے اللہ پاک کے لئے غصہ آیا تھا اور تیری نیت آخرت کی تھی تو اللہ پاک نے مجھے تیرے ہاتھوں مغلوب کر دیا جب کہ اس مرتبہ تجھے اپنی ذات اور دنیا کے لئے غصہ آیا تو میں نے تجھے پچھاڑ دیا۔

وفی الإسرائیلیات أن عابدا کان یعبد اللہ دھرا طویلا فجاءہ قوم فقالوا إن ھھنا قوما یعبدون شجرۃ من دون اللہ تعالی فغضب لذلك وأخذ فأسہ علی عاتقہ وقصد الشجرۃ لیقطعھا فاستقبلہ إبلیس فی صورۃ شیخ فقال أین ترید رحمك اللہ قال أرید أن أقطع ھذہ الشجرۃ قال وما أنت وذاك ترکت عبادتك واشتغالك بنفسك وتفرغت لغیر ذلك فقال إن ھذا من عبادتی قال فإنی لا أترکك أن تقطعھا فقاتلہ فأخذہ العابد فطرحہ إلی الأرض وقعد علی صدرہ فقال لہ إبلیس أطلقنی حتی أکلمك فقام عنہ فقال إبلیس یا ھذا إن اللہ تعالی قد أسقط عنك ھذا ولم یفرضہ علیك وما تعبدھا أنت وما علیك من غیرك وللہ تعالی أنبیاء فی أقالیم الأرض ولو شاء لبعثھم إلی أھلھا وأمرھم بقطعھا فقال العابد لا بد لی من قطعھا فنابذہ للقتال فغلبہ العابد وصرعہ وقعد علی صدرہ فعجز إبلیس فقال لہ ھل لك فی أمر فصل بینی وبینك وھو خیر لك وأنفع قال وما ھو قال أطلقنی حتی أقول لك فأطلقہ فقال إبلیس أنت رجل فقیر لا شیء لك إنما أنت کل علی الناس یعولونك ولعلك تحب أن تتفضل علی إخوانك وتواسی جیرانك وتشبع وتستغنی عن الناس قال نعم قال فارجع عن ھذا الأمر ولك علی أن أجعل عند رأسك فی کل لیلۃ دینارین إذا أصبحت أخذتھما فأنفقت علی نفسك وعیالك وتصدقت علی إخوانك فیکون ذلك أنفع لك وللمسلمین من قطع ھذہ الشجرۃ التی یغرس مکانھا ولا یضرھم قطعھا شیئا ولا ینفع إخوانك

المؤمنين قطعك إياها فتفكر العابد فيما قال وقال صدق الشيخ لست بنبی فيلزمنی قطع هذه الشجرة ولا أمرنی الله أن أقطعها فأكون عاصيا بتركها وما ذكره أكثر منفعة فعاهده على الوفاء بذلك وحلف له فرجع العابد إلى متعبده فبات فلما أصبح رأى دينارين عند رأسه فأخذهما وكذلك الغد ثم أصبح اليوم الثالث وما بعده فلم ير شيئا

فغضب وأخذ فأسه على عاتقه فاستقبله إبليس فی صورة شيخ فقال له إلى أين قال أقطع تلك الشجرة فقال كذبت والله ما أنت بقادر على ذلك ولا سبيل لك إليها قال فتناوله العابد ليفعل به كما فعل أول مرة فقال هيهات فأخذه إبليس وصرعه فإذا هو كالعصفور بين رجليه وقعد إبليس على صدره وقال لتنتهين عن هذا الأمر أو لأذبحنك فنظر العابد فإذا لا طاقة له به قال يا هذا غلبتنی فخل عنی وأخبرنی كيف غلبتك أولا وغلبتنی الآن فقال لأنك غضبت أول مرة لله وكانت نيتك الآخرة فسخرنی الله لك وهذه المرة غضبت لنفسك وللدنيا فصرعتك[1]

حکایت نمبر:233

گدھا اور بلی

منقول ہے کہ ایک بزرگ کو بعدِ وفات خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: آپ نے اپنے اعمال کو کیسا پایا؟ انہوں نے جواب دیا: جو عمل بھی میں نے اللہ پاک کے لئے کیا تھا اسے دفترِ اعمال میں پایا یہاں تک کہ انار کا ایک دانہ جو میں نے راستے سے ہٹا دیا تھا اور ہماری ایک بلی جو مر گئی تھی اسے بھی میں نے نیکیوں کے پلڑے میں دیکھا، میری ٹوپی میں ریشم کا ایک دھاگا تھا جسے میں نے گناہوں کے پلڑے میں دیکھا اور میرا ایک گدھا مر گیا تھا جس کی قیمت 100 دینار تھی میں نے اس کا ثواب نہ پایا تو عرض کیا: بلی کا مرنا تو نیکیوں کے پلڑے میں ہے لیکن گدھے کا مرنا اس میں نہیں؟ تو مجھ سے کہا گیا کہ اسے وہاں بھیج دیا گیا ہے جہاں تم نے اسے بھیجا

1 ...احیاء علوم الدین، 4/377

تھا کیونکہ جب تمہیں اس کے مرنے کی خبر ملی تھی تو تم نے اس پر اللہ پاک کی لعنت کی تھی اس وجہ سے گدھے میں تمہارا ثواب باطل ہو گیا اگر تم اس طرح کہتے "فِيْ سَبِيْلِ الله" تو ضرور اس کا ثواب بھی نیکیوں کے پلڑے میں پاتے۔

ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا: ایک دن میں نے لوگوں کے سامنے صدقہ دیا تو لوگوں کا میری طرف دیکھنا مجھے اچھا لگا تو میں نے نہ اس کا ثواب پایا اور نہ گناہ۔

حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ واقعہ سنا تو فرمانے لگے: ان کا حال کتنا اچھا ہوا کہ نہ ثواب ملا اور نہ ان پر گناہ ہوا ان کے ساتھ تو اچھا سلوک کیا گیا ہے۔

ورؤي بعضهم في المنام فقيل له كيف وجدت أعمالك فقال كل شيء عملته لله وجدته حتى حبة رمان لقطعتها من طريق وحتى هرة ماتت لنا رأيتها في كفة الحسنات وكان في قلنسوتي خيط من حرير فرأيته في كفة السيئات وكان قد نفق حمار لي قيمته مائة دينار فما رأيت له ثوابا فقلت موت سنور في كفة الحسنات وموت حمار ليس فيها فقيل لي إنه قد وجه حيث بعثت به فإنه لما قيل لك قد مات قلت في لعنة الله فبطل أجرك فيه ولو قلت في سبيل الله لوجدته في حسناتك

وفي رواية قال وكنت قد تصدقت بصدقة بين الناس فأعجبني نظرهم إلي فوجدت ذلك لا علي ولا لي قال سفيان لما سمع هذا ما أحسن حاله إذ لم يكن عليه فقد أحسن إليه[1]

حکایت نمبر:234

اخلاص کے ساتھ کی جانے والی دعا قبول ہو گئی

منقول ہے کہ ایک شخص عورتوں کی شکل و صورت بنا کر نکلتا اور جہاں شادی یا مرگ کی وجہ سے عورتیں جمع ہوتیں وہاں جاتا، ایک دن اتفاق سے وہ عورتوں کے مجمع میں گیا وہاں کسی عورت کا ایک موتی

1 ...احیاء علوم الدین، 4/378

چوری ہو گیا تو لوگوں نے شور مچایا کہ دروازہ بند کر دو تا کہ ہم تلاشی لیں، وہ ایک ایک کی تلاشی لے رہے تھے یہاں تک کہ اس شخص کی اور اس کے ساتھ ایک عورت کی باری آگئی، اس شخص نے اخلاص کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں دعا کی: اے اللہ! اگر آج میں اس رُسوائی سے بچ گیا تو آئندہ کبھی ایسا کام نہیں کروں گا۔ چنانچہ وہ موتی اس عورت کے پاس سے بر آمد ہو گیا تو انہوں نے بآوازِ بلند کہا: ہمیں موتی مل گیا ہے اب عورتوں کی تلاشی نہ لی جائے۔

وقيل كان رجل يخرج في زي النساء ويحضر كل موضع يجتمع فيه النساء من عرس أو مأتم فاتفق أن حضر يوما موضعا فيه مجمع للنساء فسرقت درة فصاحوا أن أغلقوا الباب حتى نفتش فكانوا يفتشون واحدة واحدة حتى بلغت النوبة إلى الرجل وإلى امرأة معه فدعا الله تعالى بالإخلاص وقال إن نجوت من هذه الفضيحة لا أعود إلى مثل هذا فوجدت الدرة مع تلك المرأة فصاحوا أن أطلقوا الحرة فقد وجدنا الدرة[1]

حکایت نمبر:235

میں تو جہاد کے لئے ہی نکلا ہوں

ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں براستہ سمندر جہاد کے لئے نکلا تو ہم میں سے کسی نے توشہ دان بیچنا چاہا، میں نے کہا: میں اسے خرید لیتا ہوں تا کہ جہاد میں اس سے فائدہ اٹھاؤں اور جب فلاں شہر پہنچ جاؤں گا تو اسے بیچ دوں گا اور کچھ نفع کما لوں گا۔ چنانچہ وہ توشہ دان میں نے خرید لیا، اسی رات میں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے دو آدمی اترے ہیں، ان میں سے ایک دوسرے سے کہتا ہے: مجاہدین کے نام لکھو۔ چنانچہ وہ اسے لکھوانے لگا کہ فلاں شخص سیر و تفریح کی نیت سے نکلا، فلاں دکھاوے کے لئے آیا، فلاں تجارت کی غرض سے اور فلاں اللہ پاک کے راستے میں ہے۔ پھر اس نے میری طرف دیکھ کر کہا: لکھو فلاں شخص تجارت کے ارادے سے نکلا۔ میں نے کہا: میرے بارے میں اللہ پاک سے ڈرو میں تجارت کے لئے نہیں نکلا، نہ میرے

1 ...احیاء علوم الدین، 4/378

پاس سامانِ تجارت ہے جس کی میں تجارت کروں گا، میں تو جہاد کے لئے ہی نکلا ہوں۔ تو اس نے کہا: اے شیخ! تم نے کل ایک توشہ دان خریدا تھا اور تم اس میں نفع حاصل کرنا چاہتے تھے۔ یہ سن کر میں نے روتے ہوئے کہا: مجھے تاجر نہ لکھو۔ تو اس نے اپنے رفیق کی طرف دیکھ کر کہا: کیا خیال ہے؟ اس نے کہا: لکھو کہ فلاں شخص نکلا تو جہاد کے لئے تھا لیکن راستے میں اس نے ایک توشہ دان خرید لیا تھا کہ اس سے نفع حاصل ہو، پھر اس کے بارے میں جو اللہ پاک چاہے گا حکم فرمائے گا۔

ویروی عن بعضھم قال غزوت فی البحر فعرض بعضنا مخلاۃ فقلت أشتریھا فأنتفع بھا فی غزوی فإذا دخلت مدینۃ کذا بعتھا فربحت فیھا فاشتریتھا فرأیت تلك اللیلۃ فی النوم کأن شخصین قد نزلا من السماء فقال أحدھما لصاحبہ اکتب الغزاۃ فأملی علیہ خرج فلان متنزھا وفلان مرائیا وفلان تاجرا وفلان فی سبیل اللہ ثم نظر إلی وقال اکتب فلان خرج تاجرا فقلت اللہ اللہ فی أمری ما خرجت أتجر وما معی تجارۃ أتجر فیھا ما خرجت إلا للغزو فقال یا شیخ قد اشتریت أمس مخلاۃ ترید أن تربح فیھا فبکیت وقلت لا تکتبونی تاجرا فنظر إلی صاحبہ وقال ما تری فقال اکتب خرج فلان غازیا إلا أنہ اشتری فی طریقہ مخلاۃ لیربح فیھا حتی یحکم اللہ عزوجل فیہ بما یری[1]

حکایت نمبر:236

غیبت کی تباہ کاریاں

حدیثِ پاک میں ہے کہ زمانۂ رسالت میں دو عورتوں نے روزہ رکھا دن کے اختتام پر انہیں بھوک اور پیاس نے تنگ کیا قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جاتیں، چنانچہ، انہوں نے کسی کو بارگاہِ رسالت میں بھیج کر روزہ افطار کی اجازت طلب کی تو حضور پر نور، شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کی طرف ایک پیالہ بھیجا اور فرمایا: ''ان دونوں سے کہو کہ تم نے جو کھایا ہے اس کی پیالے میں قے کرو۔'' چنانچہ، ایک نے تازہ خون اور گوشت کی قے کی اور دوسری نے بھی اس جیسی قے کی حتی کہ دونوں نے پیالہ بھر دیا۔ لوگوں کو اس پر

1 ...احیاء علوم الدین، 4/378

تعجب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ان دونوں نے اللہ پاک کی حلال کردہ چیز سے روزہ رکھا اور اس کی حرام کردہ چیز سے افطار کیا، یوں کہ دونوں میں سے ایک دوسری کے پاس بیٹھی اور دونوں لوگوں کی غیبت کرنے لگیں تو یہ لوگوں کا گوشت ہے جو انہوں نے (غیبت کی صورت میں) کھایا۔“[1]

وجاء فی الخبر إن امرأتین صامتا علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فأجهدهما الجوع والعطش من آخر النهار حتی کادتا أن تتلفا فبعثتا إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم یستأذناه فی الإفطار فأرسل إلیهما قدحا وقال صلی الله علیه وسلم قل لهما قیئا فیه ما أکلتما فقاءت إحداهما نصفه دما عبیطا ولحما غریضا وقاءت الأخری مثل ذلك حتی ملأتاه فعجب الناس من ذلك فقال صلی الله علیه وسلم هاتان صامتا عما أحل الله لهما وأفطرتا علی ما حرم الله تعالی علیهما قعدت إحداهما إلی الأخری فجعلتا یغتابان الناس فهذا ما أکلتا من لحومهم[2]

حکایت نمبر:237

کیا میں عظمت والے بادشاہ سے حیا نہ کروں؟

منقول ہے کہ جب زلیخا حضرت سیِّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو خلوت میں لے کر آئی تو بُت کا چہرہ ڈھانپ دیا۔ حضرت سیِّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ”تعجب ہے تم پر کہ ایک پتھر کے دیکھنے سے حیا کرتی ہو حالانکہ یہ دیکھ بھی نہیں سکتا تو کیا میں عظمت والے بادشاہ کے دیکھنے سے حیا نہ کروں؟“

وحکی أن زلیخا لما همت بیوسف علیه السلام قامت فغطت وجه صنم کان لها فقال یوسف مالك أتستحیین من مراقبة جماد ولا أستحیی من مراقبة الملك الجبار[3]

حکایت نمبر:238

ستاروں کو پیدا کرنے والا

منقول ہے کہ ایک نوجوان نے غیر کی باندی سے نفسانی خواہش پوری کرنے کا قصد کیا تو باندی نے اس

1 ...مسند احمد، 9/165، حدیث:23714

2 ...احیاء علوم الدین، 1/235

3 ...احیاء علوم الدین، 4/397

سے کہا: "تمہیں شرم نہیں آتی؟" وہ بولا: "کس سے شرم کروں؟ ہمیں تو صرف ستارے دیکھ رہے ہیں۔" لونڈی نے کہا: "پھر ستاروں کو پیدا کرنے والا کہاں گیا؟"

حکی عن بعض الأحداث أنه راود جارية عن نفسها فقالت له ألا تستحيي فقال ممن أستحيي وما يرانا إلا الكواكب قالت فأين مكوكبها(1)

حکایت نمبر:239

غلامی سے آزادی

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی جانب نکلا، ہم نے رات ایک مقام پر گزاری تو پہاڑ سے ایک چرواہا آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: "اے چرواہے! اس ریوڑ میں سے ایک بکری مجھے بیچ دو۔" چرواہے نے کہا: "میں کسی کا غلام ہوں۔" آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اپنے مالک سے کہہ دینا بکری کو بھیڑیئے نے کھالیا۔" اس نے عرض کی: "اللہ پاک تو دیکھ رہا ہے۔" حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رونے لگے پھر دوسرے دن غلام کو مالک سے خرید کر آزاد کر دیا اور فرمایا: "دنیا میں تجھے اس بات نے آزاد کیا اور میں امید کرتا ہوں کہ یہی بات آخرت میں بھی تیری آزادی کا باعث بنے گی۔"

قال عبد الله بن دينار خرجت مع عمر ابن الخطاب رضي الله عنه إلى مكة فعرسنا في بعض الطريق فانحدر عليه راع من الجبل فقال له يا راعي بعني شاة من هذه الغنم فقال إني مملوك فقال قل لسيدك أكلها الذئب قال فأين الله قال فبكى عمر رضي الله عنه ثم غدا إلى المملوك فاشتراه من مولاه وأعتقه وقال أعتقتك في الدنيا هذه الكلمة وأرجو أن تعتقك في الآخرة(2)

(1)...احیاء علوم الدین، 4/397

(2)...احیاء علوم الدین، 4/398

حکایت نمبر:240

مجھے تو کوئی دکھائی ہی نہیں دیا

حضرت سیّدُنا عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا: "آپ اس زمانے میں کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو اپنی حالت کے سبب مخلوق سے بے خبر ہو؟" فرمایا: "میں صرف ایک شخص کو جانتا ہوں جو عنقریب آئے گا۔" تھوڑی دیر گزری کہ حضرت سیّدُنا عُتْبَۃُ الْغُلام رحمۃ اللہ علیہ داخل ہوئے۔

حضرت سیّدُنا عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے استفسار فرمایا: اے عتبہ! کہاں سے آرہے ہو؟ انہوں نے کہا: "فلاں جگہ سے۔" اس جگہ کا راستہ چونکہ بازار کی طرف سے تھا لہٰذا حضرت سیّدُنا عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا: "راستے میں کس کس سے ملاقات ہوئی؟" انہوں نے کہا: "مجھے تو کوئی دکھائی ہی نہیں دیا۔"

وقد قيل لعبد الواحد ابن زيد هل تعرف في زمانك هذا رجلا قد اشتغل بحاله عن الخلق فقال ما أعرف إلا رجلا سيدخل عليكم الساعة فما كان إلا سريعا حتى دخل عتبه الغلام فقال له عبد الواحد بن زيد من أين جئت يا عتبه فقال من موضع كذا وكان طريقه على السوق فقال من لقيت في الطريق فقال ما رأيت أحدا[1]

حکایت نمبر:241

میں نے تو اسے دیوار سمجھا

مروی ہے کہ حضرت سیّدُنا یحییٰ بن زکریا عَلَیْہِمَا السَّلَام کسی عورت کے قریب سے گزرے، اپنا بچاؤ کرنا چاہا تو وہ عورت گر گئی۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام سے لوگوں نے پوچھا: "آپ نے یہ کیا کیا؟" فرمایا: "میں نے تو اسے دیوار سمجھا تھا۔"

ويروى عن يحيى بن زكريا عليهما السلام أنه مر بامرأة فدفعها فسقطت على وجهها فقيل له لم

1 ...احیاء علوم الدین، 4/399

فعلت هذا فقال ما ظننتها إلا جدارا[1]

حکایت نمبر:242

اکثر مخلوق غافل ہے

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا وہ تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے، ان میں سے ایک شخص دور بیٹھا تھا۔ میں اس کے قریب آیا اور بات کرنا چاہی تو اس نے کہا: ''اللہ پاک کے ذکر میں زیادہ لذت ہے۔'' میں نے پوچھا: ''تم یہاں اکیلے کیا کر رہے ہو؟'' اس نے کہا: ''میرا رب کریم اور دو فرشتے میرے ساتھ ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''ان تیر اندازوں میں سے سبقت لے جانے والا کون ہے؟'' فرمایا: ''جسے اللہ پاک نے بخش دیا۔'' میں نے پوچھا: ''راستہ کہاں ہے؟'' اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور اٹھ کر چلتے ہوئے کہنے لگا: ''اے اللہ! تیری اکثر مخلوق تجھ سے غافل ہے۔''

وحکی عن بعضهم أنه قال مررت بجماعة يترامون وواحد جالس بعيدا منهم فتقدمت إليه فأردت أن أكلمه فقال ذكر الله تعالى أشهى فقلت وحدك فقال معي ربي وملكاي فقلت من سبق من هؤلاء فقال من غفر الله له فقلت أين الطريق فأشار نحو السماء وقام ومشى وقال أكثر خلقك شاغل عنك[2]

حکایت نمبر:243

ایک نوجوان کی نصیحت

حضرت سیِّدُنا ابو عبد اللہ بن خفیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مصر سے رَمْلَہ حضرت سیِّدُنا ابو علی روذباری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے نکلا تو مجھ سے حضرت سیِّدُنا عیسیٰ بن یونس مصری رحمۃ اللہ علیہ نے جو زاہد کے لقب سے مشہور تھے فرمایا: ''مقامِ صُور میں ایک نوجوان اور ایک ادھیڑ عمر شخص مراقبہ کی حالت

[1]...احیاء علوم الدین، 4/399

[2]...احیاء علوم الدین، 4/399

میں ہیں، اگر تم ان سے ملنے جاؤ تو شاید تمہیں فائدے کی کوئی بات معلوم ہو۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں مقامِ صور میں بھوکا پیاسا داخل ہوا، میرے جسم پر فقط اتنا کپڑا تھا جس سے ستر چھپ سکے۔ میں مسجد میں داخل ہوا تو دو آدمیوں کو قبلہ رخ بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے انہیں دوسری اور تیسری بار سلام کیا لیکن پھر بھی کوئی جواب نہ سنا تو میں نے انہیں اللہ پاک کی قسم دے کر کہا کہ میرے سلام کا جواب دیجئے۔ نوجوان نے مراقبہ سے سر اٹھا کر میری طرف دیکھ کر کہا: "اے ابنِ خفیف! دنیا بہت مختصر ہے اور اس مختصر میں سے بھی بہت کم باقی رہ گئی ہے لہٰذا تم اس مختصر سی دنیا میں زیادہ سے زیادہ عمل کرو۔ اے ابنِ خفیف! تمہاری مصروفیات کتنی کم ہیں کہ ہم سے ملنے چلے آئے!" حضرت سیّدُنا ابنِ خفیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی بات نے مجھے مکمل طور پر جکڑ لیا پھر وہ نوجوان سر جھکا کر دوبارہ مراقبہ میں مشغول ہو گیا۔ میں ان دونوں کے پاس ٹھہرا رہا حتّٰی کہ ہم نے ظہر اور عصر کی نماز پڑھی جبکہ میری بھوک اور پیاس سب ختم ہو چکی تھی۔ عصر کے وقت میں نے ان سے کہا: مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ نوجوان نے سر اٹھا کر کہا: "اے ابنِ خفیف! ہم خود مصیبت میں ہیں، ہمارے پاس نصیحت والی زبان نہیں ہے۔" حضرت سیّدُنا ابن خفیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں تین دن ان کے پاس رہا، اس دوران میں نے کچھ کھایا نہ پیا اور نہ ہی میں سویا اور میں نے ان دونوں کو بھی کچھ کھاتے پیتے نہ دیکھا۔ تیسرے دن میں نے دل میں کہا: مجھے انہیں نصیحت کرنے کے لئے قسم دینی چاہئے تاکہ ان کی نصیحت سے مجھے کوئی فائدے کی بات معلوم ہو۔ اسی دوران نوجوان نے سر اٹھایا اور کہا: "اے ابن خفیف! ایسے شخص کی صحبت اختیار کرو جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے اور اس کی عظمت وہیبت تمہارے دل پر چھا جائے، وہ تمہیں زبان سے نہیں عمل سے نصیحت کرے۔ وَالسَّلام اب تم جاؤ۔"

قال أبو عبد الله بن خفيف خرجت من مصر أريد الرملة للقاء أبي علي الروذباري فقال لي عيسى بن يونس المصري المعروف بالزاهد وأن في صور شابا وكهلا قد اجتمعا على حال المراقبة فلو نظرت إليهما نظرة لعلك تستفيد منهما فدخلت صورا وأنا جائع عطشان وفي وسطي خرقة وليس على كتفي شيء فدخلت المسجد فإذا بشخصين قاعدين مستقبلي القبلة فسلمت عليهما فما أجاباني فسلمت

ثانية وثالثة فلم أسمع الجواب فقلت نشدتكما بالله إلا رددتما على السلام فرفع الشاب رأسه من مرقعته فنظر إلى وقال يا ابن خفيف الدنيا قليل وما بقى من القليل إلا القليل فخذ من القليل الكثير يا ابن خفيف ما أقل شغلك حتى تتفرغ إلى لقائنا قال فأخذ بكليتى ثم طأطأ رأسه فى المكان فبقيت عندهما حتى صلينا الظهر والعصر فذهب جوعى وعطشى وعنائى فلما كان وقت العصر قلت عظنى فرفع رأسه إلى وقال يا ابن خفيف نحن أصحاب المصائب ليس لنا لسان العظة فبقيت عندهما ثلاثة أيام لا آكل ولا أشرب ولا أنام ولا رأيتهما أكلا شيئا ولا شربا فلما كان اليوم الثالث قلت فى سرى أحلفهما أن يعظانى لعلى أن أنتفع اضطرها فرفع الشاب رأسه وقال لى يا ابن خفيف عليك بصحبة من يذكرك الله رؤيته وتقع هيبته على قلبك يعظك بلسان فعله ولا يعظك بلسان قوله والسلام قم عنا[1]

حکایت نمبر:244

خوفِ خدا سے انتقال

حضرت سیِّدُنا توبہ بن صِمّہ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ آپ اپنا محاسَبہ کیا کرتے تھے۔ایک دن آپ نے اپنی عمر کا حساب لگایا تو آپ کی عمر ساٹھ سال بنی، دنوں کا حساب لگایا تو 21ہزار500 بنے۔یہ دیکھ کر آپ نے اچانک چیخ ماری اور فرمایا: ہائے افسوس!(اگر روزانہ ایک گناہ بھی ہوا تو) میں اللہ پاک سے 21ہزار500 گناہوں کے ساتھ ملاقات کروں گا اور اگر روزانہ 10ہزار گناہ ہوئے تو پھر کیا بنے گا؟ یہ سوچ کر غش کھا کر گرے اور خوفِ خدا سے وفات پا گئے۔لوگوں نے کسی کہنے والے کو ان کے متعلق کہتے ہوئے سنا:" اے شخص!فردوسِ اعلیٰ کی طرف جاؤ۔"

كما نقل عن توبه ابن الصمة وكان بالرقة وكان محاسبا لنفسه فحسب يوما فإذا هو ابن ستين سنة فحسب أيامها فإذا هى أحد وعشرون ألف يوم وخمسمائة يوم فصرخ وقال يا ويلتى ألقى الملك بأحد وعشرين ألف ذنب فكيف وفى كل يوم عشرة آلاف ذنب ثم خر مغشيا عليه فإذا هو ميت فسمعوا قائلا يقول يالك ركضة إلى الفردوس الأعلى[2]

1 ...احیاء علوم الدین، 4/399

2 ...احیاء علوم الدین، 4/406

حکایت نمبر:245

ہاتھ آگ پر رکھ دیا

حضرت سیّدُنا منصور بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک عبادت گزار نے غیر مَحرَم عورت سے بات کے دوران اس کی ران پر ہاتھ رکھ دیا۔ ندامت محسوس ہوئی تو اس نے اپناہاتھ آگ پر رکھاحتّٰی کہ وہ جل کر کوئلہ ہو گیا۔

فقد روی عن منصور بن إبراهيم أن رجلا من العباد كلم امرأة فلم يزل حتى وضع يده على فخذها ثم ندم فوضع يده على النار حتى يبست[1]

حکایت نمبر:246

انوکھی توبہ

منقول ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص اپنے عبادت خانہ میں طویل عرصے تک عبادت کرتا رہا۔ ایک دن باہر جھانکا تو اچانک ایک عورت پر نظر پڑی اور اس پر فریفتہ ہو گیا۔ اس کے پاس جانے کے لئے قدم باہر نکالا ہی تھا کہ رحمتِ الٰہی اس کی طرف متوجہ ہو گئی، وہ (خود سے) کہنے لگا: یہ میں کیا کرنے جارہا ہوں؟ یہ کہہ کر وہ اس برے ارادے سے باز رہا اور اللہ پاک نے اسے محفوظ رکھا۔ اس فعل پر نادم ہوتے ہوئے وہ اپنا پاؤں عبادت خانہ میں رکھنے لگا تو خیال آیا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو پاؤں گناہ کے ارادے سے باہر نکلا اب میرے ساتھ عبادت خانہ میں واپس جائے؟ اللہ پاک کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ وہ پاؤں عبادت خانہ سے باہر لٹکا کر بیٹھ گیاحتّٰی کہ بارشوں، ہواؤں، برف باری اور دھوپ کی وجہ سے وہ گل کر الگ ہو گیا۔ اس پر وہ اللہ پاک کا شکر بجالایا۔ اللہ پاک نے کسی آسمانی کتاب میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔

وروى أنه كان في بني إسرائيل رجل يتعبد في صومعته فمكث كذلك زمانا طويلا فأشرف ذات يوم

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/406

فإذا هو بامرأة فافتتن بها وهم بها فأخرج رجله لينزل إليها فأدركه الله بسابقه فقال ما هذا الذى أريد أن أصنع فرجعت إليه نفسه وعصمه الله تعالى فندم فلما أراد أن يعيد رجله إلى الصومعة قال هيهات هيهات رجل خرجت تريد أن تعصى الله تعود فى صومعتى لا يكون والله له ذلك أبدا فتركها معلقة فى الصومعة تصيبها الأمطار والرياح والثلج والشمس حتى تقطعت فسقطت فشكر الله له ذلك وأنزل فى بعض كتبه ذكره (1)

حکایت نمبر:247

انوکھی سزا

سیِّدُ الطائفہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار شیخ اِبْنِ کُرَیْبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رات کا وقت تھا، مجھے غسل کی ضرورت پیش آئی تو میں نے ارادہ کیا اسی وقت غسل کرلوں مگر سخت سردی کے سبب نفس نے سستی دِلائی اور مشورہ دیا کہ صبح تک غسل مؤخر کر دو بعد میں پانی گرم کر کے غسل کرلینا یا حمام چلے جانا، خواہ مخواہ خود کو کیوں مشقت میں ڈال رہے ہو۔ میں نے کہا: بڑی عجیب بات ہے جو حقوق مجھ پر واجب تھے اس کی ادائیگی میں پوری زندگی میں اللہ پاک کی فرماں برداری کرتا رہا تو آج عمل کرنے میں جلدی کے بجائے سستی اور تاخیر کیسے کر سکتا ہوں؟ لہٰذا میں نے نفس کو انوکھی سزا دینے کے لئے قسم کھائی کہ میں اسی لباس میں غسل کروں گا نیز اسے اُتار کر نچوڑوں گا بھی نہیں بلکہ بدن ہی پر خشک کروں گا۔

ویحکی عن الجنید قال سمعت ابن الكريبى يقول أصابتنى ليلة جنابة فاحتجت أن أغتسل وكانت ليلة باردة فوجدت فى نفسى تأخرا وتقصيرا فحدثتنى نفسى بالتأخير حتى أصبح وأسخن الماء أو أدخل الحمام ولا أعنى على نفسى فقلت واعجبا أنا أعامل الله فى طول عمرى فيجب له على حق فلا أجد فى المسارعة وأجد الوقوف والتأخر آليت أن لا أغتسل إلا فى مرقعتى هذه وآليت أن لا أنزعها ولا أعصرها ولا أجففها فى الشمس (2)

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/406

2 ...احیاء علوم الدین، 4/406

حکایت نمبر:248

آنکھ پھٹ گئی

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا غزوان اور حضرت سیِّدُنا ابو موسٰی اشعری رضی اللہ عنہما دونوں جہاد میں تھے۔ اچانک ایک عورت پر حضرت سیِّدُنا غزوان رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی تو ندامت کی وجہ سے آپ نے اپنی آنکھ پر اتنی زور سے طمانچہ مارا کہ آنکھ پھٹ گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آنکھ سے کہا: تو ایسی چیز دیکھ رہی تھی جو تیرے لئے نقصان دہ ہے۔

ویحکی أن غزوان وأبا موسی کانا فی بعض مغازیهما فتکشفت جاریة فنظرإلیها غزوان فرفع یده فلطم عینه حتی بقرت وقال إنك للحاظة إلی ما یضرك[1]

حکایت نمبر:249

ساری زندگی ٹھنڈا پانی نوش نہ فرمایا

منقول ہے کہ ایک بزرگ کی نگاہ کسی عورت کی طرف اٹھ گئی تو انہوں نے نفس کو سزا دینے کا فیصلہ کیا اور ساری زندگی ٹھنڈا پانی نوش نہ فرمایا بلکہ گرم پانی پیتے رہے تاکہ نفس دنیا کی نعمت کے لئے تڑپتا رہے۔

ونظر بعضهم نظرة واحدة امرأة فجعل علی نفسه أن لا یشرب الماء البارد طول حیاته فکان یشرب الماء الحار لینغص علی نفسه العیش[2]

حکایت نمبر:250

نفس کو ایک سال کے روزے کی سزا

حضرت سیِّدُنا حسّان بن ابو سِنان رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کسی مکان کے پاس سے

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/406

2 ...احیاء علوم الدین، 4/406

گزرے تو پوچھا: یہ کب بنا ہے؟ پھر نفس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ایسا بے مقصد سوال تو نے کیوں پوچھا؟ اب میں ایک سال روزے رکھ کر تجھے سزا دوں گا۔ چنانچہ آپ نے ایک سال تک روزے رکھے۔

ویحکی أن حسان بن أبی سنان مر بغرفة فقال متی بنیت هذه ثم أقبل علی نفسه فقال تسألین عما لا یعنیك لأعاقبنك بصوم سنة فصامها[1]

حکایت نمبر: 251

ایک سال تک ٹیک لگا کر نہ سوئے

حضرت سیِّدُنا مالک بن ضَیْغَم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ریاح بن عَمْرو قَیْسِی رحمۃ اللہ علیہ عصر کے بعد آئے اور میرے والد کے بارے میں پوچھا؟ ہم نے کہا: وہ تو سو رہے ہیں۔ آپ نے کہا: اس وقت سو رہے ہیں؟ یہ سونے کا وقت ہے؟ یہ کہہ کر آپ واپس چلے گئے۔ ہم نے ان کے پیچھے ایک قاصد بھیجا تاکہ وہ پوچھے کہ کیا والد صاحب کو جگا دیں؟ وہ واپس آکر کہنے لگا: وہ تو میری بات سمجھنے سے زیادہ اہم کام میں مشغول ہیں۔ میں نے انہیں قبرستان میں دیکھا کہ وہ اپنے نفس کو ڈانٹتے ہوئے کہہ رہے ہیں: تو نے یہ کیوں کہا کہ یہ سونے کا وقت ہے؟ کیا یہ کہنا تجھ پر لازم تھا؟ جو جب چاہے سوئے تو پوچھنے والا کون ہوتا ہے اور تجھے کیا معلوم کہ یہ سونے کا وقت نہیں؟ جس کا علم نہیں اس کے بارے میں تو نے کیوں گفتگو کی؟ میں اللہ پاک سے نہ توڑنے والا وعدہ کرتا ہوں کہ ایک سال تک زمین پر ٹیک لگا کر نہیں سوؤں گا البتہ کوئی مرض حائل ہو جائے یا عقل زائل ہو جائے تو الگ بات ہے۔ اے نفس! تجھے شرم نہیں آتی کب تک تجھے عار دلاؤں؟ کب تو گمراہی سے باز آئے گا؟ قاصد نے مزید کہا: پھر آپ رونے لگے، انہیں میری موجودگی کا علم نہ تھا۔ میں یہ دیکھ کر واپس چلا آیا۔

وقال مالك بن ضيغم جاء رباح القيسی يسأل عن أبی بعد العصر فقلنا إنه نائم فقال أنوم هذه الساعة هذا وقت نوم ثم ولی منصرفا فأتبعناه رسولا وقلنا له ألا نوقظه لك فجاء الرسول وقال هو أشغل

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/406

من أن يفهم عنى شيئا أدركته وهويدخل المقابر وهويعاتب نفسه ويقول أقلت وقت نوم هذه الساعة أفكان هذا عليك ينام الرجل متى شاء وما يدريك أن هذا ليس وقت نوم تتكلمين بما لا تعلمين أما إن لله على عهدا لا أنقضه أبدا لا أوسدك الأرض لنوم حولا إلا لمرض حائل أو لعقل زائل سوأة لك أما تستحيين كم توبخين وعن غيك لا تنتهين قال وجعل يبكى وهو لا يشعر بمكانى فلما رأيت ذلك انصرفت وتركته[1]

حکایت نمبر:252

سال بھر بالکل نہ سوئے

حضرت سیِّدُنا تمیم داری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ ایک رات سوئے تو تہجد کے لئے اٹھ نہ سکے۔اس پر آپ نے نفس کو یہ سزادی کہ ایک سال تک رات کو بالکل نہ سوئے بلکہ مسلسل نماز پڑھتے رہتے۔

ويحكى عن تميم الدارى أنه نام ليلة لم يقم فيها يتهجد فقام سنة لم ينم فيها عقوبة للذى صنع[2]

حکایت نمبر:253

نفس کو سزا دینے پر انعام

حضرت سیِّدُنا طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص زائد کپڑے اتار کر باہر نکلا اور گرم ریت پر خوب لوٹ کر خود کو مخاطب کر کے کہنے لگا: اے رات کے مردار اور دن کے بیکار! یہ ذائقہ چکھ کیونکہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے۔اس دوران اچانک اس کی نگاہ حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی جانب گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایک درخت کے سائے میں تشریف فرما ہیں۔ وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ”میرا نفس مجھ پر غالب ہو گیا ہے۔“ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ

1 ...احیاء علوم الدین، 4/406

2 ...احیاء علوم الدین، 4/406

والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم نے جو کیا اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ تھا، سنو! تمہارے لئے آسمانی دروازے کھول دیئے گئے ہیں، اللہ پاک فرشتوں کے سامنے تم پر فخر فرمارہا ہے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: "اپنے بھائی سے توشۂ آخرت لو۔" ایک شخص نے کہا: "اے فلاں! میرے لئے دعا کرو۔" رَسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ان سب کے لئے دعا کرو۔" چنانچہ اُس نے یوں دعا مانگی: "اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ التَّقْوٰی زَادَھُمْ وَاجْمَعْ عَلَی الْھُدٰی اَمْرَھُمْ یعنی اے اللہ! ان سب کا زادِ راہ تقویٰ بنادے اوران سب کے معاملے کو ہدایت پر جمع فرما۔" پھر رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس شخص کے لئے دعا فرمائی: "اے اللہ! اس کو راہِ راست پر ثابت رکھ۔" اس شخص نے کہا: "اے اللہ ہمارا ٹھکانا جنت بنادے۔"

وعن طلحة رضی اللہ تعالی عنه قال انطلق رجل ذات یوم فنزع ثیابه وتمرغ فی الرمضاء فکان یقول لنفسه ذوقی ونار جهنم أشد حرا أجیفة باللیل بطالة بالنهار فبینما هو کذلك إذ أبصر النبی صلی اللہ علیه وسلم فی ظل شجرة فأتاه فقال غلبتنی نفسی فقال له النبی صلی اللہ علیه وسلم ألم یکن لك بد من الذی صنعت أما لقد فتحت لك أبواب السماء ولقد باهی اللہ بك الملائکة ثم قال لأصحابه تزودوا من أخیکم فجعل الرجل یقول له یا فلان أدع لی یا فلان ادع لی فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم عمهم فقال اللهم أجعل التقوی زادهم واجمع علی الهدی أمرهم

فجعل النبی صلی اللہ علیه وسلم یقول اللهم سدده فقال الرجل اللهم أجعل الجنة مآبهم (1)

حکایت نمبر:254

سب سے بڑا دشمن

حضرت حذیفہ بن قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص سے پوچھا گیا: "تم نفس کی خواہشات کس طرح پوری کرتے ہو؟" اس نے کہا: "روئے زمین پر میرا سب سے بڑا دشمن نفس ہے، میں اس کی خواہشات کیسے

(1)...احیاء علوم الدین، 4/407

پوری کر سکتا ہوں؟"

قیل لرجل کیف تصنع بنفسك فی شهواتها فقال ما علی وجه الأرض نفس أبغض إلی منها فکیف أعطیها شهواتها[1]

حکایت نمبر:255

قید سے پہلے قید

حضرت سیّدُنا ابنِ سَمّاک رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدُنا داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے موقع پر ان کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کی مبارک نعش (لاش) زمین پر دیکھ کر کہنے لگے: اے داؤد! تم نے نفس کو قید ہونے سے پہلے ہی قید کر دیا تھا، اسے سزا ہونے سے پہلے ہی سزا دے دی تھی۔ آج تم اس ثواب کو بھی دیکھ لوگے جس کے لئے ایسا عمل کرتے تھے۔

ودخل ابن السماك علی داود الطائی حین مات وهو فی بیته علی التراب فقال: یا داود سجنت نفسك قبل أن تسجن وعذبت نفسك قبل أن تعذب فالیوم تری ثواب من کنت تعمل له[2]

حکایت نمبر:256

حاجت پوری ہو گئی

حضرت سیّدُنا وہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک شخص کافی عرصہ سے عبادت میں مصروف تھا کہ اچانک اُسے ایک حاجت پیش آئی۔ اس نے حاجت پوری ہونے کے لئے 70 ہفتے اس طرح عبادت کی کہ ہر ہفتے صرف گیارہ کھجوریں کھاتا، اس کے بعد اس نے بارگاہِ الٰہی میں حاجت کا سوال کیا مگر حاجت پوری نہ ہوئی۔ اس نے نفس کو متوجہ کر کے کہا: "یہ تیری ہی وجہ سے ہوا کیونکہ اگر تجھ میں کوئی بھلائی ہوتی تو تیری حاجت ضرور پوری ہوتی۔" اسی وقت ایک فرشتے نے پکارا: "اے ابنِ آدم! تیری یہ ساعت تیری گزشتہ

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/407

2 ...احیاء علوم الدین، 4/407

عبادات سے بہتر ہے اور اللہ پاک نے تیری حاجت پوری فرمادی۔“

وعن وھب بن منبہ: إن رجلا تعبد زمانا ثم بدت لہ إلی اللہ تعالی حاجۃ فقام سبعین سبتا یأکل فی کل سبت إحدی عشرۃ تمرۃ ثم سأل حاجتہ فلم یعطھا فرجع إلی نفسہ وقال منك أتیت لو کان فیك خیر لأعطیت حاجتك فنزل إلیہ ملك وقال یا ابن آدم ساعتك ھذہ خیر من عبادتك التی مضت وقد قضی اللہ حاجتك[1]

حکایت نمبر:257

عزمِ مصمم

حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم جہاد میں شریک تھے، دشمن کے آنے کا شور اٹھا تو مجاہدین سخت ہوا کے باوجود میدانِ جنگ کی طرف چل پڑے۔ اسی دوران میں نے اپنے آگے ایک شخص کو دیکھا، وہ کہہ رہا تھا: اے نفس! میں فلاں جہاد میں شریک ہوا مگر تو نے بیوی بچوں کا خیال دلایا تو میں تیری بات مان کر جہاد سے دور ہو گیا، اسی طرح پھر میں ایک جہاد میں شریک ہوا مگر تو نے بیوی بچوں کا خیال دلایا تو میں تیری بات مان کر دوبارہ جہاد سے دور ہو گیا مگر اللہ پاک کی قسم! آج میں تجھے اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش کر دوں گا وہ تجھے قبول کرے یا نہ کرے۔ حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا: میں اس شخص پر مسلسل نظر رکھوں گا۔ چنانچہ میں نے اس پر نظر رکھی۔ جنگ شروع ہوئی تو وہ سب سے آگے تھا، دشمن کے حملوں سے مجاہدین بکھر گئے لیکن وہ شخص اپنی جگہ ڈٹا رہا، دیگر مجاہدین کئی مرتبہ مُنْتَشِر ہوئے لیکن وہ شخص ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ بخدا! وہ یوں ہی لڑتا رہا حتّٰی کہ شہید ہو گیا۔ میں نے اس پر اور اس کی سواری پر ساٹھ یا اس سے زائد زخم شمار کئے۔

وقال عبد اللہ بن قیس کنا فی غزاۃ لنا فحضر العدو فصیح فی الناس فقاموا إلی المصاف فی یوم شدید الریح وإذا رجل أمامی وھو یخاطب نفسہ ویقول أی نفسی ألم أشھد مشھد کذا فقلت لی أھلك وعیالك

1 ...احیاء علوم الدین، 4/407

فأطعتك و رجعت ألم أشهد مشهد كذا و كذا فقلت لى أهلك وعيالك فأطعتك و رجعت والله لأعرضنك اليوم على الله أخذك أو تركك فقلت لأرمقنه اليوم فرمقته فحمل الناس على عدوهم فكان فى أوائلهم ثم أن العدو حمل على الناس فانكشفوا فكان فى موضعه حتى انكشفوا مرات وهو ثابت يقاتل فوالله ما زال ذاك دأبه حتى رأيته صريعا فعددت به وبدابته ستين أو أكثر من ستين طعنة[1]

حکایت نمبر:258

عبادت کی مٹھاس

منقول ہے کہ کچھ لوگ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لئے حاضرِ خدمت ہوئے جن کے ساتھ ایک دبلا پتلا نوجوان بھی تھا۔ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا: "اے نوجوان! میں تمہیں اتنا کمزور کیوں دیکھ رہا ہوں؟" اس نے عرض کی: "امیر المؤمنین! چند بیماریوں کی وجہ سے۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "تمہیں خدا کا واسطہ سب کچھ سچ سچ بتاؤ۔" اس نے کہا: "امیر المؤمنین! میں نے دنیاوی عیش و عشرت دیکھی تو اسے بدمزہ پایا، میری نظر میں اس کی رونق اور حلاوت حقیر ہو گئی، اس کا سونا اور پتھر برابر ہو گئے، اب میری حالت ایسی ہے کہ میں عرشِ باری تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں، لوگوں کو جنت اور جہنم کی طرف جاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، بس اسی وجہ سے میں دن میں روزے رکھتا ہوں اور رات کو قیام کرتا ہوں پھر بھی میرا یہ عمل اللہ پاک کی جانب سے دیئے جانے والے ثواب و عذاب کے لئے بہت کم ہے۔"

ويحكى أن قوما دخلوا على عمر بن عبد العزيز يعودونه فى مرضه واذا فيهم شاب ناحل الجسم فقال عمر له يا فتى ما الذى بلغ بك ما أرى فقال يا أمير المؤمنين اسقام وأمراض فقال سألتك بالله الا صدقتنى فقال يا أمير المؤمنين ذقت حلاوة الدنيا فوجدتها مرة وصغر عندى زهرتها وحلاوتها واستوى عند ذهبها وحجرها وكأنى أنظر إلى عرش ربى والناس يساقون إلى الجنة والنار فأظمأت لذلك

[1] ...احیاء علوم الدین، 4/407

نھاری وأسھرت لیلی وقلیل حقیر کل ما إنا فیه فی جنب ثواب اللہ وعقابه[1]

حکایت نمبر:259

وقت کی اہمیت

حضرت سیِّدُنا امام ابُو نُعَیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رحمۃ اللہ علیہ روٹی کھاتے نہیں بلکہ پانی میں گھول کر پی لیتے۔ جب اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: روٹی کھانے میں وقت زیادہ صرف ہوتا ہے جبکہ گھول کر پینے میں کم وقت صرف ہوتا ہے اور 50 آیات پڑھی جاسکتی ہیں۔

وقال أبو نعیم کان داود الطائی یشرب الفتیت ولا یأکل الخبز فقیل له فی ذلك فقال بین مضغ الخبز وشرب الفتیت قراءة خمسین آیة[2]

حکایت نمبر:260

20سال تک چھت کی جانب نہ دیکھا

حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چھت کی ایک کڑی ٹوٹ گئی ہے۔ فرمایا: بیٹا! میں نے 20سال سے اپنے گھر کی چھت کی جانب نہیں دیکھا۔

ان حضرات کو جس طرح فضول بات ناپسند تھی اسی طرح فضول دیکھنے کو بھی ناپسند فرماتے۔

دخل رجل علیه یوما فقال ان فی سقف بیتك جذعا مکسورا فقال یا ابن أخی ان لی فی البیت منذ عشرین سنة ما نظرت الی السقف

وکانوا یکرھون فضول النظر کما یکرھون فضول الکلام[3]

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/409

2 ...احیاء علوم الدین، 4/409

3 ...احیاء علوم الدین، 4/409

حکایت نمبر:261

فضول دیکھنے سے اجتناب

حضرت سیِّدُنا محمد بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم فجر سے عصر تک حضرت سیِّدُنا احمد بن رَزِین رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بیٹھے رہے لیکن انہوں نے کسی جانب مڑ کر دیکھا تک نہیں۔ اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: "اللہ پاک نے آنکھیں اس لئے تخلیق فرمائی ہیں تا کہ بندہ باری تعالیٰ کی عظمت کو دیکھے، اب اگر کوئی شخص عبرت کے علاوہ کسی غرض کے لئے انہیں استعمال کرتا ہے تو اس کے حق میں خطا لکھ دی جاتی ہے۔"

وقال محمد بن عبد العزيز جلسنا إلى أحمد بن رزين من غدوة إلى العصر فما التفت يمنه ولا يسرة فقيل له في ذلك فقال إن الله عزوجل خلق العينين لينظر بهما العبد الى عظمة الله تعالى فكل من نظر بغير اعتبار كتبت عليه خطيئة[1]

حکایت نمبر:262

پنڈلیاں سوج گئیں

حضرت سیِّدُنا مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ فرماتی ہیں: حضرت سیِّدُنا مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی پنڈلیاں نماز میں لمبے قیام کرنے کی وجہ سے سوج گئی تھیں۔ بخدا! میں جب ان کے پیچھے بیٹھتی تو ان کی یہ حالت دیکھ کر رو پڑتی۔

وقالت امرأة مسروق ما كان يوجد مسروق إلا وساقاه منتفختان من طول الصلاة وقالت والله ان كنت لاجلس خلفه فابكى رحمة له[2]

1 ...احیاء علوم الدین، 4/409

2 ...احیاء علوم الدین، 4/409

حکایت نمبر:263

زندگی تین چیزوں کی وجہ سے پسند ہے

حضرت سیِّدُنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تین چیزیں اگر نہ ہوتیں تو میں ایک دن بھی زندہ رہنا پسند نہ کرتا: ❶...اللہ پاک کی رضا کے لئے روزہ رکھنا ❷...رات کے وقت اللہ پاک کی عبادت کرنا اور ❸...عمدہ پھلوں کی طرح عمدہ باتوں کا انتخاب کرنے والے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔

وقال أبو الدرداء لولا ثلاث ما أحببت العيش يوما واحدا الظمأ لله بالهواجر والسجود لله في جوف الليل ومجالسة أقوام ينتقون أطايب الكلام كما ينتقى أطايب الثمر (1)

حکایت نمبر:264

سیِّدُنا اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کا مجاہدہ

حضرت سیِّدُنا اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ خوب مجاہدہ فرماتے، گرمی میں روزہ رکھتے حتّٰی کہ آپ کا جسم (خون کی کمی کے سبب) سبز اور زرد ہو جاتا۔ حضرت سیِّدُنا علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ ان سے کہتے: آپ نفس کو اس طرح سزا کیوں دیتے ہیں؟ ارشاد فرماتے: میں اس کی عزت و بھلائی کے لئے ایسا کرتا ہوں۔

چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسلسل روزے رکھتے حتّٰی کہ جسم زرد ہو جاتا تھا، دوران نماز اتنا لمبا قیام کرتے کہ (تھک کر) گر جاتے لہٰذا ایک بار حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اللہ پاک نے تمہیں اس قدر مجاہدہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ حضرت سیِّدُنا اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں ایک غلام ہوں۔ میں ہر وہ عمل بجالانے کی کوشش کرتا ہوں جس سے غلامی ظاہر ہو۔

وكان الأسود بن يزيد يجتهد في العبادة ويصوم في الحر حتى يخضر جسده ويصفر فكان علقمة بن قيس يقول له لم تعذب نفسك فيقول كرامتها أريد

❶...احیاء علوم الدین، 4/409

وكان يصوم حتى يخضر جسده ويصلي حتى يسقط فدخل عليه أنس بن مالك والحسن فقالا له إن الله عزوجل لم يأمرك بكل هذا فقال إنما أنا عبد مملوك لا أدع من الاستكانة شيئا الا جئت به[1]

حکایت نمبر:265

مخلوق پر تعجب

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا روزانہ مجاہدہ کرتے ہوئے ایک ہزار رکعتیں ادا کرتے اگر تھک جاتے تو بیٹھ کر ہزار کا عدد پورا فرماتے پھر عصر کی نماز کے بعد مراقبے کی حالت میں بیٹھ کر مخلوق پر تعجب کرتے ہوئے کہتے: کس لئے لوگ اللہ پاک کو چھوڑ کر دوسری چیزوں میں پھنسے ہوئے ہیں؟ مخلوق پر تعجب ہے کیوں ان کے دل اللہ پاک کے ذکر کو بھول کر کسی اور چیز سے مانوس ہو گئے ہیں؟

وكان بعض المجتهدين يصلي كل يوم الف ركعة حتى أقعد من رجليه فكان يصلي جالسا ألف ركعة فإذا صلى العصر احتبى ثم قال عجبت للخليقة كيف أرادت بك بدلا منك عجبت للخليقة كيف أنست بسواك بل عجبت للخليقة كيف استنارت قلوبها بذكر سواك[2]

حکایت نمبر:266

نماز سے محبت

حضرت سیّدُنا ثابِت بُنانی رحمۃ اللہ علیہ کو نماز سے بہت محبت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یوں دعا مانگا کرتے: اے اللہ! اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے تو مجھے بھی اجازت عطا فرمادے تاکہ میں قبر میں بھی نماز پڑھ سکوں۔

وكان ثابت البناني قد حببت إليه الصلاة فكان يقول اللهم ان كنت أذنت لأحد أن يصلي لك في قبره

1 ...احیاء علوم الدین، 4/409

2 ...احیاء علوم الدین، 4/409

فائذن لی أن أصلی فی قبری[1]

حکایت نمبر:267

ہمیشہ عبادت کرنے والے بزرگ

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا سَری رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عبادت گزار کوئی نہیں دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھانوے سال کی عمر میں صرف مرضُ الموت ہی میں بستر پر دیکھے گئے ورنہ عبادت میں مصروف رہے۔

وقال الجنيد ما رأيت أعبد من السری اتت عليه ثمان وتسعون سنة ما رؤی مضطجعا إلا فی علة الموت[2]

حکایت نمبر:268

راہب کا مجاہدہ

حضرت سیِّدُنا حارث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چند لوگ کسی راہب کے پاس سے گزرے تو اسے خوب مجاہدہ کرتے دیکھ کر اس کی وجہ پوچھی؟ راہب نے کہا: لوگ روزِ قیامت کی سختیوں سے غافل ہیں، یہ مجاہدہ ان سختیوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ لوگ نفسانی خواہشات میں مصروف ہو کر اللہ پاک کی طرف سے ملنے والے بڑے اجر کو بھول گئے ہیں۔ وجہ پوچھنے والے یہ سن کر رونے لگے۔

وقال الحارث بن سعد مر قوم براهب فرأوا ما يصنع بنفسه من شدة اجتهاده فكلموه فی ذلك فقال وما هذا عند ما يراد بالخلق من ملاقاة الأهوال وهم غافلون قد اعتكفوا على حظوظ أنفسهم ونسوا حظهم الأكبر من ربهم فبكى القوم عن آخرهم[3]

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/409

2 ...احیاء علوم الدین، 4/409

3 ...احیاء علوم الدین، 4/409

حکایت نمبر:269

ظاہر پر باطن کا رنگ

حضرت سیِّدُنا ابو محمد مُغازِلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو جُرَیْرِی رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ میں ایک سال اعتکاف فرمایا۔ اس دوران نہ آپ سوئے، نہ کسی سے بات کی، نہ ہی کسی ستون یا دیوار سے ٹیک لگائی اور نہ پاؤں پھیلائے۔ ایک بار حضرت سیِّدُنا ابو بکر کَتّانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں سلام کرنے کے بعد کہا: اے ابو محمد! آپ اس اعتکاف پر کس طرح قادر ہوئے؟ فرمایا: اُس علم کی برکت سے جس نے میرے باطن کو سچا بنادیا اور میرے ظاہر پر بھی اس کا رنگ چڑھ گیا۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ سر جھکائے سوچتے ہوئے چل پڑے۔

وعن أبي محمد المغازلي قال جاور أبو محمد الجريري بمكة سنة فلم ينم ولم يتكلم ولم يستند إلى عمود ولا الى حائط ولم يمد رجليه فعبرعليه أبو بكر الكتاني فسلم عليه وقال له يا أبا محمد بم قدرت على اعتكافك هذا فقال علم صدق باطني فأعانني على ظاهري فاطرق الكتاني ومشى مفكرا[1]

حکایت نمبر:270

خون کے آنسو

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا فتح مُوصِلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا تو وہ ہاتھ پھیلائے رو رہے تھے اور ان کے ہاتھوں پر آنسو گر رہے تھے۔ میں قریب ہوا تو دیکھا ان کے آنسو سرخی مائل تھے۔ میں نے قسم دے کر پوچھا: ”اے فتح! کیا یہ خون کے آنسو ہیں؟“ جواب دیا: ”ہاں یہ خون کے آنسو ہیں اگر تم نے مجھے قسم نہ دی ہوتی تو میں کچھ نہ بتاتا۔“ میں نے پوچھا: ”کیوں رو رہے ہو؟“ انہوں نے کہا: ”اس لئے کہ میں اللہ پاک کے فرائض میں کوتاہی کر رہا ہوں اور یہ خون کے آنسو اس خوف سے نکل

1...احیاء علوم الدین، 4/409

رہے ہیں کہ کہیں آنسو ہی قبول نہ ہوں۔"

وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے انتقال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: "اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟" فرمایا: "اس نے مجھے معاف فرمادیا۔" میں نے پوچھا: "آنسوؤں کا کیا ہوا؟" سیِّدُنا فتح مُوصِلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے مجھے اپنا قرب عطا کر کے فرمایا: "اے فتح! تو کس بات پر رویا کرتا تھا؟" میں نے عرض کی: "میں تیرے واجب کردہ حقوق کی کوتاہی پر رویا کرتا تھا۔" فرمایا: "خون کے آنسو ہی کیوں؟" میں نے عرض کی: "اس خوف سے کہ کہیں آنسو ہی قبول نہ ہوں۔" اللہ پاک نے مجھ سے فرمایا: "اے فتح! اس رونے سے تیرا کیا ارادہ تھا؟ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! 40 سال سے تیرے محافظ فرشتے اس طرح آئے کہ تیرے نامۂ اَعمال میں کوئی گناہ نہیں تھا۔"

وعن بعضهم قال دخلت على فتح الموصلي فرأيته قد مد كفيه يبكي حتى رأيت الدموع تنحدر من بين أصابعه فدنوت منه فإذا دموعه قد خالطها صفرة فقلت ولم بالله يا فتح بكيت الدم فقال لولا أنك أحلفتني بالله ما أخبرتك نعم بكيت دما فقلت له على ماذا بكيت الدموع فقال على تخلفي عن واجب حق الله تعالى وبكيت الدم على الدموع لئلا يكون ما صحت لي الدموع قال فرأيته بعد موته في المنام فقلت ما صنع الله بك قال غفر لي فقلت له فماذا صنع في دموعك فقال قربني ربي عزوجل وقال لي يا فتح الدمع على ماذا قلت يا رب على تخلفي عن واجب حقك فقال والدم على ماذا فقلت على دموعي أن لا تصح لي فقال لي يا فتح ما أردت بهذا كله وعزتي وجلالي لقد صعد حافظاك أربعين سنة بصحيفتك ما فيها خطيئة[1]

حکایت نمبر: 271

راہب کی نصیحت

منقول ہے کہ کچھ لوگ سفر کے ارادے سے نکلے مگر راستہ بھول گئے اور ایک راہب کے عبادت خانہ

[1] ...احیاء علوم الدین، 4/409

تک جا پہنچے۔ انہوں نے اسے آواز دی تو راہب نے عبادت خانہ سے دیکھا۔ لوگوں نے راہب سے کہا: ”ہم راستہ بھول چکے ہیں تم ہمیں راستہ بتادو۔“ راہب نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ لوگ اس کا مقصد سمجھ گئے۔ انہوں نے راہب سے کہا: ”کیا تم ہمارے ایک سوال کا جواب دو گے؟“ راہب نے کہا: ”پوچھو لیکن زیادہ سوال نہ کرنا کیونکہ نہ تو گزرا وقت لوٹ کر آتا ہے اور نہ ہی عمر لوٹ کر آتی ہے اور موت تیزی سے پیچھا کر رہی ہے۔“ قافلے والوں کو راہب کی نصیحت بہت اچھی لگی۔ انہوں نے راہب سے پوچھا: ”بروزِ قیامت اللہ پاک کی بارگاہ میں لوگوں کا حساب وکتاب کس بات پر ہوگا؟“ راہب نے کہا: ”نیتوں پر۔“ انہوں نے کہا: ہمیں نصیحت کیجئے؟ راہب نے کہا: ”اپنے سفر کے مطابق زادِ راہ حاصل کرو کیونکہ بہترین توشہ وہ ہے جو منزلِ مقصود تک پہنچائے۔“ پھر راہب انہیں راستہ بتا کر اپنے عبادت خانہ میں چلا گیا۔

وقيل إن قوما أرادوا سفرا فحادوا عن الطريق فانتهوا إلى راهب منفرد عن الناس فنادوه فأشرف عليهم من صومعته فقالوا يا راهب إنا قد أخطأنا الطريق فكيف الطريق فأومأ برأسه إلى السماء فعلم القوم ما أراد فقالوا يا راهب إنا سائلوك فهل أنت مجيبنا فقال سلوا ولا تكثروا فإن النهار لن يرجع والعمر لا يعود والطالب حثيث فعجب القوم من كلامه فقالوا يا راهب علام الخلق غدا عند مليكهم فقال على نياتهم فقالوا أوصنا فقال تزودوا على قدر سفركم فإن خير الزاد ما بلغ البغية ثم أرشدهم إلى الطريق وأدخل رأسه في صومعته[1]

حکایت نمبر: 272

دنیا کی محبت

حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک چینی راہب کے عبادت خانہ سے گزرا تو اسے اے راہب! کہہ کر آواز دی۔ اس نے جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ آواز دی تب بھی جواب نہ دیا۔ تیسری بار آواز دی تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ”اے شخص! میں راہب نہیں ہوں کیونکہ راہب وہ شخص ہے جو اللہ پاک کا نام سن کر ڈر جائے، اس کی کبریائی کی تعظیم کرے، اس کی طرف سے پہنچنے

1 ...احیاء علوم الدین، 4/410

والی آزمائش پر صبر کرے،اس کی رضا پر راضی رہے،اس کی نعمتوں پر حمد بجالائے،اس کے انعامات پر شکر کرے،اس کی عظمت وشان کے آگے عاجزی وانکساری کرے،اس کی ہیبت وجلال کے سامنے خود کو کمزور خیال کرے،اس کی قدرت کے سامنے جھک جائے،اس کے خوف سے لرزاں وترساں رہے، اس کے حساب وعذاب کو پیشِ نظر رکھے،دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے،دوزخ کی آگ اور اللہ پاک کے سوالات نے اس کی نیند اڑا رکھی ہو۔ایسی صفات والے کو راہب کہتے ہیں۔میں تو ایک کاٹنے والا کتا ہوں اور یہاں قید ہوں کہ کہیں لوگوں کو کاٹ نہ لوں۔"حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا:"اے راہب!لوگ خدا کو جاننے کے باوجود اس سے کیوں دور ہیں؟"اس نے کہا:"اے میرے بھائی!دنیا کی محبت اور اس کی زینت نے لوگوں کو اللہ پاک سے دور کر رکھا ہے کیونکہ دنیا گناہوں کی جگہ ہے، سمجھدار وہ ہے جو دنیا کو دل سے نکال پھینکے،رب کریم کی بارگاہ میں اپنے گناہ سے توبہ کرے اور اللہ پاک کا قرب حاصل کرنے والے اعمال بجالائے۔"

وقال عبد الواحد بن زيد مررت بصومعة راهب من رهبان الصين فناديته يا راهب فلم يجبني فناديته الثانية فلم يجبني فناديته الثالثة فأشرف علي وقال يا هذا ما أنا براهب إنما الراهب من رهب الله في سمائه وعظمه في كبريائه وصبر على بلائه ورضي بقضائه وحمده على آلائه وشكره على نعمائه وتواضع لعظمته وذل لعزته واستسلم لقدرته وخضع لمهابته وفكر في حسابه وعقابه فنهاره صائم وليله قائم قد أسهره ذكر النار ومسألة الجبار فذلك هو الراهب وأما أنا فكلب عقور حبست نفسي في هذه الصومعة عن الناس لئلا أعقرهم فقلت يا راهب فما الذي قطع الخلق عن الله تعالى بعد أن عرفوه فقال يا أخي لم يقطع الخلق عن الله تعالى إلا حب الدنيا وزينتها لأنها محل المعاصي والذنوب والعاقل من رمى بها عن قلبه وتاب إلى الله تعالى من ذنبه وأقبل على ما يقربه من ربه[1]

1...احیاء علوم الدین،4/410

حکایت نمبر:273

بالوں میں کنگھی نہ کرنے کی وجہ

حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا: "آپ بالوں میں کنگھی کیوں نہیں کرتے؟" فرمایا: "اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں فارغ ہوں۔"

وقیل لداود الطائی لو سرحت لحیتك فقال إنی إذن لفارغ[1]

حکایت نمبر:274

رکوع وسجدے والی رات

حضرت سیِّدُنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ رکوع والی رات ہے پھر پوری رات رکوع میں گزار دیتے، اگلی رات فرماتے یہ سجدے والی رات ہے پھر پوری رات سجدے میں گزار دیتے۔

وکان أویس القرنی یقول ھذہ لیلۃ الرکوع فیحیی اللیل کلہ فی رکعۃ وإذا کانت اللیلۃ الآتیۃ قال ھذہ لیلۃ السجود فیحیی اللیل کلہ فی سجدۃ[2]

حکایت نمبر:275

ہمیشہ کا آرام اور تھوڑی مشقت

حضرت سیِّدُنا عُتْبَۃُ الْغُلَام رحمۃ اللہ علیہ توبہ کرنے کے بعد بھوکے پیاسے رہنے لگے۔ والدہ نے فرمایا: "بیٹا! نفس کو کچھ آرام دینے میں کیا حرج ہے؟" عرض کی: "آرام ہی کی تلاش میں ہوں، تھوڑی سی مشقت برداشت کر لینے دیجئے پھر ہمیشہ کے لئے آرام کروں گا۔"

1 ...احیاء علوم الدین، 4/410

2 ...احیاء علوم الدین، 4/410

وقیل لما تاب عتبة الغلام کان لا یتهنأ بالطعام والشراب فقالت له أمه لو رفقت بنفسك قال الرفق أطلب دعینی أتعب قلیلا وأتنعم طویلا[1]

حکایت نمبر:276

پوری رات سجدے میں

حضرت سیِّدُنا مسروق رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے تشریف لے جاتے تو پوری رات سجدے میں گزار دیتے۔

وحج مسروق فما نام قط إلا ساجدا[2]

حکایت نمبر:277

میرا آدھا عمل کم ہو گیا

حضرت سیِّدُنا ابو الحسن کَہمس بن حسن رحمۃ اللہ علیہ دن بھر میں ہزار رکعات نوافل ادا فرماتے اور (جب تھک جاتے تو) نفس کو مخاطب کر کے کہتے: "اے تمام برائیوں کی جڑ! اٹھ۔" جب بڑھاپا آگیا تو 500 رکعات ادا فرماتے اور روتے ہوئے کہتے: "میرا آدھا عمل کم ہو گیا۔"

وکان کھمس بن الحسن یصلی کل یوم ألف رکعة ثم یقول لنفسه قومی یا مأوی کل شر فلما ضعف اقتصر علی خمسمائة ثم کان یبکی ویقول ذهب نصف عملی[3]

حکایت نمبر:278

آپ رات کو سوتے کیوں نہیں؟

حضرت سیِّدُنا ربیع بن خُثَیم رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی ان سے عرض کرتیں: ابا جان! کیا وجہ ہے کہ

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/410

2 ...احیاء علوم الدین، 4/410

3 ...احیاء علوم الدین، 4/410

آپ رات کو نہیں سوتے حالانکہ دیگر لوگ سو رہے ہوتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: بیٹی! رات میں اچانک عذاب کے آجانے کا خوف تیرے والد کو سونے نہیں دیتا۔

وکانت ابنة الربیع بن خثیم تقول له یا أبت مالی أری الناس ینامون وأنت لا تنام فیقول یا ابنتاه إن أباك یخاف البیات[1]

حکایت نمبر:279

مقتول میرا نفس ہے

ایک بار حضرت سیِّدُنا ربیع بن خُثَیم رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے انہیں رات کے وقت روتا دیکھ کر پوچھا: "بیٹا! لگتا ہے تونے کسی کو قتل کیا ہے؟" عرض کی: "جی ہاں! امی جان۔" ماں نے پوچھا: "مقتول کون ہے؟ تاکہ اس کے گھر والوں کو تلاش کرکے ان سے معافی مانگی جائے بخدا! اگر انہیں تمہاری اس حالت کا علم ہو جائے تو تم پر رَحم کرتے ہوئے معاف کر دیں گے۔" عرض کی: "امی جان! مقتول میرا نفس ہے۔"

ولما رأت أم الربیع ما یلقی الربیع من البکاء والسهر نادته یا بنی لعلك قتلت قتیلا قال نعم یا أماه قالت فمن هو حتی نطلب أهله فیعفو عنك فوالله لو یعلمون ما أنت فیه لرحموك وعفوا عنك فیقول یا أماه هی نفسی[2]

حکایت نمبر:280

بشر حافی کا خوفِ حسابِ آخرت

حضرت سیِّدُنا بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے حضرت سیِّدُنا عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے ماموں نے میری والدہ محترمہ سے کہا: "اے بہن! (کمزوری کی وجہ سے) میرا پیٹ اور پسلیاں درد کر رہی ہیں۔" میری والدہ نے کہا: "بھائی! اگر آپ اجازت دیں تو میں تھوڑے سے میدے کا شیرہ بنادوں تاکہ

1 ...احیاء علوم الدین، 4/410

2 ...احیاء علوم الدین، 4/410

کچھ افاقہ ہو جائے۔" ماموں جان نے کہا: "نہیں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر اللہ پاک نے پوچھ لیا کہ یہ میدہ کہاں سے آیا تو میں کیا جواب دوں گا؟" اس کے بعد ہم سب رونے لگے۔

وعن عمر ابن أخت بشر بن الحارث قال سمعت خالي بشر بن الحارث يقول لأمي يا أختي جوفي وخواصري تضرب علي فقالت له أمي يا أخي أتأذن لي حتى أصلح لك قليل حساء بكف دقيق عندي تتحساه يرم جوفك فقال لها ويحك أخاف أن يقول أين لك هذا الدقيق فلا أدري إيش أقول له فبكت أمي وبكى معها وبكيت معهم [1]

حکایت نمبر:281

کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا

حضرت سیِّدُنا عمر رحمۃ اللہ علیہ ہی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ والدۂ ماجدہ نے میرے ماموں جان حضرت سیِّدُنا بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کو شدید بھوک کی وجہ سے مشکل سے سانس لیتے دیکھا تو کہا: "اے بھائی! کاش میں پیدا نہ ہوتی کیونکہ اللہ پاک کی قسم! تمہاری یہ حالت دیکھ کر میرا کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔" ماموں جان نے فرمایا: "کاش میں بھی پیدا نہ ہوا ہوتا، پیدا ہو گیا تھا تو میری پرورش نہ کی جاتی۔"

حضرت سیِّدُنا عُمَر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میری والدہ انہیں دیکھ کر ہمیشہ روتی رہتی تھیں۔

قال عمرو رأت أمي ما ببشر من شدة الجوع وجعل يتنفس نفسا ضعيفا فقالت له أمي يا أخي ليت أمك لم تلدني فقد والله تقطعت كبدي مما أرى بك فسمعته يقول لها وأنا فليت أمي لم تلدني وإذ ولدتني لم يدر ثديها علي قال عمرو وكانت أمي تبكي عليه الليل والنهار [2]

حکایت نمبر:282

سیِّدُنا اُوَیس قَرَنی رحمۃ اللہ علیہ کا مجاہدہ

حضرت سیِّدُنا ربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر

1 ...احیاء علوم الدین، 410/4

2 ...احیاء علوم الدین، 411/4

ہوا۔ آپ فجر کی نماز پڑھ کر مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ میں بھی بیٹھ گیا اور دل میں کہا کہ میں ان کے ذکر واذکار میں خلل نہیں ڈالوں گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ سے ظہر تک نہ ہلے۔ ظہر کی نماز پڑھ کر نفل نماز میں مشغول ہوگئے اور عصر تک نوافل ادا فرماتے رہے۔ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد میں بیٹھے رہے۔ پھر مغرب کی نماز ادا کی اور مسجد میں بیٹھے رہے حتّٰی کہ نمازِ عشا ادا کی۔ پھر فجر تک مسجد ہی میں رہے۔ فجر کی نماز ادا فرما کر بیٹھے تو نیند آنے لگی۔ بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہوئے: ”اے اللہ! میں زیادہ سونے والی آنکھ اور سیر نہ ہونے والے پیٹ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ حضرت سیِّدُنا ربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: میرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ پھر میں لوٹ آیا۔

وقال الربيع أتيت أويسا فوجدته جالسا حتى صلى الفجر ثم جلس فجلست فقلت لا أشغله عن التسبيح فمكث مكانه حتى صلى الظهر ثم قام إلى الصلاة حتى صلى العصر ثم جلس موضعه حتى صلى المغرب ثم ثبت مكانه حتى صلى العشاء ثم ثبت مكانه حتى صلى الصبح ثم جلس فغلبته عيناه فقال اللهم إني أعوذ بك من عين نوامة و من بطن لا تشبع فقلت حسبي هذا منه ثم رجعت [1]

حکایت نمبر: 283

کیا آپ بیمار ہیں؟

کسی نے حضرت سیِّدُنا اُوَیس قَرَنی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: اے ابو عبد اللہ! لگتا ہے آپ بیمار ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”جب کھانے اور سونے والے لوگ بیمار ہو سکتے ہیں تو اویس کیونکر بیمار نہیں ہو سکتا جبکہ اویس تو کھاتا اور سوتا بھی نہیں۔“

ونظر رجل إلى أويس فقال يا أبا عبد الله مالي أراك كأنك مريض فقال و ما لأويس أن لا يكون مريضا يطعم المريض و أويس غير طاعم و ينام المريض و أويس غير نائم [2]

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/411

2 ...احیاء علوم الدین، 4/411

حکایت نمبر:284

مجھے تعجب ہے!

حضرت سیّدُنا احمد بن حَرْب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اس شخص پر تعجب ہے جسے معلوم ہے کہ اس کے آگے سجی ہوئی جنت اور پیچھے بھڑکی ہوئی جہنم ہے پھر بھی اسے نیند آجائے۔

وقال أحمد بن حرب يا عجبا لمن يعرف أن الجنة تزين فوقه وأن النار تسعر تحته كيف ينام بينهما[1]

حکایت نمبر:285

سیّدُنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا مجاہدہ

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا تو آپ عشا کی نماز پڑھ چکے تھے۔ میں آپ کے انتظار میں بیٹھا رہا۔ آپ لحاف اُوڑھ کر سوگئے اور پوری رات کروٹ تک نہ بدلی۔ فجر کے وقت مؤذن نے اذان دی تو وضو کئے بغیر نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوگئے؟ میرے دل میں وسوسہ آیا کہ اللہ پاک خیر کرے! رات بھر سوئے پھر بھی نماز کے لئے وضو نہیں فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میری رات کبھی جنت کے باغوں میں اور کبھی جہنم کی وادیوں میں گزرتی ہے تو کیا ایسی صورت میں نیند آسکتی ہے؟

وقال رجل من النساك أتيت إبراهيم ابن أدهم فوجدته قد صلى العشاء فقعدت أرقبه فلف نفسه بعباءة ثم رمى بنفسه فلم ينقلب من جنب إلى جنب الليل كله حتى طلع الفجر وأذن المؤذن فوثب إلى الصلاة ولم يحدث وضوءا فحاك ذلك في صدري فقلت له رحمك الله قد نمت الليل كله مضطجعا ثم لم تجدد الوضوء فقال كنت الليل كله جائلا في رياض الجنة أحيانا وفي أودية النار أحيانا فهل في ذلك نوم[2]

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/411

2 ...احیاء علوم الدین، 4/411

حکایت نمبر:286

عبادت گزاروں کا حال

حضرت سیِّدُنا ثابِت بُنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں کئی عبادت گزاروں سے ملا، ان میں بعض اتنا تھک جاتے کہ بستر پر سُرِین کے بل چل کر آتے۔

وقال ثابت البناني أدركت رجالا كان أحدهم يصلي فيعجز عن أن يأتي فراشه إلا حبوا[1]

حکایت نمبر:287

40سال تک پہلو زمین سے نہیں لگایا

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن عَیَّاش رحمۃ اللہ علیہ نے 40سال تک اپنے پہلو کو زمین سے نہیں لگایا۔(خوف خدا میں رونے کے سبب) ان کی ایک آنکھ میں پانی اُتر آیا (یعنی موتیا کا مرض لاحق ہو گیا)۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 20سال اسی طرح گزار دیئے مگر گھر والوں کو علم نہ ہو سکا۔

وقيل مكث أبو بكر بن عياش أربعين سنة لا يضع جنبه على فراش ونزل الماء في إحدى عينيه فمكث عشرين سنة لا يعلم به أهله[2]

حکایت نمبر:288

روزانہ500رکعت

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا سَمْنُوْن رحمۃ اللہ علیہ روزانہ 500 رکعات نماز ادا فرماتے۔

وقيل كان ورد سمنون في كل يوم خمسمائة ركعة[3]

1 ...احیاء علوم الدین، 4/411

2 ...احیاء علوم الدین، 4/411

3 ...احیاء علوم الدین، 4/411

حکایت نمبر:289

سورۂ اخلاص کی تلاوت

حضرت سیّدُنا ابو بکر مُطَّوِعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں جوانی میں روزانہ 31 یا 40 ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھا کرتا تھا۔ راوی کو تعداد میں شک ہے۔

وعن أبي بكر المطوعي قال كان وردي في شبيبتي كل يوم وليلة أقرأ فيه قل هو الله أحد إحدى وثلاثين ألف مرة أو أربعين ألف مرة شك الراوي (1)

حکایت نمبر:290

منصور بن معتمر کا خوفِ خدا

حضرت سیّدُنا منصور بن مُعتَمِر رحمۃ اللہ علیہ کی حالت مصیبت زدہ شخص کی طرح معلوم ہوتی، نگاہیں نیچی اور آواز پست رکھتے، آنکھوں میں آنسو بھرے رہتے، آنکھوں کو حرکت دیتے تو آنسو چھلک پڑتے۔ ان کی والدۂ محترمہ فرماتیں: "پوری رات کیوں روتے رہتے ہو چپ کیوں نہیں ہوتے؟ کیا کسی جان پر ظلم کر بیٹھے ہو؟ یا شاید کسی کو قتل کر بیٹھے ہو؟" آپ رحمۃ اللہ علیہ جواب دیتے: "امی جان! مجھے معلوم ہے میرے نفس نے کیا کیا ہے؟"

وكان منصور بن المعتمر إذا رأيته قلت رجل أصيب بمصيبة منكسر الطرف منخفض الصوت رطب العينين إن حركته جاءت عيناه بأربع ولقد قالت له أمه ما هذا الذي تصنع بنفسك تبكي الليل عامته لا تسكت لعلك يا بني أصبت نفسا لعلك قتلت قتيلا فيقول يا أمه أنا أعلم بما صنعت بنفسي (2)

حکایت نمبر:291

سیّدُنا عامر رحمۃ اللہ علیہ کا مجاہدہ

حضرت سیّدُنا عامر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: "آپ روزے کی حالت میں بھوک

---

(1)...احیاء علوم الدین، 4/411

(2)...احیاء علوم الدین، 4/411

وپیاس اور رات کی عبادت میں نیند کس طرح برداشت کرتے ہیں؟" فرمایا:"میں کھانے پینے کو رات اور نیند کو صبح تک مؤخر کر دیتا ہوں اور یہ کوئی مشکل کام نہیں۔"

آپ ہی سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے جنت جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی جس کا طالب سو رہا ہو اور جہنم جیسی بھی کوئی چیز نہیں دیکھی جس سے بھاگنے والا سو رہا ہو۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ رات کے وقت فرماتے:"جہنم کی گرمی نے نیند اڑادی ہے۔" یہ کہہ کر صبح تک نہ سوتے پھر جب دن نکلتا تو فرماتے:"جہنم کی گرمی نے نیند اڑادی ہے۔" یہ کہہ کر شام تک نہ سوتے۔ پھر جب رات ہوتی تو فرماتے:" جسے خوف ہوتا ہے وہ رات ہی کو سفر شروع کر دیتا ہے اور لوگ صبح کو رات کے سفر کی تعریف کرتے ہیں۔"

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں چار مہینے تک حضرت سیِّدُنا عامر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا لیکن میں نے انہیں رات یا دن کے کسی وقت میں سوتے ہوئے نہیں دیکھا۔

وقيل لعامر ابن عبد الله كيف صبرك على سهر الليل و ظمأ الهواجر فقال هل هو إلا أني صرفت طعام النهار إلى الليل ونوم الليل إلى النهار وليس في ذلك خطير أمر وكان يقول ما رأيت مثل الجنة نام طالبها ولا مثل النار نام هاربها وكان إذا جاء الليل قال أذهب حر النار النوم فما ينام حتى يصبح فإذا جاء النهار قال أذهب حر النار النوم فما ينام حتى يمسى فإذا جاء الليل قال من خاف أدلج وعند الصباح يحمد القوم السرى

وقال بعضهم صحبت عامر بن عبد القيس أربعة أشهر فما رأيته نام بليل ولا نهار [1]

حکایت نمبر:292

فضائلِ صحابہ بزبانِ علی

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ ایک

1 ...احیاء علوم الدین، 4/411

دن میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علیُّ المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں فجر کی نماز پڑھی۔ آپ رضی اللہ عنہ سلام پھیر کر دائیں طرف مڑ گئے، چہرۂ مبارک پر افسردگی کے آثار تھے۔ طلوعِ آفتاب تک اسی طرح بیٹھے رہے پھر ہاتھ کو پلٹا اور فرمایا: اللہ پاک کی قسم! میں نے آج تک صحابۂ کرام کی مثل کسی کو نہیں دیکھا، وہ خوف اور اداسی کی حالت میں صبح کرتے، اللہ پاک کی رضا پانے کے لئے پوری رات سجدے اور قیام میں گزار دیتے، اٹھتے بیٹھتے قرآن کی تلاوت کرتے، آندھی کے وقت جس طرح درخت ہلتے ہیں اس طرح وہ ذکرِ خدا کے وقت ہلتے، اس قدر گریہ وزاری کرتے کہ آنسوؤں سے کپڑے تر ہو جاتے جبکہ اِس زمانہ کے لوگ غفلت میں رات دن گزار رہے ہیں۔

ويروى عن رجل من أصحاب على بن أبي طالب رضى الله تعالى عنه أنه قال صليت خلف على رضى الله تعالى عنه الفجر فلما سلم انفتل عن يمينه وعليه كآبة فمكث حتى طلعت الشمس ثم قلب يده وقال والله لقد رأيت أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم وما أرى اليوم شيئا يشبههم كانوا يصبحون شعثا غبرا صفرا قد باتوا لله سجدا وقياما يتلون كتاب الله يراوحون بين أقدامهم وجباههم وكانوا إذا ذكروا الله مادوا كما يميد الشجر في يوم الريح وهملت أعينهم حتى تبل ثيابهم وكأن القوم باتوا غافلين يعنى من كان حوله [1]

حکایت نمبر: 293

مجاہدے میں اسلاف کی پیروی

حضرت سیّدُنا ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ ایک چابک لٹکا رکھا تھا، اس کے ذریعے آپ نفس کو خوف دلاتے اور کہتے: ”تیار ہو جا اللہ پاک کی قسم! میں تجھ سے اس قدر مجاہدہ کرواؤں گا کہ تو اُکتا جائے گا مگر میں ہمت نہیں ہاروں گا۔“ جب نفس سستی کرتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ چابک سے اپنی پنڈلیوں پر

[1] ...احیاء علوم الدین، 4/411

مارتے اور کہتے: ''تجھے جانوروں سے زیادہ مار کھانے کی ضرورت ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے: ''کیا دورِ رسالت والوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہی دین پر سب سے زیادہ عمل کریں گے ؟ خدا کی قسم ! ہم اس طرح دین پر عمل پیرا ہوں گے کہ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے بعد بھی کچھ لوگ ہیں۔''

وكان أبو مسلم الخولاني قد علق سوطا في مسجد بيته يخوف به نفسه وكان يقول لنفسه قومي فوالله لأزحفن بك زحفا حتى يكون الكلل منك لا مني فإذا دخلت الفترة تناول سوطه وضرب به ساقه ويقول أنت أولى بالضرب من دابتي وكان يقول أيظن أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم أن يستأثروا به دوننا كلا والله لنزاحمهم عليه زحاما حتى يعلموا أنهم قد خلفوا وراءهم رجالا[1]

حکایت نمبر:294

مولا! مجھے تیری ملاقات پسند ہے

حضرت سیِّدُنا صَفوان بن سُلَیم رحمۃ اللہ علیہ کی پنڈلیاں کثرتِ قیام کی وجہ سے جواب دے گئیں تھیں۔ آپ عبادت میں اس قدر مجاہدہ کیا کرتے کہ اگر آپ سے کہہ دیا جائے کہ کل قیامت ہے تو عبادت میں مزید اضافہ نہ کرپائیں۔ نیند سے بچنے کی خاطر سردی کے موسم میں چھت پر چلے جاتے تاکہ سردی لگے اور گرمی کے موسم میں کمرے میں رہتے تاکہ گرمی محسوس ہو۔ سجدے کی حالت میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ دعا میں یہ فرمایا کرتے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّ لِقَآءَکَ فَاَحِبَّ لِقَآئِیْ یعنی اے اللہ! مجھے تیری ملاقات پسند ہے پس تو بھی مجھ سے ملاقات کو محبوب رکھ۔''

وكان صفوان بن سليم قد تعقدت ساقاه من طول القيام وبلغ من الاجتهاد ما لو قيل له القيامة غدا ما وجد متزايدا

وكان إذا جاء الشتاء اضطجع على السطح ليضربه البرد وإذا كان في الصيف اضطجع داخل البيوت

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/411

لیجد الحر فلا ینام وانه مات وهو ساجد وانه کان یقول اللهم إنی أحب لقاءك فأحب لقائی[1]

حکایت نمبر:295

سیِّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا خوفِ خدا

حضرت سیِّدُنا قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میری عادت تھی کہ میں صبح اُٹھ کر سب سے پہلے حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کرتا۔ ایک دن صبح اٹھا تو دیکھا آپ رضی اللہ عنہا چاشت کی نماز میں مشغول ہیں اور اس آیت مبارکہ: فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیۡنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوۡمِ ﴿۲۷﴾ کی بار بار تلاوت کر کے روئے جارہی ہیں۔ میں فراغت کے انتظار میں کھڑے کھڑے تھک گیا لیکن آپ بدستور اسی حالت میں رہیں۔ پھر میں بازار چلا گیا تاکہ ضرورت کی چیزیں لے کر آجاؤں۔ واپس آکر دیکھا تو آپ مسلسل وہی آیتِ مُبارَکہ پڑھ رہی ہیں اور روئے جارہی ہیں۔

وقال القاسم بن محمد غدوت یوما وکنت إذا غدوت بدأت بعائشة رضی الله عنها أسلم علیها فغدوت یوما إلیها فإذا هی تصلی صلاة الضحی وهی تقرأ فمن الله علینا ووقانا عذاب السموم وتبکی وتدعو وتردد الآیة فقمت حتی مللت وهی کما هی فلما رأیت ذلك ذهبت إلی السوق فقلت أفرغ من حاجتی ثم أرجع ففرغت من حاجتی ثم رجعت وهی کما هی تردد الآیة وتبکی وتدعو[2]

حکایت نمبر:296

ایک پاؤں پر ساری رات قیام

حضرت سیِّدُنا محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن اسود نخعی رحمۃ اللہ علیہ سَفَرِ حج کے دوران ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک پاؤں میں کچھ تکلیف تھی

1 ...احیاء علوم الدین، 4/412

2 ...احیاء علوم الدین، 4/412

اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ دوسرے پاؤں کے زور پر پوری رات نماز میں مشغول رہے حتّٰی کہ عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

وقال محمد بن إسحاق: لما ورد علينا عبد الرحمن ابن الأسود حاجا اعتلت إحدى قدميه فقام يصلي على قدم واحدة حتى صلى الصبح بوضوء العشاء[1]

حکایت نمبر:297

موت سے ڈرنے کی وجہ

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں موت سے صرف اس لئے ڈرتا ہوں کہ وہ میری رات کی عبادت کے درمیان حائل ہو جائے گی۔

وقال بعضهم ما أخاف من الموت إلا من حيث يحول بيني وبين قيام الليل[2]

حکایت نمبر:298

نیک لوگوں کی نشانی

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نیک لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ شب بیداری کی وجہ سے ان کے رنگ پیلے پڑ جاتے ہیں، خوفِ خدا میں رونے کی وجہ سے آنکھیں کمزور ہو جاتی ہیں، روزہ رکھنے کی وجہ سے ہونٹ خشک ہو جاتے ہیں اور ان پر خشوع و خضوع کا غبار چھایا رہتا ہے۔

وقال علي بن أبي طالب كرم الله وجهه سيما الصالحين صفرة الألوان من السهر وعمش العيون من البكاء وذبول الشفاه من الصوم عليهم غبرة الخاشعين[3]

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/412

2 ...احیاء علوم الدین، 4/412

3 ...احیاء علوم الدین، 4/412

حکایت نمبر:299

تہجد گزاروں کے چہرے حسین ہونے کا سبب

حضرت سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ تہجد گزارروں کے چہرے حسین کیوں ہوتے ہیں؟ فرمایا: اس لئے کہ وہ اپنے ربّ کریم کی رضا کے لئے تنہائی اختیار کرتے ہیں تو اللہ پاک انہیں نور کا لباس پہنا دیتا ہے۔

وقیل للحسن ما بال المتهجدین أحسن الناس وجوها فقال لأنهم خلوا بالرحمن فألبسهم نورا من نوره[1]

حکایت نمبر:300

راحت وخوشی کہاں ہے؟

حضرت سیِّدُنا عامر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض گزار ہوتے: اے اللہ! تو نے مجھے (میری) چاہت وخواہش کے بغیر اپنی قدرتِ کاملہ سے پیدا فرمایا اور اپنی مرضی سے مجھے بغیر بتائے موت دے گا۔ تو نے میرے ساتھ میرے دشمن شیطان کو بھی پیدا فرمایا۔ اسے بدن میں خون کی طرح گردش کرنے کی طاقت دی تو وہ مجھے دیکھتا ہے لیکن میں اسے نہیں دیکھ سکتا پھر یہ کہ تو نے اپنی اطاعت کا حکم دیا۔ اب اگر تیری رَحمت شامل حال نہ رہی تو میں کیسے اطاعت بجالاؤں گا؟ اے اللہ! دنیا میں غم وآزمائش اور آخرت میں عذاب وسزا ہے تو پھر راحت وخوشی کہاں ہے؟

وكان عامر بن عبد القيس يقول إلهي خلقتني ولم تؤامرني وتميتني ولا تعلمني وخلقت معي عدوا وجعلته يجري مني مجرى الدم وجعلته يراني ولا أراه ثم قلت لي استمسك إلهي كيف أستمسك إن لم تمسكني إلهي في الدنيا الهموم والأحزان وفي الآخرة العقاب والحساب فأين الراحة والفرح[2]

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/412

2 ...احیاء علوم الدین، 4/412

حکایت نمبر:301

رات میں تین بار چیخ بلند کرتے

حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عُتْبَۃُ الْغُلَام رحمۃ اللہ علیہ رات یوں گزارتے کہ تین بار چیخ بلند کرتے۔ عشا کی نماز کے بعد گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھ جاتے اور غور وفکر کرتے رہتے جب رات کا پہلا پہر گزر جاتا تو ایک زوردار چیخ بلند کرتے پھر گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھ جاتے اور غور وفکر کرتے رہتے حتّٰی کہ رات کا دوسرا پہر بھی گزر جاتا پھر ایک زوردار چیخ بلند کرتے اور پھر گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھ جاتے اور غور وفکر کرتے رہتے جب سحری کا وقت ہوتا تو پھر ایک زوردار چیخ بلند کرتے۔ حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب میں نے بصرہ کے رہنے والے ایک شخص کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا: آپ ان کے چیخنے کو نہ دیکھئے بلکہ اس پر غور کیجئے کہ وہ کیوں چیختے ہیں۔

وقال جعفر بن محمد كان عتبة الغلام يقطع الليل بثلاث صيحات كان إذا صلى العتمة وضع رأسه بين ركبتيه يتفكر فإذا مضى ثلث الليل صاح صيحة ثم وضع رأسه بين ركبتيه يتفكر فإذا مضى الثلث الثاني صاح صيحة ثم وضع رأسه بين ركبتيه يتفكر فإذا كان السحر صاح صيحة قال جعفر بن محمد فحدثت به بعض البصريين فقال: لا تنظر الى صياحه ولكن انظر إلى ما كان فيه بين الصيحتين حتى صاح[1]

حکایت نمبر:302

نیک گھرانہ

حضرت سیِّدُنا قاسم بن راشد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا زَمْعَہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اہل و عیال سمیت ہمارے پاس مقامِ مُحَصَّب میں تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ رات دیر تک نماز پڑھتے، سحری کے وقت بلند آواز سے پکارتے: "اے سونے والو! کیا رات بھر سوئے رہو گے؟ اٹھو گے نہیں؟" یہ سن کر گھر والے

1 ...احیاء علوم الدین، 4/412

جلدی جلدی اٹھ جاتے اور کہیں سے رونے کی آواز آتی تو کوئی دعامانگ رہا ہوتا اور کوئی قرآن پاک پڑھ رہا ہوتا تو کوئی وضو کر رہا ہوتا۔ جب صبح ہوتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بلند آواز سے فرماتے: ”لوگ صبح کو رات کے سفر کی تعریف کرتے ہیں۔“

وعن القاسم بن راشد الشيباني قال كان زمعة نازلا عندنا بالمحصب وكان له أهل وبنات وكان يقوم فيصلي ليلا طويلا فإذا كان السحر نادى بأعلى صوته أيها الركب المعرسون أكل هذا الليل ترقدون أفلا تقومون فترحلون فيتواثبون فيسمع من ههنا باك ومن ههنا داع من ههنا قارئ ومن ههنا متوضئ فإذا طلع الفجر نادى بأعلى صوته عند الصباح يحمد القوم السرى[1]

حکایت نمبر:303

انعام یافتہ بندے

ایک دانش مند بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض بندوں پر اللہ پاک کا ایسا انعام ہوا کہ انہیں باری تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگئی، ان کا سینہ کشادہ کر دیا گیا اور وہ اللہ پاک کی اطاعت میں مشغول ہوگئے۔ اسی ذات پاک پر توکل کی برکت سے مخلوق اور ان کے معاملات ان کے سپرد کر دیئے گئے۔ ان کے دل ایمان و یقین کا مرکز، حکمت کا سرچشمہ اور عظمت و قدرتِ الٰہی کا خزینہ ہیں۔ یہ لوگ مخلوق میں اٹھتے بیٹھتے ہیں لیکن ان کے دل ملکوت میں گم اور غیب کے پردوں میں چھپے ہوتے ہیں۔ عالَمِ مَلَکُوت سے واپسی پر ان کے ساتھ ایسے گوہرِ نایاب ہوتے ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ان کا باطن ریشم کی طرح خوبصورت اور ظاہر رومال کی طرح (نرم وملائم) ہے اور ہر ایک سے عاجزی وانکساری سے پیش آتے ہیں۔ یہ تمام اوصاف محض تکلّف اور کوشش سے حاصل نہیں ہوتے بلکہ یہ تو فضلِ خُداوندی ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

وقال بعض الحكماء إن لله عبادا أنعم عليهم فعرفوه وشرح صدورهم فأطاعوه وتوكلوا عليه فسلموا الخلق والأمر إليه فصارت قلوبهم معادن لصفاء اليقين وبيوتا للحكمة وتوابيت للعظمة وخزائن

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/412

للقدرة فهم بين الخلق مقبلون ومدبرون وقلوبهم تجول في الملكوت وتلوذ بمحجوب الغيوم ثم ترجع ومعها طوائف من لطائف الفوائد وما لا يمكن واصفا أن يصفه فهم في باطن أمورهم كالديباج حسنا وهم الظاهر مناديل مبذولون لمن أرادهم تواضعا

وهذه طريقة لا يبلغ إليها بالتكلف وإنما هو فضل الله يؤتيه من يشاء[1]

حکایت نمبر:304

خوفِ خدا سے لرزاں وترساں عبادت گزار

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں بَیْتُ الْمُقَدَّس کے پہاڑی علاقے میں چلتے چلتے ایک وادی میں پہنچا جہاں میں نے ایک آواز سنی۔ میں اس آواز والے کو تلاش کرنے کے لئے نکلا تو ایک باغ نظر آیا جس میں بکثرت درخت تھے۔ وہاں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو بار بار یہ آیتِ طیبہ تلاوت کر رہا تھا:

یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا ۚۖ وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَ بَیْنَهٗۤ اَمَدًۢا بَعِیْدًا ؕ وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ[2]

ترجمۂ کنز الایمان: جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر پائے گی اور جو بُرا کام کیا امید کرے گی کاش مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے۔

میں اس شخص کے پیچھے بیٹھ کر تلاوت سننے لگا۔ وہ بار بار اسی آیتِ مُبارَکہ کو پڑھتا رہا۔ اچانک اس نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ میں نے کہا: ہائے افسوس! یہ میری بدبختی کی وجہ سے ہوا۔ پھر میں اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔ جب اسے کچھ افاقہ ہوا تو وہ کہنے لگا: ”اے اللہ پاک! میں جھوٹوں کے ٹھکانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں، بے کار لوگوں کے اعمال سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں، غافل لوگوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ پھر کہنے لگا: ”خوف رکھنے والوں کے دل تجھ سے ڈرتے ہیں، کوتاہی کرنے والوں کی امید تجھ سے ہی بندھی ہوتی ہے، عارفین کے دل تیری ہی عظمت کے سامنے جھکتے ہیں۔“ پھر اس نے

1 ...احیاء علوم الدین، 4/412

2 ...پ3، اٰل عمرٰن: 30

اپنے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے کہا: "نہ دنیا سے مجھے کچھ سروکار ہے اور نہ ہی دنیا کا مجھ سے کوئی تعلق۔ سُن اے دنیا! اپنے چاہنے والوں کے پاس جا اور ان ہی کو دھوکے کی زندگی دکھا۔" پھر کہنے لگا: "گزشتہ زمانے کے لوگ کدھر گئے؟ مٹی میں بوسیدہ ہوگئے اور زمانے میں فنا ہوگئے۔" میں نے اسے آواز دی کہ اے بندۂ خدا! میں کب سے پیچھے کھڑا تمہارے فارغ ہونے کا منتظر ہوں؟ تو اس نے کہا: "زمانے سے آگے جانے والا شخص کیسے فارغ ہو سکتا ہے جبکہ زمانہ آگے بڑھے جا رہا ہو نیز اس بات کا بھی خوف ہو کہ کہیں موت نہ آجائے؟ اور وہ شخص کیسے فارغ ہوگا جس کی زندگی کا وقت گزر گیا اور گناہ باقی رہ گئے۔" پھر وہ اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا: "تُو ہی ان گناہوں کو بخشنے والا ہے اور ہر مصیبت میں تیری ہی مدد کی امید ہے۔" اس کے بعد اس نے قرآنِ پاک کی یہ آیتِ مُبارَکہ تلاوت کی:

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ(۴۷) (1)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اُنھیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔

پھر پہلے سے بھی زیادہ سخت چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ میں سمجھا اس کی روح پرواز کر گئی لیکن جب قریب ہوا تو اسے بڑی بے چینی کے عالَم میں پایا پھر جب اسے کچھ افاقہ ہوا تو اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ میں کون ہوں؟ میرا دل کیا ہے؟ اے اللہ پاک! اپنے فضل سے میری برائیوں کو مٹا دے، اپنی رَحمت میں مجھے چھپا لے اور جب تیرے حضور حاضری ہو اپنے کرم سے میرے گناہ معاف فرما دینا۔

وہ بزرگ بیان کرتے ہیں: "میں نے اس سے کہا کہ اس ذات کی قسم! جس سے تمہیں امید ہے اور جس پر تمہیں اعتماد ہے مجھ سے بات کر لو۔" اس نے کہا: "جس کی بات سے تمہیں کوئی نفع پہنچے اس سے بات کرو اور جسے گناہوں نے گھیرا ہوا ہے اس سے گفتگو کا ارادہ ترک کر دو۔ میں تو یہاں اللہ پاک کی مرضی کے مطابق شیطان سے جنگ کئے جا رہا ہوں اور وہ مجھ سے لڑے جا رہا ہے۔ جس حالت پر میں ہوں اس سے نکالنے میں مدد دینے تمہارے سوا آج تک کوئی نہیں آیا۔ تم یہاں سے جاؤ، تمہیں دھوکا ہوا ہے۔ تم نے

1 ...پ24، الزمر: 47

میری زبان کو ذکرِ الٰہی سے روک دیا اور میرے دل کا ایک حصہ تم سے گفتگو کی طرف مائل ہوا۔ میں تمہارے شر سے اللہ پاک کی پناہ چاہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی ناراضی سے مجھے بچائے گا اور اپنی رحمت سے مجھ پر فضل فرمائے گا۔"

وہ بزرگ بیان کرتے ہیں: میرے دل میں خیال آیا کہ یہ اللہ پاک کا ولی ہے لہٰذا میں ڈرا کہ اگر اسے ذِکرِ الٰہی سے روکا تو کہیں اسی مقام پر مجھ پر عذاب نہ آجائے۔ چنانچہ میں وہاں سے واپس آگیا۔

وقال بعض الصالحين بينما أنا أسير في بعض جبال بيت المقدس إذ هبطت إلى واد هناك فإذا أنا بصوت قد علا وإذا تلك الجبال تجيبه لها دوي عال فاتبعت الصوت فإذا أنا بروضة عليها شجر ملتف وإذا أنا برجل قائم فيها يردد هذه الآية يوم تجد كل نفس ما عملت من خير محضرا إلى قوله ويحذركم الله نفسه قال فجلست خلفه أسمع كلامه وهو يردد هذه الآية إذ صاح صيحة خر مغشيا عليه فقلت وا أسفاه هذا لشقائي

ثم انتظرت إفاقته فأفاق بعد ساعة فسمعته وهو يقول أعوذ بك من مقام الكذابين أعوذ بك من أعمال البطالين أعوذ بك من إعراض الغافلين

ثم قال لك خشعت قلوب الخائفين وإليك فزعت آمال المقصرين ولعظمتك ذلت قلوب العارفين ثم نفض يده فقال مالي وللدنيا وما للدنيا ومالي عليك يا دنيا بأبناء جنسك وألاف نعيمك إلى محبيك فاذهبي وإياهم فاخدعي ثم قال أين القرون الماضية وأهل الدهور السالفة في التراب يبلون وعلى الزمان يفنون فناديته يا عبد الله أنا منذ اليوم خلفك أنتظر فراغك فقال وكيف يفرغ من يبادر الأوقات وتبادره يخاف سبقها بالموت إلى نفسه أم كيف يفرغ من ذهبت أيامه وبقيت آثامه ثم قال أنت لها ولكل شدة أتوقع نزولها ثم لها عني ساعة وقرأ وبدا لهم من الله ما لم يكونوا يحتسبون ثم صاح صيحة أخرى أشد من الأولى وخر مغشيا عليه فقلت قد خرجت روحه فدنوت منه فإذا هو يضطرب ثم أفاق وهو يقول من أنا ما خطري هب لي إساءتي من فضلك وجللني بسترك واعف عن ذنوبي بكرم وجهك إذا وقفت

بین یدیك فقلت له بالذی ترجوہ لنفسك وتثق بہ إلا کلمتنی فقال علیك بکلام من ینفعك کلامہ ودع کلام من أو بقتہ ذنوبہ إنی لفی ھذا الموضع مذ شاء اللہ أجاھد إبلیس ویجاھدنی فلم یجد عونا علی لیخرجنی مما أنا فیہ غیرك فإلیك عنی یا مخدوع فقد عطلت علی لسانی ومیلت إلی حدیثك شعبة من قلبی وأنا أعوذ باللہ من شرك ثم أرجو أن یعیذنی من سخطہ ویتفضل علی برحمتہ قال فقلت ھذا ولی اللہ أخاف أن أشغلہ فأعاقب فی موضعی ھذا فانصرفت وترکتہ[1]

حکایت نمبر:305

ابھی موت کو ختم نہیں کیا گیا

ایک نیک آدمی کا بیان ہے کہ میں سفر کے دوران آرام کی غرض سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اچانک اپنی طرف ایک بزرگ کو آتا دیکھا۔ انہوں نے میرے پاس آکر کہا: ”اے لڑکے! کھڑے ہو جاؤ کہ ابھی موت کو ختم نہیں کیا گیا۔“ پھر وہ چلنے لگے تو میں بھی ان کے پیچھے چلنے لگا۔ میں نے انہیں یہ آیتِ مُبارَکہ تلاوت کرتے ہوئے سنا: ”کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ“ اس کے بعد وہ دعا مانگنے لگے: ”اے اللہ! میری موت میں برکت عطا فرما۔“ میں نے کہا: ”اور موت کے بعد؟“ فرمایا: ”جسے موت کے بعد کے حالات وواقعات کا یقین ہو وہ اپنے مقصدِ حیات کو نہیں بھولتا اور اس کے لئے دنیا میں کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا۔“ پھر وہ بزرگ بارگاہِ الٰہی میں مناجات کرتے ہوئے عرض گزار ہوئے: ”اے وہ ذات جس کی رضا کی خاطر سجدے کئے جاتے ہیں! اپنے دیدار سے مشرف فرما کر میرے چہرے کو روشن کر دے۔ اپنی محبت سے میرے دل کو معمور کر دے اور بروزِ قیامت اپنے حضور رسوائی سے بچانا۔ میں اپنے کئے پر نہایت شرمندہ ہوں اور تیری نافرمانی سے توبہ کرتا ہوں۔ اگر تیرا حِلْم نہ ہوتا تو موت بھی مجھے مہلت نہ دیتی اور اگر تیرا عَفْو وکَرَم نہ ہوتا تو میری امیدیں دَم توڑ چکی ہوتیں۔“ اس کے بعد وہ بزرگ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

وقال بعض الصالحین بینما أنا أسیر فی مسیری إذ ملت إلی شجرة لأستریح تحتھا فإذا أنا بشیخ قد

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/412

أشرف علی فقال لی یا هذا قم فإن الموت لم یمت ثم هام علی وجه فاتبعته فسمعته وهو یقول کل نفس ذائقة الموت اللهم بارك لی فی الموت فقلت وفیما بعد الموت فقال من أیقن بما بعد الموت شمر مئزر الحذر ولم یکن له فی الدنیا مستقر ثم قال یا من لوجهه عنت الوجوه بیض وجهی بالنظر إلیك واملأ قلبی من المحبة لك وأجرنی من ذلك التوبیخ غدا عندك فقد آن لی الحیاء منك وحان لی الرجوع عن الإعراض عنك قم قال لولا حلمك لم یسعنی أجلی ولولا عفوك لم ینبسط فیما عندك أملی ثم مضی وترکنی (1)

حکایت نمبر:306

دنیا اور آخرت کی عُمر

حضرت سیِّدُنا کُرز بن وَبَرَہ رحمۃ اللہ علیہ دن میں تین بار قرآنِ پاک کا ختم اور عبادات میں خوب مجاہدہ کیا کرتے۔ ایک شخص نے کہا: ''آپ نے تو نفس کو مشقت میں ڈال رکھا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا: ''دنیا کی عمر کتنی ہے؟'' اس نے کہا: ''سات ہزار سال۔'' فرمایا: ''قیامت کا دن کتنا بڑا ہوگا؟'' اس نے کہا: ''50ہزار سال کا۔'' فرمایا: ''پھر تم سات دن عمل کیوں نہیں کرتے تاکہ بروزِ قیامت عذاب سے بچ سکو۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ بتانا تھا کہ اگر تم دنیا کی عمر کے برابر زندہ رہے اور سات ہزار سال تک عبادت کرتے رہے تو قیامت کے 50ہزار سالہ دن سے بچ جاؤ گے، یہی عمل تمہارے لئے زیادہ نفع بخش ہوگا اور اسی میں تمہیں رغبت ہونی چاہئے کیونکہ زندگی تو نہایت مختصر ہے جبکہ آخرت کا دن بہت بڑا ہے۔

وکان کرز بن وبرة یختم القرآن فی کل یوم ثلاث مرات ویجاهد نفسه فی العبادات غایة المجاهدة فقیل له قد أجهدت نفسك فقال کم عمر الدنیا فقیل سبعة آلاف سنة فقال کم مقدار یوم القیامة فقیل خمسون ألف سنة فقال کیف یعجز أحدکم أن یعمل سبع یوم حتی یأمن ذلك الیوم یعنی أنك لو عشت عمر الدنیا واجتهدت سبعة آلاف سنة وتخلصت من یوم واحد کان مقداره خمسین ألف سنة

1...احیاء علوم الدین، 4/413

لکان ربحك كثيرا وكنت بالرغبة فيه جديرا فكيف وعمرك قصير والآخرة لا غاية لها[1]

حکایت نمبر:307

جنت سجائی گئی

حضرت سیِّدُنا محمد بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے ایک عبادت گزار خاتون نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے خود کو جنت میں پایا، وہاں میں نے جنتیوں کو اپنے اپنے دروازوں پر کھڑا دیکھا تو پوچھا: "اہلِ جنت کیوں کھڑے ہیں؟" ایک جنتی نے مجھے بتایا: "یہ سب کسی خاتون کی زیارت کرنے کے لئے کھڑے ہیں جس کے لئے جنت سجائی گئی ہے۔" میں نے پوچھا: "وہ خاتون کون ہیں؟" اس نے کہا: "وہ مقام اُبلہ (بصرہ کے قریبی وادی) کی رہنے والی ایک سیاہ فام کنیز ہے جس کا نام شعوانہ ہے۔" میں نے کہا: "بخدا! وہ تو میری بہن ہیں۔" میرے یہ جملہ کہتے ہی وہ ایک اونٹنی پر سوار ہوا میں اڑتی چلی آئیں۔ انہیں دیکھ کر میں نے آواز دی: "اے میری بہن! کیا آپ جانتی ہیں ہمارا آپس میں کیا رشتہ ہے؟ آپ پروردگار کی بارگاہ میں میری سفارش کریں کہ مجھے بھی آپ کے ساتھ رکھے۔" وہ میری طرف دیکھ کر مسکرائیں اور کہا: "ابھی تمہارا وقت نہیں آیا لیکن میری دو باتیں یاد رکھو: (۱)...اپنے دل کو غمگین رکھنا (۲)...اللہ پاک کی محبت واطاعت کو اپنی خواہشات پر ترجیح دینا تو موت کے وقت تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔"

وقال محمد بن معاذ حدثتني امرأة من المتعبدات قالت رأيت في منامي كأني أدخلت الجنة فإذا أهل الجنة قيام على أبوابهم فقلت ما شأن أهل الجنة قيام فقال لي قائل خرجوا ينظرون إلى هذه المرأة التي زخرفت الجنان لقدومها فقلت ومن هذه المرأة فقيل أمة سوداء من أهل الأيكة يقال لها شعوانة قالت فقلت أختي والله قالت فبينما أنا كذلك إذ أقبل بها على نجيبة تطير بها في الهواء فلما رأيتها ناديت يا أختي أما ترين مكاني من مكانك فلو دعوت لي مولاك فألحقني بك قالت فتبسمت إلي وقالت لم يأن لقدومك ولكن احفظي عني اثنتين ألزمي الحزن قلبك وقدمي محبة الله على هواك ولا

---

[1]...احیاء علوم الدین، 4/413

یضرك متی مت[1]

حکایت نمبر:308

نیک رومی کنیز

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے پاس ایک رومی کنیز تھی جو مجھے بہت پسند تھی۔ ایک رات وہ میرے برابر میں سوئی، میں بیدار ہوا تو اسے نہ پایا۔ میں اسے تلاش کرنے کے لیے اٹھا تو دیکھا کہ وہ حالتِ سجدہ میں کہہ رہی ہے: "اے اللہ پاک! تیری محبت کا واسطہ میرے گناہ معاف فرمادے۔" میں نے کہا: تیری محبت نہیں بلکہ یوں کہو کہ میری محبت کا واسطہ میرے گناہ معاف فرمادے۔ کنیز نے کہا: "اے میرے آقا! نہیں بلکہ وہی مجھ سے محبت کرتا ہے، اسی نے مجھے شرک سے نکال کر اسلام کی دولت سے مالامال کیا، اسی کی محبت کا اثر ہے کہ میں بیدار ہوں جبکہ بے شمار لوگ سو رہے ہیں۔"

وقال عبد اللہ بن الحسن كانت لی جاریة رومیة وكنت بها معجبا فكانت فی بعض اللیالی نائمة إلی جنبی فانتبهت فالتمستها فلم أجدها فقمت أطلبها فإذا هی ساجدة وهی تقول بحبك لی الا ما غفرت لی ذنوبی فقلت لها لا تقولی بحبك لی ولكن قولی بحبی لك فقالت یا مولای بحبه لی أخرجنی من الشرك إلی الاسلام وبحبه لی أیقظ عینی وكثیر من خلقه نیام[2]

حکایت نمبر:309

یمنی خاتون کی آہ وزاری

حضرت سیِّدُنا ابوہاشم قُرَشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں "سَرِیَّہ" نامی یمنی خاتون آئیں۔ میں رات کے وقت ان کی آہ وزاری سنتا۔ ایک دن میں نے خادم سے کہا: "جھانک کر دیکھو یہ خاتون

---

1 ...احیاء علوم الدین، 414/4

2 ...احیاء علوم الدین، 414/4

کیوں روتی ہیں؟" خادم نے جھانکا تو انہیں کچھ کرتا ہوا نہیں پایا البتہ وہ اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھا کر قبلہ رُخ بیٹھے کہہ رہیں تھیں: "اے اللہ! تونے سریہ کو پیدا کیا، اسے ہر قسم کے حالات میں اپنے رزق کی نعمت سے نوازتا رہا، ہر حالت میں تونے اسے اچھا رکھا، تیری طرف سے پہنچنے والی ہر آزمائش سے یہ محفوظ رہی اس کے باوجود یہ بے خوف ہو کر تیری نافرمانی کر کے تجھے ناراض کرتی ہے۔ کیا سریہ یہ گمان کر بیٹھی ہے کہ تو اس کی نافرمانی کو نہیں دیکھ رہا حالانکہ تو جاننے والا خبر دار ہے اور تو سب کچھ کر سکتا ہے۔"

وقال أبو هاشم القرشي قدمت علينا امرأة من أهل اليمن يقال لها سرية فنزلت في بعض ديارنا قال فكنت أسمع لها من الليل أنينا وشهيقا فقلت يوما لخادمي أشرف على هذه المرأة ماذا تصنع قال فأشرف عليها فما رآها تصنع شيئا غير أنها لا ترد طرفها عن السماء وهي مستقبلة القبلة تقول خلقت سرية ثم غذيتها بنعمتك من حال إلى حال وكل أحوالك لها حسنة وكل بلائك عندها جميل وهي مع ذلك متعرضة لسخطك بالتوثب على معاصيك فلتة بعد فلتة أتراها تظن أنك لا ترى فعالها وأنت عليم خبير وأنت على كل شيء قدير[1]

حکایت نمبر:310

رونا دل کا چین ہے

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک رات وادیِ کنعان کی طرف نکلا۔ وادی کی طرف چڑھنے لگا تو دیکھا ایک سیاہ چیز میری طرف آرہی ہے اور وہ یہ آیتِ مُبارَکہ پڑھ کر رو رہی ہے:

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ (۴۷)[2]

ترجمۂ کنزالایمان: اور اُنھیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/414

2 ...پ24، الزمر: 47

جب وہ سیاہ چیز میرے قریب آئی تو میں نے دیکھا کہ وہ اونی جبہ میں ملبوس ایک عورت تھی جس کے ہاتھ میں چھوٹا سا ڈول تھا۔ عورت نے مجھ سے بے خوف ہو کر پوچھا: "تم کون ہو؟" میں نے کہا: "میں اجنبی ہوں۔" عورت نے پوچھا: "اے شخص! کیا اللہ پاک کے ساتھ ہو کر بھی اجنبیت ہے؟" حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں اُس کی بات سن کر رونے لگا۔" اس نے پوچھا: "کیوں رو رہے ہو؟" میں نے کہا: "زخم ہے لیکن اب جلد ٹھیک ہو جاؤں گا کیونکہ بیماری کی دوا مل گئی ہے۔" اس نے کہا: "اگر سچے ہو تو بتادو کیوں رو رہے ہو؟" میں نے کہا: "اللہ پاک تم پر رَحم فرمائے! کیا سچا آدمی نہیں روتا؟" اس نے کہا: "ہاں سچا آدمی نہیں روتا۔" میں نے پوچھا: "کیوں؟" اس نے کہا: "کیونکہ رونا دل کا چین ہے۔" میں یہ سن کر حیران ہو کر خاموش ہو گیا۔

وقال ذو النون المصری خرجت لیلة من وادی کنعان فلما علوت الوادی إذا سواد مقبل علی وھو یقول وبدا لھم من اللہ ما لم یکونوا یحتسبون ویبکی فلما قرب منی السواد اذا ھی امرأة علیھا جبة صوف وبیدھا رکوة فقالت لی من أنت غیر فزعة منی فقلت رجل غریب فقالت یا ھذا وھل یوجد مع اللہ غربة قال فبکیت لقولھا فقالت ما الذی أبکاك فقلت قد وقع الدواء علی داء قد قرح فأسرع فی نجاحه قالت فإن کنت صادقا فلم بکیت قلت یرحمك اللہ والصادق لا یبکی قالت لا قلت ولم ذاك قالت لأن البکاء راحة القلب فسکت متعجبا من قولھا(1)

حکایت نمبر: 311

کاش! عفیرہ سر اٹھائے تو نافرمانی نہ کرے

حضرت سیِّدُنا احمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم چند افراد نے حضرت سیِّدَتُنا عفیرَہ رحمۃ اللہ علیہا سے ملنے کی اجازت چاہی مگر انہوں نے ملنے سے انکار کر دیا۔ ہم دروازے پر کھڑے رہے۔ انہیں معلوم ہوا کہ ہم دروازے ہی پر ہیں تو وہ یہ کہتے ہوئے دروازہ کھولنے آئیں: "اے اللہ پاک! جو تیرے ذکر سے روکے

1 ...احیاء علوم الدین، 4/415

اس سے تیری پناہ چاہتی ہوں۔" انہوں نے دروازہ کھولا تو ہم اندر داخل ہوگئے اور کہا: اے اللہ پاک کی بندی! ہمارے لئے دعا فرمادیجئے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ پاک میرے گھر میں تمہاری مہمان نوازی مغفرت سے کرے۔ پھر فرمانے لگیں: "حضرت سیِّدُنا عطاء سُلَمِی رحمۃ اللہ علیہ نے 40 سال تک آسمان کی طرف نگاہ نہیں اٹھائی۔ ایک دفعہ نگاہ آسمان کی جانب اُٹھ گئی تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور اس کے سبب ان کا پیٹ پھٹ گیا۔ اے کاش! عفیرہ بھی سر اٹھائے تو نافرمانی نہ کرے اور اے کاش! عفیرہ سے نافرمانی سرزد ہو تو دوبارہ نہ کرے۔

وقال أحمد بن علی استأذنا علی عفیرة فحجبتنا فلازمنا الباب فلما علمت ذلك قامت لتفتح الباب لنا فسمعتها وهی تقول اللهم إنی أعوذ بك ممن جاء یشغلنی عن ذکرك ثم فتحت الباب ودخلنا علیها فقلنا لها یا أمة الله ادعی لنا فقالت جعل الله قراءکم فی بیتی المغفرة ثم قالت لنا مكث عطاء السلمی أربعین سنة فكان لا ینظر إلی السماء فحانت منه نظرة فخر مغشیا علیه فأصابه فتق فی بطنه فیا لیت عفیرة إذا رفعت رأسها لم تعص ویا لیتها إذا عصت لم تعد[1]

حکایت نمبر:312

کہیں عذاب نازل نہ ہو جائے

ایک نیک شخص کا بیان ہے کہ میں ایک دن اپنی حبشی باندی کے ساتھ بازار کی طرف نکلا۔ باندی کو میں نے بازار کے ایک کنارے پر ٹھہرنے کا کہا اور اپنی ضروری چیزیں لینے چلا گیا۔ باندی سے کہا تھا کہ میری واپسی تک یہاں سے کہیں نہ جانا لیکن میں واپس آیا تو وہ وہاں نہ تھی۔ میں غصے کی حالت میں گھر آگیا۔ باندی نے میرے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے تو کہنے لگی: میرے آقا! پہلے میری بات سن لیجئے! آپ مجھے جس جگہ ٹھہرا کر گئے تھے وہاں اللہ پاک کا ذکر کرنے والا کوئی نظر نہ آیا تو مجھے خوف لاحق ہوا کہ کہیں یہاں عذاب نازل نہ ہو جائے۔ اس نیک شخص کا بیان ہے کہ مجھے اس کی بات بہت اچھی لگی تو میں نے کہا: تو آزاد ہے۔ اس

1 ...احیاء علوم الدین، 4/415

نے کہا: آپ نے اچھا نہیں کیا کیونکہ میں آپ کی غلامی میں رہتی تو مجھے دُگنا اجر ملتا لیکن اب میں ایک اجر سے محروم ہو گئی۔

وقال بعض الصالحين خرجت يوما إلى السوق ومعي جارية حبشية فاحتبستها في موضع بناحية السوق وذهبت في بعض حوائجي وقلت لا تبرحي حتى أنصرف إليك قال فانصرفت فلم أجدها في الموضع فانصرفت إلى منزلي وأنا شديد الغضب عليها فلما رأتني عرفت الغضب في وجهي فقالت يا مولاي لا تعجل علي إنك أجلستني في موضع لم أر فيه ذاكرا لله تعالى فخفت أن يخسف بذلك الموضع فعجبت لقولها وقلت لها أنت حرة

فقالت ما صنعت كنت أخدمك فيكون لي أجران وأما الآن فقد ذهب عني أحدهما(1)

حکایت نمبر:313

کثرتِ گریہ کے سبب بینائی چلی گئی

حضرت سیِّدُنا ابنِ عَلاء سَعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میری چچازاد بہن بَریرہ بہت عبادت گزار تھی اور کثرت سے قرآنِ پاک کی تلاوت کرتی تھی۔ جب بھی جہنم کے ذکر والی آیت پڑھتی تو رو پڑتی۔ مسلسل رونے کی وجہ سے اس کی بینائی چلی گئی۔ ہم چند چچازاد بھائیوں نے مشورہ کیا کہ اسے زیادہ رونے پر نصیحت کریں گے۔ حضرت ابنِ عَلاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سب اس کے پاس پہنچے اور پوچھا: بریرہ! کیسی ہو؟ اس نے کہا: ”اجنبی زمین میں مہمان کی طرح پڑی منتظر ہوں کہ بلاوا آئے اور اسے قبول کروں۔“ ہم نے پوچھا: کب تک روتی رہو گی؟ اب تو بینائی بھی زائل ہو چکی ہے۔ اس نے کہا: اگر اللہ پاک کی بارگاہ میں میری بینائی زائل ہونے میں بھلائی ہے تو اس کے چلے جانے کی کوئی پروا نہیں اور اگر اللہ پاک کی بارگاہ میں میری بینائی زائل ہونے میں بھلائی نہیں ہے تو پھر اور زیادہ رونے کی ضرورت ہے۔ پھر اس نے ہم سے منہ پھیر لیا۔ حضرت سیِّدُنا ابنِ عَلاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم چچازاد بھائیوں نے کہا: ”یہاں سے چلو اللہ پاک

1 ...احیاء علوم الدین، 4/415

کی قسم! اس کا حال دوسرا ہے ہماری طرح نہیں ہے۔"

وقال ابن العلاء السعدی کانت لی ابنة عم یقال لها بریرة تعبدت وکانت کثیرة القراءة فی المصحف فکلما أتت علی آیة فیها ذکر النار بکت فلم تزل تبکی حتی ذهبت عیناها من البکاء فقال بنو عمها انطلقوا بنا إلی هذه المرأة حتی نعدلها فی کثرة البکاء قال فدخلنا علیها فقلنا یا بریرة کیف أصبحت قالت أصبحنا أضیافا منیخین بأرض غربة ننتظر متی ندعی فنجیب فقلنا لها ما هذا البکاء قد ذهبت عیناك منه فقالت إن یکن لعینی عند الله خیر فما یضرهما ما ذهب منهما فی الدنیا وإن کان لهما عند الله شر فسیزیدهما بکاء أطول من هذا ثم أعرضت قال فقال القوم قوموا بنا فهی والله فی شیء غیر ما نحن فیه(1)

حکایت نمبر:314

سیِّدَتُنا مُعاذہ عَدَویہ رحمۃ اللہ علیہا کا مجاہدہ

حضرت سیِّدَتُنا مُعاذہ عَدَویہ رحمۃ اللہ علیہا دن کے وقت فرماتیں: "یہ میری موت کا دن ہے حتّٰی کہ شام تک کھانا نہ کھاتیں۔" رات ہوتی تو فرماتیں: "یہ میری موت کی رات ہے پھر صبح تک نماز میں مشغول رہتیں۔"

وکانت معاذة العدویة إذا جاء النهار تقول هذا یومی الذی أموت فیه فما تطعم حتی تمسی فإذا جاء اللیل تقول هذه اللیلة التی أموت فیها فتصلی حتی تصبح(2)

حکایت نمبر:315

سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کا مجاہدہ

حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/415

2 ...احیاء علوم الدین، 4/415

رحمۃ اللہ علیہا کے ہاں ٹھہرا۔ وہ بالا خانہ میں عبادت کرنے لگیں اور میں مکان کے کونے میں عبادت کرنے چلا گیا۔ وہ سَحَر تک عبادت میں مشغول رہیں۔ سحر کے وقت میں نے پوچھا: ''خدا نے ہمیں رات بھر عبادت کی توفیق بخشی ہم اس کا شکر کس طرح ادا کریں؟'' حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: ''ہم کل کا روزہ رکھ کر اس کا شکر ادا کریں گے۔''

وقال أبو سليمان الداراني بت ليلة عند رابعة فقامت إلى محراب لها وقمت أنا إلى ناحية من البيت فلم تزل قائمة إلى السحر فلما كان السحر قلت ما جزاء من قوانا على قيام هذه الليلة قالت جزاؤه أن تصوم له غدا[1]

حکایت نمبر:316

مجھے نہیں معلوم

حضرت سیِّدُنا اسحاق بن خَلَف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رحمۃ اللہ علیہ چاندنی رات میں چھت پر کھڑے آسمان کو دیکھ کر آسمانوں اور زمین کی بادشاہت میں غور وفکر کر رہے تھے اور روئے جا رہے تھے حتّٰی کہ پڑوسی کے گھر میں جا گرے۔ مالک مکان برہنہ ہی بستر سے اُٹھ کھڑا ہوا، اس کے ہاتھ میں تلوار تھی، وہ سمجھا شاید کوئی چور ہے، جب اس کی نظر حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو واپس پلٹ گیا، تلوار رکھ دی اور کہنے لگا: ''آپ کو کس چیز نے چھت سے گرا دیا؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''مجھے نہیں معلوم۔''

وقال إسحاق بن خلف كان داود الطائي رحمة الله تعالى على سطح في ليلة قمراء فتفكر في ملكوت السموات والأرض وهو ينظر إلى السماء ويبكي حتى وقع في دار جار له قال فوثب صاحب الدار من فراشه عريانا وبيده سيف وظن أنه لص فلما نظر إلى داود رجع ووضع السيف وقال من ذا الذي طرحك من السطح قال ما شعرت بذلك[2]

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/415

2 ...احیاء علوم الدین، 4/425

حکایت نمبر:317

بوڑھا اور بیلچہ

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک بوڑھا آدمی اپنے بیلچے سے زمین کھود رہا تھا۔ آپ نے دعا کی: "یااللہ! اس کی امید ختم کر دے۔" اس بوڑھے نے بیلچہ رکھا اور لیٹ گیا۔ کچھ دیر گزری تو حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام نے پھر دعا کی: "یااللہ! اس کی امید لوٹا دے۔" وہ بوڑھا کھڑا ہوا اور کام میں مصروف ہو گیا۔ آپ نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا: "میں کام کر رہا تھا کہ دل میں خیال آیا کہ تو بوڑھا ہو چکا ہے کب تک کام کرے گا؟ میں نے بیلچہ ایک جانب رکھا اور لیٹ گیا پھر خیال آیا کہ اللہ پاک کی قسم! بقیہ زندگی آرام سے گزارنے کے لئے تیرا کام کرنا ضروری ہے لہٰذا کھڑے ہو کر بیلچہ سنبھال لیا۔"

قيل بينما عيسى عليه السلام جالس وشيخ يعمل بمسحاة يثير بها الأرض فقال عيسى اللهم أنزع منه الأمل فوضع الشيخ المسحاة واضطجع فلبث ساعة فقال عيسى اللهم اردد إليه الأمل فقام فجعل يعمل فسأله عيسى عن ذلك فقال بينما أنا أعمل إذ قالت لي نفسي إلى متى تعمل وأنت شيخ كبير فألقيت المسحاة واضطجعت ثم قالت لي نفسي والله لا بد لك من عيش ما بقيت فقمت إلى مسحاتي[1]

حکایت نمبر:318

تم رات تک زندہ رہو گے!

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد حضرت سیِّدُنا ابوہاشم رُمّانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ کی چادر کے کنارے میں کچھ بندھا ہوا تھا، استاد صاحب نے پوچھا: "تمہارے پاس یہ کیا ہے؟" کہا: "کچھ بادام ہیں جو میرے بھائی نے مجھے دیئے ہیں اور کہا ہے کہ میں چاہتا ہوں تم ان سے روزہ افطار کرو۔" استاد صاحب نے کہا: "اے شقیق! تمہارا دل یہ کہہ رہا ہے کہ تم رات تک زندہ رہو گے، اب میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا۔" آپ فرماتے ہیں کہ استاد صاحب نے یہ کہہ کر دروازہ بند کر لیا اور اندر چلے گئے۔

1 ...احیاء علوم الدین، 4/454

وحکی أنه جاء شقیق البلخی إلی أستاذ له یقال له أبو هاشم الرمانی وفی طرف کسائه شیء مصرور فقال له استاذه إیش هذا معك فقال لوزات دفعها إلی أخ لی وقال أحب أن تفطر علیها فقال یا شقیق وأنت تحدث نفسك أنك تبقی إلی اللیل لا کلمتك أبدا قال فأغلق فی وجهی الباب ودخل (1)

حکایت نمبر:319

حسرت زدہ بادشاہ

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کا گزر ایک کھوپڑی کے قریب سے ہوا تو آپ نے اسے ٹھوکر مار کر فرمایا: ”اللہ پاک کے حکم سے مجھ سے کلام کر۔“ کھوپڑی میں سے آواز آئی: ”اے روحُ اللہ! میں فلاں فلاں زمانے کا بادشاہ ہوں اور اپنے محل میں تخت پر یوں بیٹھا تھا کہ سَر پر تاج جبکہ نوکر چاکر اور لشکری میرے آس پاس تھے کہ یکایک مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور مجھے یوں محسوس ہوا کہ ہر جوڑ الگ الگ ہو رہا ہے اور پھر میری روح کھینچ لی گئی، کاش! لوگوں کو جمع کرنے کے بجائے تنہائی اختیار کرتا، کاش! لوگوں کے قریب رہنے کے بجائے ان سے دور بھاگتا۔“

روی أن عیسی علیه السلام مر بجمجمة فضربها برجله فقال تکلمی بإذن الله فقالت یا روح الله أنا ملك زمان کذا وکذا بینا أنا جالس فی ملکی علی تاجی وحولی جنودی وحشمی علی سریر ملکی إذ بدا لی ملك الموت فزال منی کل عضو علی حیاله ثم خرجت نفسی إلیه فیالیت ما کان من تلك الجموع کان فرقة ویالیت ما کان من ذلك الأنس کان وحشة فهذه یلقاها العصاة ویکفاها المطیعون (2)

حکایت نمبر:320

مغرور آدمی کا بُرا انجام

حضرت سیِّدُنا یزید رَقَّاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک انتہائی مغرور آدمی اپنے گھر میں

---

1 ...احیاء علوم الدین، 4/454

2 ...احیاء علوم الدین، 4/464

کسی فرد کے ساتھ تنہائی میں تھا، اچانک اس نے دیکھا کہ کوئی دروازے سے اندر آیا ہے، گھبرا کر فوراً غصے سے بَھڑک اٹھا اور پوچھنے لگا: تم کون ہو اور کس کی اجازت سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہو؟ آنے والے نے جواب دیا: میں گھر کے مالک کی اجازت سے داخل ہوا ہوں، میں وہ ہوں جسے اندر آنے کے لئے کوئی پہرے دار روک سکتا ہے نہ کسی بادشاہ کی اجازت درکار ہے اور نہ ہی کسی کا رُعب و دبدبہ مجھے خوف زدہ کر سکتا ہے، مجھ سے کوئی ضدی اور مغرور شخص پیچھا چھڑا سکتا ہے نہ کوئی سرکش شیطان بچ سکتا ہے۔ یہ سن کر اس مغرور آدمی کو انتہائی ندامت ہوئی اور اس کے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی یہاں تک کہ اوندھے منہ گر گیا، پھر اپنے سر کو اٹھا کر ذلت اور بھیک مانگنے والے انداز میں کہنے لگا: "اس کا مطلب ہے آپ مَلَک الموت ہیں۔ کہا: میں ہی مَلَک الموت ہوں۔ مغرور آدمی نے پوچھا: کیا آپ مجھے کچھ مہلت دے سکتے ہیں تاکہ میں توبہ تائب ہو سکوں۔ مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: ہرگز نہیں! تیری مدت ختم ہو چکی ہے، سانسوں کی گنتی پوری ہو چکی ہے، وقت پورا ہو چکا ہے اور اب تیرے پاس کوئی راستہ نہیں بچا۔ مغرور آدمی نے پھر پوچھا: آپ مجھے لے کر کہاں جائیں گے؟ کہا: تیرے اس عمل کی طرف جو تو نے آگے بھیجا ہے اور اس گھر کی طرف جو تو نے تیار کیا ہے۔ اس نے کہا: میں نے کوئی نیک عمل آگے بھیجا ہے نہ کوئی اچھا گھر تیار کیا ہے۔ ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: پھر تو جہنم کی وادی کی جانب لے جاؤں گا جو کہ گوشت کو بھون کر رکھ دیتی ہے۔ پھر آپ نے اس مغرور آدمی کی روح قبض کر لی اور وہ اپنے اہل خانہ کے درمیان گر پڑا اور سب نے رونا دھونا اور چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ حضرت سیِّدُنا یزید رَقَّاشی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: اگر گھر والے اس کے بُرے انجام کو جان لیتے تو اور زیادہ روتے۔

وقال يزيد الرقاشي بينما جبار من الجبابرة من بني إسرائيل جالس في منزله قد خلا ببعض أهله إذ نظر إلى شخص قد دخل من باب بيته فثار إليه فزعا مغضبا فقال له من أنت ومن أدخلك على داري فقال أما الذي أدخلني الدار فربها وأما أنا فالذي لا يمنع من الحجاب ولا استأذن على الملوك ولا

أخاف صولة المتسلطين ولا يمتنع مني كل جبار عنيد ولا شيطان مريد قال فسقط في يد الجبار وارتعد حتى سقط منكبا على وجهه ثم رفع رأسه إليه مستجديا متذللا له فقال له أنت إذن ملك الموت قال أنا هو قال فهل أنت ممهل حتى أحدث عهدا قال هيهات انقطعت مدتك وانقضت أنفاسك ونفدت ساعاتك فليس إلى تأخيرك سبيل قال فإلى أين تذهب بي قال إلى عملك الذي قدمته وإلى بيتك الذي مهدته قال فإني لم اقدم عملا صالحا ولم أمهد بيتا حسنا قال فإلى لظى نزاعة للشوى ثم قبض روحه فسقط ميتا بين أهله فمن بين صارخ وباك

قال يزيد الرقاشي لو يعلمون سوء المنقلب كان العويل على ذلك اكثر(1)

حکایت نمبر:321

شرابی کی بخشش کا راز

منقول ہے کہ بصرہ کے قریبی علاقے میں ایک گناہ گار شخص کا انتقال ہوا، اس کے بہت زیادہ گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے لوگ اس کے حالات کو جاننے کی کوشش نہیں کرتے تھے، چنانچہ اس کی بیوی نے کوئی ایسا شخص نہ پایا جو جنازہ اٹھانے پر اس کی مدد کر سکے تو اس نے کرائے پر مزدور لئے اور ان کی مدد سے اسے جنازہ گاہ لے گئی مگر کسی نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی، مجبوراً اسے دفن کرنے کے لئے صحرا میں لے جایا گیا، وہاں قریب ہی پہاڑ پر ایک عبادت گزار تھا جس کا شمار بڑے عبادت گزاروں میں ہوتا تھا، اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا گویا وہ پہلے ہی سے جنازے کا منتظر ہے، جب عبادت گزار شخص نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو آناً فاناً شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ فلاں عبادت گزار پہاڑ سے اتر کر اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے آیا ہے چنانچہ شہر کے لوگ بھاگے بھاگے آئے اور اس کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی، عبادت گزار کے نماز جنازہ پڑھانے کے سبب لوگ حیران ہو گئے اور اس کا اظہار عبادت گزار سے کیا تو اس نے کہا: مجھ سے خواب

(1)...احیاء علوم الدین، 4/468

میں کہا گیا کہ فلاں جگہ جاؤ، وہاں تمہیں ایک جنازہ نظر آئے گا جس کے ساتھ ایک عورت کے سوا اور کوئی نہ ہو گا، اس کی نماز جنازہ پڑھو اس لئے کہ اس کی مغفرت کر دی گئی ہے، لوگوں کی حیرت میں اور بھی اضافہ ہو گیا، عبادت گزار نے اس کی بیوی کو بلوایا اور اس کے حالات معلوم کئے تو بیوی نے کہا: یہ ایسا ہی تھا جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہے اور دن کا اکثر حصہ شراب خانے میں شراب نوشی میں مشغول رہتا تھا۔ عبادت گزار نے کہا: غور کرو! کیا تم اس کا کوئی نیک عمل جانتی ہو؟ بیوی نے کہا: ہاں! اس میں تین باتیں تھیں، ایک تو یہ کہ روزانہ صبح کے وقت جب اس کا نشہ اترتا تو کپڑے تبدیل کر کے فجر کی نماز جماعت سے پڑھتا پھر شراب خانے میں جا کر دوبارہ گناہوں میں مشغول ہو جاتا، دوسری بات یہ کہ ایک یا دو یتیم بچے ہر وقت اس کے گھر میں موجود رہتے تھے جن کے ساتھ وہ اپنی اولاد سے بھی زیادہ حُسْنِ سُلُوک کیا کرتا اور ان کی بہت زیادہ دیکھ بھال کیا کرتا، تیسری یہ کہ دوران نشہ رات کی تاریکی میں جب اس کی حالت کچھ سنبھلتی تو روتا ہوا کہتا: اے اللہ! تو اس بدباطن سے دوزخ کا کون سا گوشہ بھرنا چاہتا ہے؟ عبادت گزار یہ سن کر واپس چلا گیا اور اس کے متعلق اس کی الجھن دور ہو گئی۔

يحكى أن رجلا من المنهمكين في الفساد مات في بعض نواحي البصرة فلم تجد امرأته من يعينها على حمل جنازته إذ لم يدر بها أحد من جيرانه لكثرة فسقه فاستأجرت حمالين وحملتها إلى المصلى فما صلى عليه أحد فحملتها إلى الصحراء للدفن فكان على جبل قريب من الموضع زاهد من الزهاد الكبار فرأته كالمنتظر للجنازة ثم قصد أن يصلي عليها فانتشر الخبر في البلد بأن الزاهد نزل ليصلي على فلان فخرج أهل البلد فصلى الزاهد وصلوا عليه وتعجب الناس من صلاة الزاهد عليه فقال قيل لي في المنام انزل إلى موضع فلان ترى فيه جنازة ليس معها أحد إلا امرأة فصل عليه فإنه مغفور له فزاد تعجب الناس فاستدعى الزاهد امرأته وسألها عن حاله وأنه كيف كانت سيرته قالت كما عرف كان طول نهاره في الماخور مشغولا بشرب الخمر فقال انظري هل تعرفين منه شيئا من أعمال الخير قالت نعم ثلاثة أشياء كان كل يوم يفيق من سكره وقت الصبح يبدل ثيابه ويتوضأ ويصلي الصبح في جماعة ثم يعود إلى

الماخور ويشتغل بالفسق

والثاني أنه كان أبدا لا يخلو بيته من يتيم أو يتيمين وكان إحسانه إليهم أكثر من إحسانه إلى أولاده وكان شديد التفقد لهم

والثالث أنه كان يفيق في أثناء سكره في ظلام الليل فيبكي ويقول يا رب أي زاوية من زوايا جهنم تريد أن تملأها بهذا الخبيث يعني نفسه فانصرف الزاهد وقد ارتفع إشكاله من أمره[1]

حکایت نمبر:322

ایسا غم کسی کو نہ ملا ہو گا

ایک شخص نے بصرہ میں ایک عورت کو دیکھ کر کہا: میں نے اس کے چہرے جیسی تَروتازگی کبھی نہیں دیکھی اور ایسی تَروتازگی اسی کے چہرے پر ہوتی ہے جسے کوئی غم نہ ہو۔ اس عورت نے کہا: اے اللہ کے بندے! میں ایسے غم میں مبتلا ہوں کہ اس جیسا غم کسی کو نہ ملا ہو گا۔ اس شخص نے پوچھا: وہ کیا؟ عورت نے کہا: میرے خاوند نے عیدالاضحیٰ کے دن ایک بکری ذبح کی، میرے دو خوبصورت بچے وہاں کھیل رہے تھے، بڑے لڑکے نے چھوٹے سے کہا: میں تجھے دکھاؤں کہ ابّا جان نے بکری کیسے ذبح کی؟ چھوٹے لڑکے نے کہا: ہاں! بڑے لڑکے نے اپنے بھائی کو لٹایا اور اسے ذبح کر دیا۔ ہمیں یہ واقعہ اس وقت معلوم ہوا جب چھوٹا لڑکا خون میں لت پت ہو چکا تھا۔ جب چیخ وپکار ہوئی تو بڑا لڑکا خوفزدہ ہو کر پہاڑ کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں ایک بھیڑیا موجود تھا اس نے اسے کھالیا۔ جب اس کے والد اس کی تلاش میں گئے تو سخت گرمی اور پیاس کی شدت سے بے تاب ہو کر انتقال کر گئے۔ اب میں اس دنیا میں بالکل تنہا رہ گئی ہوں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

نظر رجل إلى امرأة في البصرة فقال ما رأيت مثل هذه النضارة وما ذاك إلا من قلة الحزن فقالت يا عبد الله أني لفي حزن ما يشركني فيه أحد قال فكيف قالت أن زوجي ذبح شاة في يوم عيد الأضحى وكان لي

[1] ...احیاء علوم الدین، 4/485

صبیان ملیحان یلعبان فقال أکبرهما للآخر أترید أن أریك کیف ذبح أبی الشاة قال نعم فأخذه وذبحه وما شعرنا به إلا متشطحا فی دمه فلما ارتفع الصراخ هرب الغلام فلجأ إلی جبل فرهقه ذئب فأکله فخرج أبوه یطلبه فمات عطشا من شدة الحر قالت فأردانی الدهر کما تری[1]

حکایت نمبر:323

پہاڑوں کے برابر نور

حضرت سیِّدُنا ابو قلابہ عبد الملک بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں مُلکِ شام سے بصرہ آیا اور ایک خندق میں اُتر کر وضو کیا اور دو رکعت صلاۃُ اللَّیل پڑھی پھر وہاں موجود قبروں میں سے کسی قبر پر سر رکھ کر سو گیا، جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ صاحبِ قبر موجود ہے اور مجھ سے شکوہ کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ تم نے مجھے رات بھر تکلیف پہنچائی پھر کہا: تم لوگ (عمل کرتے ہو لیکن) علم نہیں رکھتے اور ہم لوگ علم رکھتے ہیں مگر عمل پر قادر نہیں، تم نے جو رات کو دو رکعت پڑھیں ہیں وہ ہمارے نزدیک دنیا اور اس میں موجود تمام اشیاء سے بہتر ہیں، اللہ پاک ہماری طرف سے دنیا والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے، تم انہیں ہمارا سلام کہنا کیونکہ بلاشبہ ان کی دعاؤں کی وجہ سے ہمیں پہاڑوں کے برابر نور ملتا ہے۔

قال أبو قلابة أقبلت من الشام إلی البصرة فنزلت الخندق فتطهرت وصلیت رکعتین بلیل ثم وضعت رأسی علی قبر فنمت ثم تنبهت فإذا صاحب القبر یشتکینی یقول لقد آذیتنی منذ اللیلة ثم قال إنکم لا تعلمون ونحن نعلم ولا نقدر علی العمل ثم قال للرکعتان اللتان رکعتهما خیر من الدنیا وما فیها ثم قال جزی اللہ عنا أهل الدنیا خیرا أقرئهم السلام فإنه قد یدخل علینا من دعائهم نورا مثل الجبال[2]

حاسد کا عبرت ناک انجام

حکایت نمبر:324

حضرت سیِّدُنا بکر بن عبد اللہ مُزَنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کسی بادشاہ کے پاس جایا

1 ...احیاء علوم الدین، 4/489

2 ...احیاء علوم الدین، 4/492

کرتا تو اس کے سامنے کھڑا ہو کر کہا کرتا: احسان کرنے والے کو احسان کا بدلہ دو کیونکہ بروں کو تو عنقریب ان کی برائی کافی ہو جائے گی۔ ایک شخص اس سے حسد کرنے لگا کہ اسے بادشاہ کا اتنا قرب حاصل ہے لہٰذا وہ بادشاہ کے پاس گیا اور کہا: جناب! یہ شخص جو آپ کے سامنے کھڑا ہو کر باتیں کرتا ہے اس کا کہنا ہے کہ بادشاہ کے منہ سے بدبو آتی ہے۔ بادشاہ نے کہا: میں کیسے اس بات کا یقین کرلوں؟ اس شخص نے کہا: آپ اسے اپنے قریب بلا کر دیکھیں، جب وہ آپ کے قریب ہوگا تو اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لے گا تاکہ آپ کے منہ کی بدبو نہ سونگھ سکے۔ بادشاہ نے اس سے کہا: تم جاؤ میں خود اسے دیکھ لوں گا۔ یہ شخص وہاں سے نکلا اور اس شخص کو اپنے گھر دعوت پر بلایا اور اسے ایسا کھانا کھلایا جس میں لہسن ملا ہوا تھا، وہ شخص وہاں سے نکل کر بادشاہ کے پاس آیا اور حسبِ عادت بادشاہ سے کہا: احسان کرنے والے کو احسان کا بدلہ دو کیونکہ بروں کو تو عنقریب ان کی برائی کافی ہو جائے گی۔ بادشاہ نے اس سے کہا: میرے قریب آؤ۔ وہ قریب آیا تو اس نے اس خوف سے اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیا کہ کہیں بادشاہ کو لہسن کی بو نہ پہنچے، تو بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا کہ فلاں آدمی نے سچ کہا ہے۔ اس بادشاہ کی عادت تھی کہ وہ کسی کے لئے اپنے ہاتھ سے صرف انعام دینے کا ہی فرمان لکھا کرتا تھا، لیکن اب کی بار اس نے اپنے ایک گورنر کو اپنے ہاتھ سے لکھا کہ جب میرا یہ خط لانے والا تمہارے پاس آئے تو اسے ذبح کر دینا اور اس کی کھال اتار کر اس میں بھوسہ بھر کر میرے پاس بھیج دینا۔ اس شخص نے وہ خط لیا اور دربار سے نکلا تو وہی سازشی شخص اسے ملا، اس نے پوچھا: یہ خط کیسا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: بادشاہ نے مجھے انعام لکھ کر دیا ہے۔ سازشی شخص نے کہا: یہ مجھے تحفہ دے دو۔ اس شخص نے کہا: لو تم لے لو۔ پھر جب وہ سازشی خط لے کر خوشی خوشی عامل کے پاس پہنچا تو عامل نے اس سے کہا: تمہارے خط میں لکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر دوں اور تمہاری کھال اتار دوں۔ اس سازشی نے کہا: یہ خط میرا نہیں ہے خدا کا واسطہ میرے معاملے میں اللہ سے ڈرو اور بادشاہ سے اس معاملے میں رابطہ کرو۔ عامل نے کہا: بادشاہ کے خط کو لوٹایا نہیں جاتا۔ لہٰذا عامل نے اسے ذبح کرکے اور اس کی کھال میں بھوسہ بھر کر بادشاہ کو بھیج دیا، پھر وہی شخص (جس کے خلاف سازش کی گئی تھی) حسبِ عادت بادشاہ کے پاس آیا اور اپنی بات دہرائی: "احسان کرنے والے کو احسان کا بدلہ دو۔" تو بادشاہ نے حیرت زدہ ہو کر اس سے پوچھا: تم نے خط کا کیا کیا؟ اس نے جواب

دیا: مجھے فلاں شخص ملا تھا، اس نے مجھ سے وہ خط مانگا تو میں نے اسے دے دیا۔ بادشاہ نے کہا: اس نے تو مجھے بتا یا تھا کہ تم کہتے ہو کہ میرے منہ سے بدبُو آتی ہے۔ اس نے جواب دیا: میں نے تو ایسا نہیں کہا۔ پھر بادشاہ نے پوچھا: تم نے اپنی ناک پر ہاتھ کیوں رکھا تھا؟ کہنے لگا: اس شخص نے مجھے لہسن کھلا دیا تھا اور میں نے پسند نہ کیا کہ آپ کو اس کی بدبو سے تکلیف پہنچے۔ بادشاہ نے کہا: تم اپنی جگہ پر لوٹ جاؤ تم نے سچ کہا یقیناً بُرے آدمی کی برائی اسے کِفَایَت کر گئی۔

وقال بكر بن عبد الله كان رجل يغشى بعض الملوك فيقوم بحذاء الملك فيقول أحسن إلى المحسن بإحسانه فإن المسىء سيكفيكه إساءته فحسده رجل على ذلك المقام والكلام فسعى به إلى الملك فقال إن هذا الذى يقوم بحذائك ويقول ما يقول زعم أن الملك أبخر فقال له الملك وكيف يصح ذلك عندى قال تدعوه إليك فإنه إذا دنا منك وضع يده على أنفه لئلا يشم ريح البخر فقال له انصرف حتى أنظر فخرج من عند الملك فدعا الرجل إلى منزله فأطعمه طعاماً فيه ثوم فخرج الرجل من عنده وقام بحذاء الملك على عادته فقال أحسن إلى المحسن بإحسانه فإن المسىء سيكفيكه إساءته فقال له الملك أدن منى فدنا منه فوضع يده على فيه مخافة أن يشم الملك منه رائحة الثوم فقال الملك فى نفسه ما أرى فلانا إلا قد صدق قال وكان الملك لا يكتب بخطه إلا بجائزة أو صلة فكتب له كتاباً بخطه إلى عامل من عماله إذا أتاك حامل كتابى هذا فاذبحه واسلخه واحش جلده تبناً وابعث به إلى فأخذ الكتاب وخرج فلقيه الرجل الذى سعى به فقال ما هذا الكتاب قال خط الملك لى بصلة فقال هبه لى فقال هو لك فأخذه ومضى به إلى العامل فقال العامل فى كتابك أن أذبحك وأسلخك قال إن الكتاب ليس هو لى فالله الله فى أمرى حتى تراجع الملك فقال ليس لكتاب الملك مراجعة فذبحه وسلخه وحشى جلده تبناً وبعث به ثم عاد الرجل إلى الملك كعادته وقال مثل قوله فعجب الملك وقال ما فعل الكتاب فقال لقينى فلان فاستوهبه منى فوهبته له قال له الملك إنه ذكر لى أنك تزعم أنى أبخر قال ما قلت ذلك قال فلما وضعت يدك على فيك قال لأنه أطعمنى طعاماً فيه ثوم فكرهت أن تشمه قال

صدقت ارجع إلی مکانك فقد کفی المسیء إساءته.[1]

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

حکایت نمبر:325

حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"میرے پیر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دعا دی: اللہ تمہیں حدیث دان بنا کر پھر صوفی بنائے اور حدیث داں ہونے سے پہلے تمہیں صوفی نہ کرے۔"

(حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی اس دعا کی شرح میں فرماتے ہیں):"حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جس نے پہلے حدیث وعلم حاصل کر کے تصوف میں قدم رکھا وہ فلاح کو پہنچا اور جس نے علم حاصل کرنے سے پہلے صوفی بننا چاہا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

وقال الجنید رحمه الله قال لی السری شیخی:"جعلك الله صاحب حدیث صوفیاً ولا جعلك صوفیاً صاحب حدیث"

أشار إلی أن من حصل الحدیث والعلم ثم تصوف أفلح ومن تصوف قبل العلم خاطر بنفسه[2]

---

1 ...احیاء علوم الدین، 3/188، 189

2 ...احیاء علوم الدین، 1/22

سید کامران عطاری مدنی
کے چند مزید رسالے

1. 63 حکایات و واقعات 2. تہجد گزاروں کے واقعات
3. ارشاداتِ اعلیٰ حضرت
4. تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ حکایات و واقعات
5. تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ فتاوی رضویہ کی عبارات
6. آیتِ درود اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
7. لقمۂ حرام کی تباہ کاریاں 8. حضرت حاتم اصم کے واقعات
9. فضائلِ درودِ پاک 10. عقلمندوں کے لیے نصیحتوں کے مدنی پھول
11. حکایاتِ احیاء العلوم 12. کثرت سے مطالعہ کرنے والے بزرگوں کے واقعات
13. علمِ غیبِ مصطفیٰ قرآنی آیات و تفاسیر کی روشنی میں
14. آیاتِ احکام ماخوذ از تفسیر صراط الجنان 15. حکایاتِ روح البیان

ان شاء اللہ عنقریب آنے والے رسالوں کے نام

1. شانِ ولی 2. توسل پہ عمدہ دلائل
3. حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ عمدہ دلائل
4. حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی ۱۱۱ نصیحتیں
5. توثیقِ آئمہ اربعہ 6. امام اعظم کی ذہانت کے 200 واقعات
7. حفظِ قرآن کے فضائل 8. عدمِ سایہ پہ عمدہ دلائل



/FIQHIMASAIL2526 /SYEDKAMRAN786
+923169168614 /IAMKAMRANMADANI